

غدارى و خيانت كا فرقہ ، كفر و تفاق كا مجموعہ

ارشاد

يهوديون كا ايجنٹ كا فرگروہ

هل اتاك حديث الرفضه

للامام الشهيد ابو مصعب الزرقاوى رحمه الله

اجماع اهل العلم والايمان على
رفض دين مجوس طهران للصادق الكرخى

(اردو ترجمه)

اعداد و تقديم :

ابومعاويه حسن على فاروقى



غدارى و خيانت كلاً فرقة، كفر و نفاق كا مجموع
الشيعم يهوديور كا ايچنٹ كافر گروه

هل اتاك حديث الراقصة

للإمام الشهيد أبو مصعب الزرقاوى رحم الله

لور

إجماع أهل العلم والإيمان على

رفض دين مجوس طهران

للصادق الكرخى

كا اردو ترجم

اعداد و تقديم: ابومعوية حسن على فاروقى



السلامى لائبريرى

انٹرنیٹ ایڈیشن :

مسلم ورلڈویڈیا پروسیسنگ پاکستان

<http://www.muwahideen.co.nr>

حقوقِ طبعِ تمام مسلمانوں کے لیے محفوظ ہیں!!

- * اس کتاب کا حق ہے اس کا مطالعہ کیجیے!!
 - * دوسروں کو مطالعہ کے لیے دیجیے!!
 - * انٹرنیٹ پر دوستوں کو ای میل کیجیے!!
 - * اس کے کاپی پرنٹ لیکر تقسیم کیجیے!!
 - * بیرون ممالک اردو جانے والوں کو پہنچائیے!!
 - * ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کے کتاب کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جاسکتا ہے۔
 - * اسکی قیمت ہے.....
- اگر آپ حق کو سمجھ گئے ہیں تو اپنی ذم داری کو ادا
کیجیے اور رافضیت کے خلاف
توحید و خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کیجیے!!

اللہ ہم سب کا حامی ناصر ہو

(وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ)
اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں
جانتے

فہرست

صفحہ
نمبر
8

موضوع

نمبر
مار
انتساب
1

10	2	هُمُّ الْقَدُوُّ فَاحْذَرُهُمْ وَهِيَ دُشْمَنٌ هِيَ بِيْسِ اِنْ سَعِيْ بِيْجُو!
11	3	موجودہ حلیبی رافضی اتحاد
15	4	پہلا وثیقہ...
16	5	دوسرا وثیقہ
17	6	روسی رافضی اتحاد
19	7	ہندوستانی رافضی اتحاد
20	8	ہمارا موقف...!!!
20	9	دشمن کے منصوبے ناکام بنانے میں جہاد کا کردار
21	10	مجاہدین ہمارے قائد و سردار ہیں...
23	11	حکومتوں کا کردار...
24	12	علمائے مسلمین کا کردار...
26	13	"حزب اللہ" اور امت کی حالت!!!
28	14	موجودہ حلیبی جنگ میں مسلمانوں کا کردار...
31	15	آخر میں ہمیں کہنا ہوں...
36	16	* کیا تجھے رافضیوں کی خبر پہنچی؟
37	17	اولاً...
40	18	ثانیاً...
44	19	ثالثاً...
44	20	کتاب و سنت سے دلائل
47	21	سنت سے دلائل
49	22	اقوال سلف سے رافضیوں کی تکفیر
53	23	کتب رافضیہ میں وارد اہل بیت اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ان سے برأت اور ان
53	24	رابعاً...
54	25	خامساً...
54	26	رافضیوں کے جرائم اور ان کی خیانتیں تاریخ کے صفحات پر پھیلی ہیں
54	27	شیعہ کی تاریخی غداریاں اور خیانتیں
55	28	خلیفہ راشد رضی اللہ عنہم کا عہد
62	29	عہد بنو امیہ 41 ہجری سے 132 ہجری تک
65	30	عہد بنو عباس 132-656 ہجری
82	31	هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الرَّافِضَةِ (دوسرا درس)
88	32	عہد خلیفہ عثمانیہ
88	33	حقوقی فرقہ
89	34	بہائی فرقہ
90	35	قادیانی فرقہ
90	36	النجیریہ فرقہ

90	37	الدروز فرقہ
96	38	پس ”حزب اللہ“ کا تعلق ایران کے ساتھ فرع اور احل کا ہے!
100	39	جنوب کی آزادی اور یہودیوں کو دھکیلنے کا جھوٹ
100	40	دونوں جانب کے مقتولوں کا جھوٹ
103	41	آج کے رافضیوں کے جرائم
107	42	رافضیوں کے اخلاقی جرائم
107	43	متع کا نکاح
111	44	رافضی معاشرے پر متع کے آثار کیا نکلے؟
115	45	شرمگاہوں کا عاریتہ دینا
116	46	عورتوں سے دبر کے رستے مجامعت کرنا
123	47	هَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الرَّافِضَةِ (نیسرا درس)
125	48	سلجوقی تڑکی اہل السنہ
127	49	سلطان محمد السلجوقی
129	50	حکومت غوریہ
130	51	حکومت خوارزمیہ
130	52	قائد صلاح الدین الایوبی کا موقف
131	53	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا موقف
132	54	الملك المظفر قطز
141	55	اہل السنہ اور رافضیت کے درمیان تقرب کی راہیں نکالنے والو...
152	56	*اہل علم و ایمان کا اجماع طہران سے مجوسی دین کا انکار
154	57	انتساب
155	58	رافضی کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال
157	59	حنابلہ کے رافضیوں کے بارے میں اقوال
158	60	مالکیہ کے رافضیوں کے بارے میں اقوال
159	61	شافعیہ کے رافضیوں کے بارے میں اقوال
160	62	احناف کے رافضیوں کے بارے میں اقوال
164	63	مقدم
168	64	الفصل (۱) وہ اقوال جن میں اجماع نقل کیا گیا ہے رافضیوں کے کافر ہونے پر!!!
170	65	الفصل (۲) وہ اقوال جن میں اجمالی طور پر فقہاء کے احکام ہیں رافضیوں کے متعلق
175	66	تراجم و حوالہ جات
182	67	الفصل (۳) تاریخی حوادث جو رافضیوں کے بارے میں فقہاء کا حکم واضح کرتے ہیں
188	68	تراجم و حوالہ جات

190	الفصل (۴) اس دعویٰ کا رد کہ فقہاء رافضیہ کے حکم میں مختلف ہیں!	69
197	تراجم و حوالہ جات	70
200	الفصل (۵) سلف کے رافضیہ کے بارے میں اقوال	71
207	تراجم و حوالہ جات	72
215	الفصل (۶) ائم اہل بیت کے اقوال رافضیوں کے بارے میں	73
216	یہ رافضیہ کے بارے میں ان ائم اہل بیت کے اقوال ہیں!	74
221	تراجم و حوالہ جات	75
226	الفصل (۷) رافضیہ کے بارے میں حناہ کے اقوال	76
231	تراجم و حوالہ جات	77
237	الفصل (۸) مالکیہ کے رافضیہ کے بارے میں اقوال	78
242	تراجم و حوالہ جات	79
245	الفصل (۹) شافعی فقہاء کے رافضیہ کے بارے میں اقوال	80
252	تراجم و حوالہ جات	81
257	الفصل (۱۰) احناف کے رافضیہ کے بارے میں اقوال	82
261	تراجم و حوالہ جات	83
265	خاتم البحث	84
268	تراجم و حوالہ جات	85
269	الإسماعیلیہ الباطنیہ کا تعارف ایک نظر میں...	86
269	تاسیس و اہم شخصیات: اولاً: اسماعیلیہ... القرامطہ۔	87
270	ثانیاً... فاطمی اسماعیلیہ	88
272	ثالثاً... اسماعیلیہ الحشاشون...	89
273	رابعاً... شام کے اسماعیلیہ	90
273	خامساً... اسماعیلیہ البہرہ	91
274	سادساً... اسماعیلیہ آغا خان	92
274	آغا علی شاہ اور یہ دوسرا آغا خان	93
275	سابعاً... اسماعیلیہ الواقع	94
275	اسماعیلیوں کے اہم عقائد	95
276	بہرہ کے عقائد...	96
277	عقائد کی جڑیں...	97
277	زمین پر اسماعیلیہ کا وجود...	98
279	فتویٰ: رافضیوں کی تکفیر اور ان کے ساتھ قتال کا وجوب	99
285	مسئلہ رافضیہ امامیہ کا!!! کیا ان کے خلاف قتال واجب ہے؟ کیلئے	100
299	اعتقاد کے سبب کافر ہیں؟	101
	فتویٰ طلب کرنے والے کا یہ کہنا!!!	

عداری و خیانت کا فرق، کفر و نفاق کا مجموعہ
الشیعۃ یہودیوں کا ایجنٹ کافر گروہ

جمل حقوق تمام مسلمانوں کے لیے محفوظ ہیں

نمبر کتاب: "الشیعۃ" فرقة الغدر والخيانة
عداری و خیانت کا فرق، کفر و نفاق کا مجموعہ الشیعۃ یہودیوں
کا ایجنٹ کافر گروہ

اعداد: ابو معاویہ حسن علی فاروقی

ناشر: اہل السنہ والجماعہ

تعداد: 1000

طبع : بار اول 2009

قیمت: -----

انتساب

سیرت سید کوئین آفا و مولیٰ امام المجاہدین ﷺ کی طرف کہ جس نے
مجھے خیر و رحمت اور شجاعت و وفاء معانی سمجھا دیے...

امت مسلمہ کی طرف... خیر الامر کی طرف...

ایسے ربانی علماء کی طرف جو اللہ کے دین کے معاملے میں حق
بات کہتے ہوئے کسی ملامت کی پروا نہ نہیں کرتے اور سوائے خالق
کے کسی سے خوف نہیں کھاتے...

ان داعیوں کی طرف جو لوگوں کو خیر کی بات پہنچانے میں
کسی قسم کی سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرتے...

ہمارے سرداروں کی طرف... یعنی مجاہدین کی طرف جو اللہ
کی راہ میں اپنے خون کو پانی سے بھی سستا بہا دیتے ہیں... باطل
کے ایوانوں کو ڈھانے والے... حلیبی حملوں کو اپنی غیرت مند
روحوں کے ساتھ روکنے والے...

ان نیک لوگوں کی طرف جو رات کے تاریک سناٹوں میں کپکپاتے
ہاتھ لیے اپنے بھائیوں کے لیے فتح و نصرت کی دعائیں کرتے ہیں... ہر
اس شخص کی طرف جو اللہ کی رضا کی تلاش میں اہل السنہ
والجماعہ کے منہج پر گامزن ہے...

ہر اس مومن کی طرف جو نبیؐ کائنات کے جائز احکام
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اور اہل بیتؑ اہل بیت علیہم السلام
کے ساتھ سچی محبت کا دم بھرتا ہے...

ان پاکدامن و پاکیزہ و مقدس عورتوں کی طرف جو نئی نسل کی
تیاری میں اس لیے جہد و جد کرتی ہیں تاکہ وہ اسلام کے مجاہدین کے
دین و ملت کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے سکیں...

میر ان کی طرف اپنے کلمات کا ہدیہ پیش کرتا ہوں

{اللهم تقبل مني انك انت السميع العليم}

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرُهُمْ وہی دشمن ہیں پس ان سے بچو!

عراق میں جاری جہاد کے دوران جب اچانک مجاہد حلقوں کی طرف سے شیعہ پر حملوں کا اعلان کیا گیا تو میں بہت حیران ہوا کہ ایسے وقت میں جبکہ اتحاد کی ضرورت تھی اور دوسری طرف مقتدی الصدر بھی ظاہراً مزاحمت کر رہا تھا اور اس طرح حلیبی دشمن دو فرنٹ پہ مشغول تھا۔ اس کی ضرورت کیوں ان پٹری کہ اس کڑے وقت میں آپس کی یہ لڑائی چھیڑ دی گئی ظاہر ہے شیعہ کے متعلق بہت سے حقائق جاننے کے باوجود میں بھی ایک عام آدمی کی طرح یہی سوچتا تھا کہ جہاد کی مضمیوٹی کے لیے ابھی ایسا محاذ کھولنا چنداں ضروری نہ تھا۔

لیکن یہ لڑائی شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا کہ دشمن شیعہ سنی جنگ چھیڑ کر اپنی گردن بچانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ باہر بیٹھا ہوا آدمی بھی یہی سوچتا تھا کہ یہ کدھر کی ہوا چل نکلی اور اس کی ضرورت کیا تھی!... اس سے بہت نقصان ہو گا!... خانہ جنگی شروع ہو جائے گی!... وغیرہ وغیرہ۔ ایسے کئی خدشات ہیں جو یقیناً اور فطرتاً اذہان میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر سوچ اس طرف جاتی کہ امام الزرقاوی شہید نے یہ اقدام اٹھا کے غلطی کی اور خود اسے شروع کیا جس کا خمیازہ جہاد اور مجاہدین کو بھگتنا پڑے گا!

یہ بھی حقیقت ہے جیسے کہ عربی کا مقولہ ہے ” صاحب البیت ادرویٰ مافیہ“ گھر کا مالک جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے!۔ بعین ہی اسی طرح میدان جنگ سے باہر بیٹھا ماہر تجزیہ نگار سو فیصد درست اندازہ نہیں لگا سکتا کہ جنگ کس رخ پر ہے اور اس کا اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ پس جب تلک میں نے بھی امام الزرقاوی شہید کے ان تین دروس { بعنوان هل اتاک حدیث الرافضہ } کو نہ سنا تھا میں نہ جانتا تھا کہ حقیقت کیا ہے اور کیوں ایسا فیصلہ کیا گیا۔ اسی لیے میں نے بڑی شدت کے ساتھ پھر اس مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت محسوس کی تاکہ حق سامنے آجائے اور باطل اندھیروں میں گم

ہو جائے۔ صورتِ احوال کچھ یوں ہے آج امت کو پھر سے ایک تاریخی اور حلیبی حملہ کا سامنا ہے جس میں رافضی وہی کردار ادا کر رہا ہے جو اس نے حدیوں پہلے دار الخلافہ بغداد کی تباہی میں دکھلایا اور پھر عبیدیوں کی حکومت کرنے پر صلاح الدین ایوبی کے خلاف دکھلایا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ اس لیے حالات کی توضیح کے بعد یہ بات سمجھ آئی ہے کہ اس ناسور کو کاٹنا ضروری ہے ورنہ سارا جسم ہی اس مرض کا شکار ہو جائے گا۔ پس شیعیہ کا کردار اللہ عزوجل کے دین کے خلاف جنگ میں اور حملہ حوادثِ زمانہ میں سامنے آتا ہے جب وہ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ان کے ادیان، قوم اور حکومتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان سے دستِ تعاون دراز کرتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے کفر کے ساتھ ان کے تین موجودہ اتحادوں کو جاننا بہت اہم ہے...

(۱) موجودہ رافضی حلیبی اتحاد

(۲) روسی رافضی اتحاد

(۳) رافضی ہندی اتحاد

(۱) موجودہ حلیبی رافضی اتحاد

اس اتحاد کی حقیقت مسلمانوں پر اس وقت آشکار ہوئی جب حلیبیوں نے یہودیوں کے تعاون کے ساتھ اپنے مکروہ منصوبوں کو نافذ کرنے کا آغاز کیا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کے خاتم (القدر اللہ) کو اپنا ہدف بنایا۔ اس اتحاد کی قبیح شکل دو اہم ترین محاذوں پر سامنے آئی اور وہ ذیل ہیں...

* جہادِ افغانستان... شیعیہ کا مکروہ چہرا اس وقت ظاہر ہوا جب پوری دنیا میں شیعیہ کی سرپرستی کرنے والے مجوسی ملک ایران نے افغانستان کے خلاف حلیبی جنگ میں بدترین کردار ادا کیا اور حلیبیوں کو ہر طرح کا عسکری و لاجسٹک تعاون فراہم کیا۔ اس کے ساتھ ہی ایران نے حبیبونی امریکی افواج کے لیے افغانستان کے ساتھ متصل اپنا بارڈر کھولتے ہوئے انہیں راہداری بھی فراہم کر دی۔ اس کے بعد اس نے اپنی افواج کولٹرنے کے لیے اپنے زیر اثر شیعیہ علاقوں میں شیعیہ حزبِ وحدت اور ہزارہ قبائل کی طرف بھیجا اور اس کے

ساتھ بدبودار شمالی اتحاد کی بھی پھر پور مدد کی تاکہ سنی حکومت کو گرایا جاسکے جو کہ طالبان کی شکل میں ممکن تھی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شیعہ جو افغانستان کے حویہ بامیان میں ایک اقلیت کے نمائندہ ہیں انہوں نے روس دور میں افغان جہاد کے دوران بھی اپنے باپ ابن ابی سلول کی سنت پر عمل جاری رکھا۔ ان کا کلہاڑیوں کا کھانا اور روسی مفادات کا تحفظ کرنا تھا۔ پھر جب امریکی جاسوسی کرنا اور روسی مفادات کا تحفظ کرنا تھا۔ پھر جب امریکی دشمن یہاں نمودار ہوا تو انہوں نے وہی کردار پھر دہرایا تاکہ وہ افغانستان کے اہل السنہ کے خلاف اپنے حق و کینہ کا اظہار کرسکے۔ لہذا جنگ کے شروع ہوتے ہی ایران نے افغانستان کے ساتھ متحمل علاقہ ہرات میں اپنا ایک بیس کیمپ بنایا تاکہ طالبان کی مخالف قوتوں کی مدد کی جاسکے اور ساتھ ساتھ حلیبیوں کو مدد بہم پہنچائی جاسکے۔ پھر جب مرتدین کی حکومت قائم ہوئی تو ایران نے سب سے پہلے وہاں اپنا سفارت خانہ قائم کیا تاکہ وہ جاسوسی اور حلیبیوں کے ساتھ منحوسہ بندی کو مزید آگے بڑھا سکے۔ ایران کے رافضیوں کی ذلت کو ظاہر کرنے کے لیے ان کے ایک مسئلہ کا یہی بیان کافی ہے "اگر ایران نہ ہوتا تو افغانستان کا سقوط نہ ہوتا"!!!

* جہاد بلاد الرافدین (عراق)۔۔۔ ہم میں سے کون جانتا ہے اس نجس کردار کو جو عراق کے سقوط میں اور حلیبیوں کے قبضہ میں شیعہ نے اور ان کے مجوسی ایرانی شیعہ بھائیوں نے ادا کیا ہے۔ ایرانی شیعہ تو حدیثوں سے عراق پر قبضے کے خواب دیکھ رہے تھے تاکہ وہ وہاں حلیبیوں اور بویہیوں کی حکومت دوبارہ قائم کرسکیں شیعہ کو کسی دین سے کوئی سروکار نہیں اسی لیے انہوں نے عراق میں سب سے پہلے ایرانی مدد کے تحت حلیبیوں کے ساتھ دستِ تعاون دراز کیا۔ اس وقت عراق میں ایران کے زیر اثر چلنے والی چند خبیث شیعہ جماعتیں موجود تھیں جن میں سر فہرست تھی "المجتبى للثورة الاسلامية" جس کا سربراہ محمد باقر الحکیم تھا۔ اس کے ساتھ شیعہ وفود حبیب شام اپنے قبل امریکہ کا رخ کرتے اور ظاہراً بہتانا و کذباً "شیطان اکبر (امریکہ) کے خلاف جنگ" کا جھنڈا اٹھائے ہوئے جاتے تاکہ وہ اپنے قدیم دینی (حلیبی) بھائیوں کے تعاون و اشتراک سے

عراق پر قبضے کا خواب پورا کر سکیں جبکہ حلیبیوں اور
رافضیوں کے اہداف جلی طور پر سامنے آگئے ...

حلیبیوں کو ذیل کے اہداف کے علاوہ کسی چیز سے کوئی
سروکار نہیں !!!

* عراق کو آئندہ جنگوں کے لیے اپنا بیس کیمپ بنانا اور باقی عالم
اسلام کے خلاف اپنے مکروہ عزائم کو پورا کرنا یعنی (اللہ انہیں رسوا
کرے) اسلام کا خاتمہ!

* ان کا دوسرا ہدف عراق سے ابتدا کرتے ہوئے مسلمانوں کے ثروات
و وسائل پر قبضہ جمانا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنی اقتصادی مشکلات
کو حل کر سکیں اور اہل اسلام کے خلاف خون ریزی و قتل و
خارتگری کا بازار گرم کر سکیں اور اس لیے بھی کہ یہ کلمہ
بہت سارے اموال کا محتاج ہے!

* اسرائیل کی حکومت کبریٰ کا قیلم نیل کے ساحل سے فرات
تک۔

* مسیح دجال کے لانے میں جلدی جس پر یہ تینوں گروہ یہودی،
حلیبی اور رافضی متفق ہیں!

جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے تو انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ
عراق پر یہودی حکومت کرے یا حلیبی کیونکہ ان کا دین ان لوگوں
کے مجمل دین کے ساتھ کسی صورت متعارض نہیں ہے۔ ان کا اہم
ترین ہدف صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے عراق کے اہم ترین کلیدی
عہدوں پر قبضہ کرنا تاکہ رافضی یہودی فکر کو پھیلانے اور اہل السنہ
کا خاتمہ کرنے کے لیے انہیں استعمال کیا جاسکے۔ اسی لیے وہ
حلیبیوں اور یہودیوں کے لیے راہ خالی کر دیتے ہیں تاکہ وہ عسکری
اور اقتصادی میدان کو سنبھال لیں اور یہ آرام سے اپنے مکروہ
ایجنڈے کو پورا کر سکیں اور لگتا ہے کہ اس منصوبہ کی تفیذ کا آغاز
ہو چکا ہے۔ جب سے حجاز مقدس (سعودیہ) کے مشرقی علاقوں میں
شیعہ کو فورسز میں بھرتی کیا گیا تاکہ وہ مستقبل میں اس مقدس
سرزمین کی عراق کی طرح تقسیم میں اہم کردار ادا کر سکیں پھر اس

کے بعد یہ شیعہ ایرانی طوق عراق و سعودیہ سے ہوتا ہوا باقی خلیجی ممالک لبنان، اردن اور شلم کے علاقوں کو بھی پہنچا دیا جائے اور اس کے ساتھ یہودیوں کو نیل کے ساحل سے لیکر فرات تک ان کے تعاون سے عراق کی طرح حکومت مل جائے۔

سیاسی و عسکری منصوبے... عراق میں رافضی حلیبی منصوبہ ساز اب بالفعل خبیث شیعہ تنظیموں کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں جیسے کہ 'المجد للإعلى للثورة الإسلامية' جس کی قیادت محمد باقر حکیم کرتا تھا اور اب اس کا بھائی عبد العزیز کرتا ہے اور "فیلق البدر" اس مجلس کا عسکری شیعہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہ تمام ایسی افواج ہیں جن کی تنظیم سازی اور عسکری ٹریننگ سب ایران میں ہوئی ہے۔ آج یہی افواج حلیبیوں کے ساتھ مل کر عراق میں پر امن سنی گھروں پر دھاوے بول رہے ہیں اور پھر جو بھی ان کے قبضہ کی مزاحمت کرتا ہے وہ مرد ہو یا عورت یا بچہ سلاسل کر دیا جاتا ہے اور اسے زندان میں پھینک دیا جاتا ہے۔ آج ان کے پاس مخالفین کے لیے ایک ہی تہمت ہے وہ اہل السنہ کے کسی بھی آدمی پر "سلفی" یا "وہابی" ہونے کا الزام لگا کر اسے دھر لیتے ہیں۔ پس وہ کسی بھی سنی کو نہیں چھوڑتے جو محض مسجد میں نماز پڑھنے ہی جاتا ہو یا اس کا امام مسجد کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔

یہ بات بالکل ڈھکی چھپی نہیں کہ یہ کردار بد ادا کرنے والے حلیبیوں کے معاون پولیس کے لوگ، فیلق "بدر" کے لوگ، بعض کرد "البیشمرکة" اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا دین دنیا کے تھوڑے فائدے کے عوض بیچ دیا ہے۔ یہ منصوبے اس قدر خطرناک ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حلیبی جس علاقے کو چھوڑتے ہیں وہ "فیلق بدر" اور ان کے معاون پولیس و شہری دفاع کے لوگوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ پھر فیلق بدر کے یہ لوگ، فلسطین میں الدروز شیعہ کی طرح لوگوں کے گھروں پر دھاوے بولتے ہیں جس طرح انہیں ان کے آقا یہودی اہل کرواہے ہیں۔ ان افعال میں وہ ایسے سفاکانہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں کہ یہودیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اس طرح باطنی فرقوں کے ان گروہوں کے افراد اس بد کرداری کو کر گزرنے کے لیے پوری طرح تیار کیے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ و تاریخ اور دین ایک ہے اور تاریخ ان کی حرکات

کی گواہ ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف رقم کی ہے! یہاں ہم رافضی خبیثوں کی طرف سے صادر ہونے والے دوا اعلانات کو نقل کرتے ہیں جن سے قاری ان کے حقد و کینہ اور اہل السنہ کے لیے ان خبیث رافضیوں کی کراہت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے...

بہل و ثبیم...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والحیلة والسلام علی محمد رسول اللہ وآلہ المعصومین
اے شیعیان علی علیہ السلام...

حداً ہی سنی کافر نظام کے سقوط کے بعد اور ہماری طرف حکومت کا حق لوٹنے کے بعد اور جس کے عراقی مالک ہیں، ثروات، پٹرول، زراعت وغیرہ، پس ان کا خمس علی علیہ السلام کے شیعی اور حوزة العلمیہ کی طرف سے ہمیں پہنچنا شروع ہو گیا ہے۔ جیسے کہ امریکہ اور برطانیہ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ایک سال بعد حکومت ہمارے حوالے کردی جائے گی اور اگلے سال ہمیں اختیارات بھی دے دیے جائیں گے لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض شیعی عام (سنیوں) کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور عراق میں اور خصوصاً بغداد میں قتل و غارتگری اور لوٹنے کے اعمال میں اور افسادی اعمال میں ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے تاکہ اختیارات ہمارے حوالے کر دیے جائیں۔

اس لیے (اے شیعی) تمہارا اہم ترین کلمہ ہے کہ جس قدر علمی مکاتب ہیں انہیں جلا دو اور خاں۔ طور پر دینی مکتبہ جات اور ان پریشنگ پریسوں کو بھی جلا دو جو ان کی تعلیمات کی کتابیں چھاپتے ہیں جنہیں تفسیر قرآن، سنت و حدیث اور تاریخ اسلامی کہا جاتا ہے تاکہ ہم اس کے بعد قرآن و سنت اور حدیث و تاریخ کی نئی تعلیمات کا آغاز کریں اور اہل بیت معصومین کی سنت کو جاری کریں اور لوگوں کو خمینی (ملاعون) کی تعلیمات سے اٹکار کروائیں اور ہر اس چیز کو چھوڑ دیں جو عام (سنی) لیکر آئے اور اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

قیادات: قوات بدر

دوسرا وثیقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحلۃ والسلام علی محمد رسول اللہ وآلہ المعصومین
اے شیعیان ابو الحسنین علی سلام اللہ علیہ وعلی آل بیتہ

اللہ تمہیں اور تمہارے ان اعمال میں برکت دے جن میں تم نے
جلایا اور سلب کیا اور کافروں کے دور کو ختم کیا۔ اے امت علی
تمہارے پیچھے ایک مضبوط قوت موجود ہے۔ تم اہل اللسنہ میں سے
کسی سے بھی نہ ڈرو کیونکہ فیلق بدر اتحادیوں کے انتظار میں ہیں کہ
کب وہ حکومت ہمارے حوالے کرتے ہیں۔ پس اہل انبار، تکریت اور
اہل موصل تو قلت میں ہیں اور ہم قوی ہیں اور ہمارا مدد گار علی ہے
کیونکہ وہ اہل ارض و سماء کا امام ہے۔ موجودہ ایام میں ان کے لیے
اپنی دشمنی ظاہر نہ کرو۔ ہم تم سے صرف بغداد پر قبضہ چاہتے ہیں
اہل عمارۃ اور جنوب کی جانب سے اور یہ کہ ہمارے فائدین کی
تصویریں نشر کی جائیں، ان کے کیسٹ اور وڈیوز نکالے جائیں،
سٹر کور، چوراہوں اور گازیوں پر، مجلات میں۔ اسی طرح خاص
طور پر جب انکی (سنیوں) کی اذانیں بلند ہوں یا ان کے خطبے سنائی
دیں تو یہ کلمہ کہیں جائیں۔ اسی طرح اگر اہل جنوب کے پاس بجلی ہے تو
یہ ان کی نہیں پس ان سے بجلی منقطع کردو۔ ان کی کتابوں کو خرید لو
جنہیں وہ ”صحاح“ کا نام دیتے ہیں اور انہیں آگ لگا دو۔ ان کی
مساجد کو گندا کرو اور ان کی نمازوں کو خراب کرو۔ پس
ہمارے ملک میں ان کی کوئی نماز درست نہیں یہاں تک کہ اللہ ان
کے خلاف ہماری نصرت کر دے۔ یہ پیغام جو آپ کی طرف آیا ہے
یہ تمہارے امام الحج ”حج“ کی وصیت ہے!!!

قیادات: قوات فیلق بدر

(۲) روسی رافضی اتحاد

* روسى حليبيى بهى اپنے بهائيوں كى مانند پير ليكن ان كا فرقہ آر تھوڈو كس ہے اور ان كا كردار چيچنيا ميں اسلام كے خلاف اعلانيم ہے اسى ليے ہم نے ان كا عليحدہ ذكر كيا ہے اور ايران كے ساتھ محبت كے ان كے رشتے كوئى زيادہ ڈھكے چھپے نپير ہيں۔

* بعض اوقات كوئى يہ سوال كرتا ہے كہ ان دونوں حكومتوں كے تقارب كى كيا وجہ ہے يہ حليبيى كيمونسٹ پير اور وہ رافضى حكومت! اس كا جواب يہ ہے كہ روس جو كچھ چيچنيا كے سنيور كے ساتھ كر رہا ہے وہى اس تعاون كى كافى وجہ ہے اور ہم نے كسى دن نپير سنا كہ ايران نے چيچنيا ميں مظالم بند كرنے كى اپيل كى ہو جبكہ ايران خود اپنے ملك ميں اہل السنہ كا قتل عام كر رہا ہے۔

* پھر اس كا تعاون اس وقت بهى واضح ہوتا ہے جب ہم ديكتھتے ہيں كہ ايران وسطى ايشيائى نو آزاد رياستوں ميں اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہا ہے اور انہى رياستوں ميں اہل السنہ پر پابندياں عائد پير۔ وہاں اہل السنہ كى جانب سے كوئى بهى نشاط ، حتى كہ امدادى كاروايياں بهى دہشت گردى شمار كى جارہى پير۔ پھر اس كى اور بهى واضح دليل يہ ہے كہ ايران كے ايٹمى بحران ميں جس بڑى طاقت نے سب سے زيادہ اس كى مدد كى اور ظاہراً اسلام كا دعوىٰ كرنے والى رياست كا ساتھ ديا وہ روس ہى۔ تھا!!!

* اس تعاون كا راز يہ ہے كہ ايران كافروں كے ليے كوئى خوف پيدا كرنے والا نپير اور اسلام كے دشمنوں كى خدمت كا فريخم اس نے قديم و جديد بہت ادا كيا ہے۔ اسى طرح كون نپير جانتا ہے كہ روس قيصرى حليبيى مملكت كا وارث ہے۔ پس حليبيى مغرب نے شروع سے ہى ايران كے ايٹمى پروگرام پر خاموشى اختيار كى بلکہ مختلف طريقوں سے اس كى پردہ پوشى كى كيونكہ اس نے روس كو يہ كلرسويپ ديا تھا كہ مسلمانوں كے خلاف شيعہ كو مسلح و مضبوط كرنے!!!

* اس ليے بهى كم سنيوں اور شيعم كے درميان طاقت كا توازن پيدا كيا جائے جبكہ پاڪستان ايشم به بنانے ميں كامياب هوگيا ہے۔ پس حليلي اور يهودى اس كے پيچھے هير اور وه نير چاهتے كم شيعم كى قوت كمزور پڑ جائے تاك وه انير سونپے گئے اپنے منصوبوں كو مكممل طور پر تكميل تك پهنچاسكيں۔ باوجود اس كے كه اس وقت پاڪستان پر ايك زنديق مرتد كى حكومت هے اور وه اسلام اور مسلمانوں كے خلاف اس حليلي جنگ كا حصم بهى هے ليكن اس سب كے باوجود اللم كے دين كے دشمن اس بات سے خوف كهائے هير كم كسى دن مسلمان حكومت كى كرسى پر متمكن نہ هو جائير۔

* بهر اس كا مقصد يه بهى هے كه ايران نے اسلام كے خلاف جنگ ميں جو تاريخ كے ادوار ميں كردار ادا كيا هے اسے اسكى خدمات كا حبل ديا جائے۔ اس ليے ايران كے ايٹمي پروگرام كا مقصد يه هے كه مشرق و مغرب سے مسلمانوں پر ايٹمي طوق ڈال ديا جائے اور انير حركت سے منع كر ديا جائے جب وه ايك مسلمان حكومت قائم كرنے كى كوشش كيرن تو كافروں كى مشرق كى جانب سے بهترين مدد ايران كى طرف سے اور مغرب ميں اسرايلى حسيونيوں كى شكل ميں آر ميسر آئے گي۔

* جهاں تك امريكى اعتراضات كا تعلق هے تو وه مخبر دكهلاوے كے ليے اور اس ڈرامے كو پرده ميں ركهنے كے ليے هير كم امريكى ايران كے سانھے دشمنى ركھنا هے ورنه حقيقتاً ان كى اندرونى محبت اسى طرح هے بهر اس ليے كه ديتے هير كم ايرانى ايٹمي معاملم جوں كاٹوں قائم رھے گا تاك اسلام كے خلاف ان مفادات كا حصول ممكن هو جو كچه امريكى دبائو اور بيانات سامنے آرھے هير وه مخبر انكهو ميں دهول جهونكئے كے مترادف هير جبك امريكى اس كوشش ميں هے كه ايران كو علاقے ميں اسرايلى كے بعد طاقت ور ترين حكومت بنادے !!!

* اسى منظر۔ نام كا ايك حصم شلم ميں اور لبنان۔ ميں ”حزب اللم“ نام كى ايك رافضى خبيث جماعت هے جس كے بارے ميں بهر بار بار متعدد ميمنوں كے بعد سنتے هير كم اسرايلى كے سانھے اسكى

جھڑپیں ہوئی ہیں جبکہ اس کا اصل کلمہ اسرائیل کی شمالی
سرحدوں کی حفاظت اور مجاہدین کا راستہ کاٹنا ہے!!!

(۳) ہندوستانی رافضی اتحاد

یہ تعاون ایرانی مجوسیوں کے ہندو کے ساتھ جلی مظاہر لیے
سامنے آتا ہے جبکہ ہندوستان میں اس کا سرگرم کردار بھارتیہ جنتا
پارٹی ادا کر رہی ہے جس کا مشن پورے ہندوستان سے اسلام کا خاتمہ
ہے۔ یہ پارٹی اسلام کے خلاف دشمنی کا اعلان کرتی ہے جبکہ
دوسری ہندوستانی جماعت کانگریس خفیہ خیانت سیاست کی راہ اپنائے
ہوئے ہے۔ ایرانی مجوسیوں کا ہندو کے ساتھ یہ تعاون اپنے اندر
مسلمانوں کے لیے تمام مکروہات کا سامان لیے ہوئے ہے۔ کیونکہ ہندو
بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کے باقی دشمنوں کی طرح یہ بات
اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیعہ کی مسلمانوں کے متعلق نیتیں کیا ہیں؟۔
جہاں تک مقبوح کشمیر کا تعلق ہے تو ایران نے اس معاملہ میں انہیں
ذلیل کرنے اور ان کے مسئلہ کو ترک کرنے میں کوئی کسر نہیں
اٹھار کھی جیسے کہ وہ باقی اہل السنہ کے ساتھ کر رہے ہیں۔

اگر ہم ہندوستان کے اسرائیل کے ساتھ مراسم پر نظر ڈالیں
اور پھر ہندوستان اور ایران کے تعلقات دیکھیں تو برائی کی یہ
خطرناک تکیوں اپنے اہداف کے حصول کے لیے مشترکہ کوششیں
کرتی دکھائی دیتی ہے۔

یہاں ہم یہ ذکر کرنا نہ بھولیں گے کہ شیعہ یہی کردار ایرانی
مجوسیوں کے تعاون سے پاکستان میں ادا کر رہا ہے تاکہ فرقہ پرستی
اور لڑائی کو ہوا دیکر شیعیت کے افکار کو پھیلایا جائے۔ یہ کردار
صرف سلیم طریقوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ شیعہ نے عسکری
کارروائیوں کے ذریعے اہل السنہ کے قائدین کو قتل کرنا شروع کیا اور
اس کا سب سے پہلا شکار علامہ احسان الہی ظہیرؒ تھے جن کا
شیعہ کے عقائد و باطل کو ظاہر کرنے میں بہت اہم کردار تھا۔ ان کی
کتاب نے عربی و اردو زبانوں میں بہت سے حلقوں کو شیعہ کی خرافات
سے متعارف کروایا۔ لیکن شیعہ نے باطنی فرقہ کی سنت کو جاری

کرتے ہوئے یہ عمل جاری رکھا یہاں تک کہ ایک سلسلہ چل نکلا۔ جس کے بعد بے دریغ اعلیٰ اہل السنہ شہید کیے جانے لگے۔ علامہ حق نواز جھنگوی... علامہ خلیفہ الرحمن فاروقی... اعظم طارق...!!! باطنیوں کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ وہ قلت میں ہو کر بھی دلیل و برہان کی بات سے جب عاجز آجاتے ہیں تو خفیہ قتل و غارتگری کی راہ چل پڑتے ہیں اور اس کے حصول میں مددگار اللہ کے ہر دشمن کے ساتھ تعاون کے لیے ہم وقت تیار رہتے ہیں۔

ہمارا موقف...!!!

دشمن کا ہدف یہ ہے کہ وہ مسلمان ملکوں پر قبضہ کر کے انہیں شیعہ اور ان کی تربیت گاہوں میں خفیہ طور پر تیار کی گئی ان کے مثل جماعتوں اور باطنیوں کے حوالے کر دے۔ اس کے ساتھ دشمن اہل السنہ کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے اور کرے گا کہ انہیں کسی بھی حکومتی مشارکت سے اور تحریک سے دور رکھے بلکہ انہیں تنگ راستوں پر ڈال دے تاکہ وہ اپنے دشمنوں کا آسان ترین شکار بن جائیں... آج جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے وہ اس حقیقت کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔

جن ملکوں میں رافضی موجود نہیں وہاں دشمن اقلیات پر تکیہ کر لیتا ہے تاکہ وہ ایسے ممالک کی سیاست میں اپنا خبیث کردار ادا کریں جیسے کہ مصر اور سوڈان میں عیسائی۔ اسی طرح جن ملکوں میں ایسے گروہ نہ ہوں تو وہاں کیمونسٹوں کی یتیم اولاد روشن خیالوں کی صورت میں کرسیء اقتدار پر براجمان کر دی جاتی ہے اور وہ اپنے مالکوں کے منصوبوں کو نافذ کرنے میں کچھ بھی پس و پیش نہیں کرتے اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے!

دشمن کے منصوبے ناکام بنانے میں جہاد کا کردار

عراق کی صورت حال اللہ کے دشمنوں کی توقعات کے بالکل برعکس ہے پس عراق کے اہل الکرام اور باقی مجاہد بھائیوں نے ایمان و روحانیت کو قوی بنائے ہوئے امت کو یہ درس پڑھایا کہ امت کو پیش آمدہ مسائل سے نکلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ایمان،

ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ یہی راہ دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملا سکتی ہے۔ جبکہ حلیبی اور ان کے شیعیہ چیلے حدامی نظام کے گرنے کے بعد یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ وہ عراق پر مکمل قبضہ کر لیں گے... لیکن اللہ کافروں کو مسلمانوں پر ہر گز راہ نہیں دینے والا!!

پس عراق میں اہل السنہ اور باقی ممالک سے ان کے مجاہد بھائی اپنے دین اور اپنی ملت کے دفاع کے لیے لپکے اور انہوں نے قربانی کی ایسی تاریخ رقم کی کہ زبان اس کی توحیف سے عاجز ہے اور ہر خاص و عام کی زبان پر انکا ذکر جاری ہو گیا...

ماذا اقول بوصف ما قاموا بہ عجز۔ البیان وجفت الاقلام
میر کیا وصف کروں ان کی بطولیت کا کہ بیان سے باہر ہے اور
قلم سوکھ گئے ہیں۔

پس اس جہاد نے شیعیہ اور ان کے آقائے اور حلیبی نگرانی میں شیعی حکومت کے قیام کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں۔ اگر یہ جہاد نہ ہوتا تو اہل عراق اور اس کے اہل السنہ دشمن کا سب سے آسان شکار بن جاتے اور اللہ ان پر ذلت و رسوائی مسلط کر دیتا اور ذلیل ترین قوم شیعیہ اور اس کے اعداؤں کو ان پر مسلط کر دیتا... اور یہ سب اس حدیث کے مصداق ہوتے :

اذا تبايعتم بالعين واخذتم اذنان البقر ورخيتم بالذرع ووتركم
الجهد سلط الا... عليكم ذلاً لا ينزع عنكم حتى ترجعوا الى
دينكم {

جب تم سودی کاروبار کرنے لگو گے اور بیلوں کی دمیں پکڑے کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اسے اس وقت تک دور نہ کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ (صحیح الجامع)۔

یہ اللہ عزوجل کی سنت ہے کہ جو کوئی اس کے رستے میں اس کے دین کی نصرت کرتا ہے تو اللہ اسے لوگوں میں بلند فرمادیتے ہیں اور اس کا خوف دشمن کے دل میں بٹھا دیتے ہیں۔

مجاہدین ہمارے قائد و سردار ہیں...

اس لیے کہ اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ ہدایت، راستے اور کامیابی کا وعدہ کیا ہے۔ جیسے کہ اللہ فرماتے ہیں **لِيَهْدِيَهُمْ لِرَفْعَةِ آلِهِمْ** وَيُذِلَّهُمْ لِجَنَّةِ عَذَابٍ لَّهُمْ { وہ انہیں ہدایت دے گا، ان کے معاملات درست کریگا اور انہیں ان کے لیے بلند کی گئی جنتوں میں داخل کرے گا۔ لہذا میدان۔ جہاد میں کیے جانے والے فیصلوں کا صحیح ادراک گھر میں بیٹھا ہوا تجزیہ نگار نہیں کر سکتا کیونکہ مجاہدین ہی جہاد کے میدان کے احوال کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور وہ اچھی طرح اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ کسی بات کی کیا تاثیر ہے۔ اس کی وجوہ درج ذیل ہیں...

(۱) مجاہدین لوگوں میں کامل ایمان والے ہیں کیونکہ وہ عظیم جہاد کرنے والے ہیں اللہ کے اس قول کے مصداق { وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ } اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ہر ضرور انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دیں گے اور بے شک اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے (ملاحظہ ہو: الفوائد لابن القيم الجوزیہ، صفحہ 58)۔

جہاد فی سبیل اللہ دین میں امامت کو واجب کرتا ہے کیونکہ مجاہد لوگوں میں سب سے زیادہ حسیب و یقین کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ کے اس قول کے مصداق یہی وہ دو صفات ہیں جن کے سبب امامت حاصل ہوتی ہے { وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اُمَّةً يَهْتَدُونَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِاٰيَاتِنَا يُوقِنُونَ } اور ہر نے ان میں امام بنائے جو ہمارے امر سے ہدایت دیتے تھے بسبب ان کے حسیب کے اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے کے۔ (ملاحظہ ہو: مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ، 442/28)۔

کثیر اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب کسی چیز میں اختلاف واقع ہو جائے تو پھر اہل جہاد کو دیکھا جائے کہ ان کا کیا موقف ہے جیسے کہ یہ قول نقل کیا گیا عبد اللہ بن مبارک اور احمد بن حنبل سے آیت ہدایت سے استدلال کرتے ہوئے (مصدر سابق)

اس لیے سب کو چاہیے کہ مجاہدین کا ساتھ دیں کہ وہی ہمارے قائد و سردار ہیں جن کے پاس صحیح طور پر قیادت کا حق ہے جبکہ انہوں نے سابق تاریخی تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ وہی ہمیشہ دین و ملت کا دفاع کرنے والے... قربانیوں دینے والے اور... مفسد دشمن کو تباہ کرنے والے ہیں !!۔ اس لیے بھی کہ جب مشکل وقت آتا ہے تو اکثریت اہل السنہ بھی گھروں میں بیٹھی غاصب کے ساتھ نہ صرف تعاون کرتی ہے بلکہ ان کی کٹھ پتلی حکومتوں میں نوکریاں کر رہی ہوتی ہے پھر ان کے پیچھے جن لوگوں کا کردار ہے وہ امت کے چند مخلص۔ نوجوان ہیں پس ان کو اچھے مشورے، نصیحت اور نصرت کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے۔

حکومتوں کا کردار ...

مسلمان حکومتوں میں اگرچہ اہل السنہ موجود ہیں لیکن انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اسلام کے خاتم کے لیے کیا منصوبے بنائے گئے ہیں اور عسکریت کے ذریعے مسلم ممالک پر قبضے کیے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا ایک ہی ہدف ہے ایک ہی چاہت ہے ... کرسی پر باقی رہنا اور کرسی کا تحفظ کرنا!!! یہ حکم جنہیں شہوتوں نے اندھا کر رکھا ہے، بھول گئے ہیں کہ ان کے دشمن کسی بھی حد پر نہ رکیر گئے اور جتنا مرضی وہ اپنے دین سے روگردانی کر لیں ان کے دشمن اسے کافی نہ سمجھیں گے... یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قرآن ہے جو ہمیں اس کی خبر دیتا ہے {وَلَا يَزَالُونَ يُقَالُونَ كَفَرْتُمْ يَذُوقُوا كَذِبًا إِنَّهُمْ عَلَىٰ آلِهِم بِأَكْثَرَ الْإِسْوَءِ} اور وہ ہر سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں دین سے ہٹادیں۔ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے {وَدُّوا لَوْ تُكْفُرُونَ كَمَا كَفَرْتُمْ فَتَكُونُونَ سَوَاءً} اور وہ چاہتے ہیں کہ ہر بھی ان کی طرح کفر کرو تاکہ ہر دونوں برابر ہو جاؤ!!!

اس حلیبی حملہ میں جسکی قیادت امریکہ کر رہا ہے اور ان حملوں میں جہاں شیعی حلیبیوں کے تعاون سے مسلمان ملکوں پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں... تمام مسلمان حکمران اس کے جواب دہ و ذم دار ہیں کیونکہ ان پر امت کے دفاع و حفاظت کا فرض ہے۔ لیکن جب وہ اس مجرمانہ خاموشی کے ساتھ اس حلیبی جنگ میں فعال کردار ادا کرنے

لگیر تو ان کا یہ کام انہیں دشمنوں کی صفوں میں لا کھڑا کرتا ہے اور پھر امت کو پورا پورا حق ہے کہ ان کے ساتھ وہی تعامل برتے جس کے وہ حق دار ہیں۔

اس پر ان کا یہ کہنا کہ وہ ان حملوں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے، انہیں مسئولیت سے بری نہیں کرتا جبکہ انہوں نے قیادت بھی اجنبی کو سونپ دی ہے اور وہ مسلمانوں کی سرزمینوں میں دندناتا پھرتا ہے۔ تاریخ ان کا ذکر ایسے ہی کرے گی جیسے کہ ان جیسے لوگوں کا ہوتا ہے اور اندلس کا حال اور ان طوائف الملوکیوں کا حال ہر سے کچھ زیادہ دور کی بات نہیں جنہوں نے اپنا آپ صلیبیوں کو اس ہدف کے ساتھ بیچ دیا کہ وہ کرسی پر براجمان رہیں... انہیں تاریخ کبھی بطور خائن و غدار کے نہیں بھولے گی اور ان کے اس کردار کے سبب مسلمان ملکوں میں ان پر لعنت کی جاتی رہے گی۔ یہ مجروح فلسطین جو اللہ سے ابھی تک شکوہ کر رہا ہے... اس دن کا جب مسلم حکمرانوں نے اسے اونے پونے بیچ دیا۔ کٹش کہ وہ اس وقت اتنا ہی رک جائے جتنا کہ خلافت عثمانیہ کا آخری خلیفہ عبدالحمید ثانی رکھا۔ جب یہودیوں نے اسے فلسطین بیچنے کی پیش کش کی تو اس نے انکار کر دیا حالانکہ اس کی حکومت اس وقت دشمنوں کے اقتصادی محاصرہ کے سبب مال کی سخت محتاج تھی۔

علمائے مسلمین کا کردار...

علماء کی مسئولیت و ذم داری حکمرانوں سے کسی طور کم نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں اور خیر کی طرف راہنمائی کرنے والے اور معروف کا حکم دینے والے اور وہ امت کی آنکھوں کی مانند ہیں جس سے وہ حق و باطل کو پہچانتی ہے... اور ان کے بغیر امت خزلت کے میدان تپ میں سرگردار پھرتی رہتی ہے۔ یہاں علماء سے ہماری مراد ربانی علماء ہیں جو اپنی زندگیوں کو علم و عمل اور دعوت میں فنا کر دیتے ہیں اور اس رستے میں آنے والے محائب اور اذیتوں پر حبر کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہوتے ہیں جو دنیا کو ہر گز ترجیح نہیں دیتے اور اپنی آخرت کو دنیا کے کم فائدے کی خاطر برباد نہیں کرتے۔ نہ ہی وہ اس بات پر راضی ہوتے

ہیں کہ دشمن ان کی سرزمینوں کو روندے اور اسے پامال کرے۔
ربانی علماء تو بطل و حریت کی راہ چلتے ہیں اور ہمیشہ جہاد و
شہادت کے ذکر کی تذکیر کرتے ہیں۔ پھر جب امت پر کڑا وقت آتا ہے
تو وہ امت کی قیادت کرتے ہوئے اسے معرکوں کے میدان میں لے
جاتے ہیں اور رشد و ہدایت کی راہ دکھاتے ہیں... ایسے ہی ہمارے
اسلاف تھے اور وہ ایسے ہی گزرنے والے تھے کہ محض علم کے حلقے
پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں۔

امت کے وجود کا دفاع حتیٰ طور پر ان کی رائے پر موقوف
ہوتا ہے اس لیے علماء پر یہ واجب ہے کہ وہ حق جہراً کہل کر بغیر
کسی طاغوت سے خوف کھائے بیان کریں تاکہ وہ اللہ کی وعید کا
مصدق نہ ٹھہریں۔ اللہ کفرماتے ہیں {إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا آتَيْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
وَالْهُدَىٰ مِنْ بَيْنَاهُمْ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ
اللَّاعِنُونَ} بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ ہدایت کو کتاب میں
ہمارے بیان کیے جانے کے باوجود چھپاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر
اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے اور ان پر لازم
ہے حق کو ڈنکے کی چوٹ کھانا... {الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ
وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ...} وہ لوگ جو اللہ کی رسالت کا
پیغمبر پہنچاتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے... اور انہیں
ڈرنا چاہیے کہ وہ لوگوں کو حق سے گمراہ کرنے کا وسیلہ بن
جائیں۔ {لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ
يُحْمِلُونَهُمْ بَغَيْرِ عِلْمٍ أَلْسِنَةً مَا يَبْزُرُونَ} کہ قیامت کے دن وہ اپنا کامل
بوجھ اٹھائیں گے اور ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جنہیں وہ
بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں تو کیا ہی برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائیں
گے اس گمراہی میں سے یہ ہے کہ غاصب دشمن کے قبضے کو تسلیم
کرنے کے لیے امت کے سامنے باطل عذر پیش کیے جائیں، عدم قدرت
مذاہمت اور ولی الامر کی عدم موافقت کے بہانے بنائے جائیں۔ پھر
اس کے بعد وہ دوسری بعید اشیاء میں امت کو مشغول کر دیتے ہیں
اور اہم ترین امور کو ترک کر دیتے ہیں۔ پس اولین ترجیح جس بات
کے بیان و توضیح کی ہونی چاہیے وہ ہے... "موجودہ حلیبی
جنگ!!" جسے حلیبیوں نے امت کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔

ایسے لوگ جو اپنی نسبت علم کے ساتھ کرتے ہیں اور پھر وہ چاہتے ہیں کہ امت دشمن کے ہاتھوں لٹی رہے اور وہ اس کا خون بہائے، اس کی عزتوں کو پامال کرے اور ان کے وسائل لوٹے... تو وہ سوئے علماء و مشایخ سوئے کے اور کچھ نہیں ہیں جنہوں نے اپنا دین دنیا کے تھوڑے فائدے کی خاطر بیچ دیا ہے پھر ان میں ایسے ہیں جو جہاد سے منع کرنے کے فتوے داتے ہیں اور اسے فتنہ قرار دیتے ہوئے اس سے بھاگنے کا درس دیتے سنائی دیتے ہیں۔ بعض ان میں تنخواہ دار ہوتے ہیں اور وہ اپنے حاکم کے باطل احکام کی بھی تعمیل کرتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی نوکری بچانا ہے اور ”سلامتی“ اختیار کرنا ہے۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے افعال کے لیے ان باطل فتووں کا سہارا لیتے ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو ”پکڑ“ سے بچالیں!!

ان لوگوں کا کردار ان حوپیوں کی طرح ہے کہ جب امت اپنے دشمن کے خلاف خونریز معرکہ میں مشغول تھی تو وہ اپنے ذکر میں مشغول تھے۔ یہ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کی تاثیر صرف جاہلوں پر ہی ہوتی ہے یا ان لوگوں پر جو ان کے منہج پر چل رہے ہوئے ہیں!!!

اس لیے علمائے صادقین کو چاہیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے کھڑے ہو جائیں اور اپنا کردار ادا کریں جیسے کہ اس کا حق ہے۔ ورنہ میدان اوپر مذکور گمراہوں اور جاہلوں کے لیے کھلا رہ جائے گا اس لیے وہ اپنے کندھوں پر پڑی بھاری ذم داری کو محسوس کریں اور امت کے سامنے بیان کریں کہ دشمن کے ساتھ اسے کیسا تعامل کرنا ہے... کہ یہی وہ فریضہ ہے جس کے لیے اللہ گئے انہیں اپنی رسالت کا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کیا ہے۔

”حزب اللہ“ اور امت کی حالت!!!

موجودہ حالات میں اس جماعت کا کردار جو خود کو ”حزب اللہ“ کہتی ہے بہت خبیث ہے اس شیعئی رافضی جماعت نے موجودہ حالات میں معاملات کو ملوٹ کرنے میں بہت چالاک کی کامظاہرہ کیا ہے۔ اس نے دشمن کے سامنے یہ ظاہر کیا ہے کہ شیعہ ہی غاصب کے سامنے کھڑے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے ”تحریک مزاحمت اسلامیہ“ کا بھیس بھی استعمال کیا ہے اور فلسطینی کارڈ کو بھی

خوب استعمال كيا ہے كيونكہ وہ امت كا حساس ترين مسئلہ ہے۔ يہاں سے اس حزب نے لوگوں كى آنكھوں ميں دھول جھونكنے اور انہيں گمراہ كرنے كا كام شروع كيا ہے۔ ايسے لوگ ان كا آسانى سے شكار ہو گئے ہيں جو شيعہ كى حقيقت اور اس كے خبيث كردار سے واقف نہيں۔ كون نہيں۔ جانتا كہ يہ حزب ايران كى سرپرستى اور يهوديون كى ”بركت“ سے چل رہى ہے اور اسے لبنان كے پڑوسى ممالك كى حمايت بهى حاصل ہے۔ اس حزب كے اہداف كا خلاصہ يہ ہے...

(۱) جنوب سے ابتدا كرتے ہوئے لبنان كے كونے كونے ميں شيعيت كو پھيلانا اور سنيوں كا مڪمل خاتمہ كرنا!

(۲) لبنان ميں اہل السنہ كى جماعتوں كو ختم كرنا اور انہيں كسى بهى حكومتى عہدہ تك پہنچنے سے روكنا اور معاشرے كى لگن شيعہ اور عيسائيوں كے ہاتھ ميں دينا!

(۳) خاصب اسرائيلوں كے خلاف دشمنى كا ڈرامائى كردار ادا كرنا تاكہ شيعہ كى خيانتوں اور اللہ سبحانہ و تعالىٰ كے دين كے دشمنوں كے ساتھ ان كے تعلقات كى شہرت كو كم كيا جائے!

(۴) كام اہل السنہ كو فلسطينى مسئلہ كى نصرت كے معاملہ ميں گمراہ كرنا اور وحدت مزاحمت كے پردہ ميں سنيوں كو نوكرىاں دينا تاكہ ايران كے ليے پراپيگنڈہ كيا جائے۔

(۵) لبنان كو حليبيوں اور شيعوں كے تمام منصوبوں كى تكميل كے ليے آماجگاہ بنانا۔

وہ بات جو ہر كہتے ہيں اس كى سچائى كى دليل اس حزب كا وہ موقف ہے جو اس نے موجودہ احداث ميں اپنايا۔ افغانستان پر قبضہ سے ليكر عراق تك شيعہ كى مباحرت اور اجنبى خاصب كى تائيد اور اس اثناء ميں عوام كو دھوك ميں مبتلا ركھنے كے ليے امريكہ كے خلاف دشمنى كے جھوٹے كھوكھلے دعوے!!

جبكہ قطعى دليل جو كسى بهى ادنى سے شك كو باقى نہيں چھوڑتى ہے وہ اس حزب كے سابق ”امين حبجى الطفيلى“ كا بيان

ہے جس میں اس نے اس حزب کو اسرائیل کا ایجنٹ اور اسکی شمالی سرحدوں کا محافظ بیان کیا ہے۔ پس میرے ساتھ آپ اس کی گواہی کو سنیں جو اس نے "الجزیرہ اور العریب" چینل میں دی۔ اگرچہ العریب چینل کے دشمن کانیت ورک ہونے کے باعث میں اس کو نقل نہیں کرنا چاہتا لیکن میں نے نبی ﷺ کے اس قول کے مصداق عمل کیا (صدق و ہوکذب) اس نے تجھ سے سچ کہا جبکہ وہ جھوٹا ہے! جبکہ الجزیرہ کے بارے میں بحث کا یہاں موضوع نہیں!! یہ ملاقات جو 23 جولائی 2004 کو ہوئی وہ کچھ یوں ہے....

پروگرام کے میزبان نے کہا "گویا کہ آپ حزب اللہ پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ اسرائیلی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے!!"

صبحی الطفیلی: ہاں... میں کیالزام لگاؤں۔ اور کیا کوئی ایسا ہے جو اس میں شک کرتا ہو۔ جب سے اسرائیلی اس معاہدے کے ساتھ نکلے ہیں 1996 سے جس میں حزب اللہ نے اعتراف کیا کہ وہ فلسطینی مزاحمت کاروں کو اسرائیلی اہداف کو نشانہ بنانے کی اجازت نہ دے گی یہ ارجح لبنان کے اندر لبنانی مزاحمت ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ لبنان میں اسرائیلی فوجی موجود ہیں اور انہیں لڑنے کا حق ہے لیکن فلسطین کے معاملے میں اس کی آزادی کے مسئلے میں مجاہدین کو کوئی حق نہیں... یہی اصل محیبت ہے!!

اسی طرح العریب چینل میں اس نے کہا "کہ اسرائیلی سرحدوں پر موجود حزب اللہ کا کلمہ اسلحہ اٹھا کر اسرائیلی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے اور جو اس کی تصدیق نہیں کرتا تو وہ وہاں جا کر اسرائیل کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کی کوشش کر کے دیکھ لے تاکہ وہ دیکھے کہ اسے کون منع کرے گا... اسے جیل میں ڈالے گا... تعذیب دیگا... اور اس سے کون انتقام لے گا...!"

اور جو کوئی ان دو ملاقاتوں کی زیادہ تفصیل چاہتا ہے تو وہ ان چینلوں کی ویب سائٹوں پر موجود ہیں جا کے دیکھ لے تاکہ اس کے لیے حجت قائم ہو جائے... اور وہ بھی جو ابھی تک رافضیوں کے ساتھ خیر کا جذبہ رکھتا ہے اور ان کے حقیقی تاریخ و عقائد کو بھلائے ہوئے ہے!!!

موجودہ حلیبی جنگ میں مسلمانوں کا کردار...

اب تک حلیبیوں اور شیعیہ کے اتحاد کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ کافی ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کا کیا کردار ہے؟!... شر کے اس محور کو ختم کرنے میں جس کے پیچھے حبیبونی ہیں جو اپنے اہداف کے لیے ہر دو طبقہ کو استعمال کر رہے ہیں۔ اس موضوع میں ہم ہر مسلمان سے مطلوب کردار کو ذیل کے نقاط میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) رافضیہ کی معرفت اس کے حقیقی روپ میں، اور ان کے افکار کی اطلاع اور ان کے اسلام سے انحراف کا علم اور ان کے ساتھ عدم حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہر مسلمان پر واجب ہے ان کے مکرو فریب پر گہری نظر رکھے!!!

(۲) اسی طرح پوری باریک بینی کے ساتھ رافضی حلیبی اتحاد پر نظر رکھیں تاکہ امت ان کے دھوکے میں مبتلا ہو کر کسی بڑے خطرہ میں نہ گھر جائے اور اس اتحاد کے خلاف لڑنے کی تیاری کرے اور ان دشمنوں کی جانب سے ہمیشہ بد سے بدتر سلوک کی توقع رکھے کیونکہ یہ اخلاق و دین سے عاری لوگ ہیں۔

(۳) مسلمان اہل السنہ کے ساتھ مسلسل رابطہ میں رہے اور ان سے جڑا رہے تاکہ ان کی قوت بڑھے اور وہ مل کر دشمن کے خلاف بہتر تیاری کر سکیں۔

(۴) ان غفلت میں پڑے لوگوں کو خبردار کرے جو ابھی تک رافضیوں کے ساتھ خیر کی توقع اور امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ انہیں بتائے کہ کس طرح یہ لوگ اللہ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے مستعد ہیں تاکہ وہ مل کر اس دین کا خاتمہ کر دیں۔

(۵) دشمن کے ان منصوبوں کا قلع قمع کریں جس کے ذریعے وہ شیعیت کے افکار کو پھیلانے کی سعی کر رہا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ان کی رسوائی پسندی

اور رذالتوں كو بيان كيا جائے اور اسلام كے مفاہيم كو كتاب و سنت صحیحہ كى روشنى ميں نشر كيا جائے۔ اس كے ساتھ ساتھ ان كوششوں كو بهى روكا جائے جن كے تحت بعض اسلامى ممالك ميں رہن سہن كے انداز كو تبديل كيا جا رہا ہے۔ يہ كام شيعم بڑے منظم انداز ميں كر رہے ہيں جس ميں اس حليبي جنگ كى لپيٹ ميں آئے ملك خاص طور پر شامل ہيں۔

(۶) موجودہ دور كے فتنوں كے سامنے لوگوں كو توحيد كى طرف بلايا جائے اور انہيں اہل السنہ والجماعہ كے منہج پر گامزن ہونے كى تاكيد كيا جائے۔ كيونكہ توحيد ہى وہ بہترين وسيلہ ہے جس كے ساتھ ان رافضى باطنيوں كے افكار كو روكا جا سكتا ہے۔ اس ليے بهى كہ انبياء عليهم السلام كى دعوت توحيد كے ساتھ ہى پھيلى اور جب لوگ توحيد كو جان جائیں گے تو اسى كے ذريعے شرك كے مظاہر ختم ہوں گے۔

(۷) مسلمانوں كے امور كا اہتمام كيا جائے اور ان كے حالات كے ساتھ تفاعل برتا جائے اور انہيں انانيت و ذاتيت سے نكالا جائے اور انہيں اس بات كى ياد دہانى كروائى جائے كہ مسلمان مسلمان كا بھائى ہے اور اس بھائى چارے كے سبب دوسرے مسلمان كى نصرت، نصيحت، اور مشكل وقت ميں مدد واجب ہے!! جيسے كہ حديث ميں ہے:

{ ما من امرئ يخذل امرءا مسلما فى موطن يبتقى فى من
عرضه ويتبىك فى من حرمة الا خذله الله تعالى فى
موطنه يجب فى نصرتہ وما من احد ينصر مسلما فى موطنه
يبتقى فى من عرضه ويتبىك فى من حرمة الا نصره الله
فى موطنه يجب فى نصرتہ }

جو كوئى اپنے مسلمان بھائى كو ايسے موقع پر رسوا كرتا ہے كہ اس كى عزت پامال ہو رہى ہو اور اس كى حرمت لٹ رہى ہو تو ايسے شخص كو اللہ سبحانہ و تعالى ايسے ہى موقع پر ذليل كرے گا جس ميں وہ اس سے نصرت كى اميد لگائے ہوئے ہوگا اور جو اپنے مسلمان بھائى كو ايسے موقع پر

نصرت کرتا ہے جہاں اس کی عزت پامال ہو رہی ہو اور اس کی عزت لٹ رہی ہو تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسے شخص کی نصرت کرے گا جہاں وہ اس سے نصرت چاہے گا (صحیح الجامع)

(۸) مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کی نصرت کے لیے نکلنے کی ترغیب دینا اور انہیں عصبیت اور قومیت کے بھنور سے نکالنا۔ انہیں سمجھانا کہ ہمارا سارے مسلمانوں کے ساتھ تعلق صرف اسلام کا ہے اور یہ تعلق ہر تعلق سے قوی ہے جیسے کہ ابن قیمر کہتے ہیں۔ {أخوة الدين [نسب من أخوة النسب] دين کا بھائی چارہ نسب کے بھائی چارے سے زیادہ قوی ہے۔ ان کے غم ایک ہیں وہ دوسرے علاقوں میں بسنے والے افراد ملت کو اتنا ہی اپنے جسم کا حصہ سمجھتے ہیں جتنا وہ اپنے علاقہ کے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے غم اور دکھ ایک ہیں، وہ امتیو احدہ ہیں اور جب ان کے جسم کے کسی ایک حصہ میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ سب بائیں اللہ کے دین کے دفاع کی مسؤلیت کو تمام مسلمانوں پر فرض عین کر دیتی ہیں بحرف نظر۔ ان کے وطنوں، رنگ و قومیتوں اور ذاتوں کے !!!

(۹) علم کا حصول اپنے اوپر واجب سمجھنا اور دشمن کے منصوبوں کا احاطہ کرنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس قول کے مصداق {وَكَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ} اور ہم آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے۔ اس لیے امت کو چاہیے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قول {وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ... الخ} کے مصداق عمل کرے اور دشمن کو اپنی تیاری کے ساتھ دہشت زدہ کرے اور اسے مرعوب رکھے۔ پس مسلمان اپنی جانوں کو ایمانی و بدنی دونوں طور پر تیار کریں اور گھر بیٹھ کے دشمن کا انتظار نہ کرتے رہیں۔

آخر میں، میں کہتا ہوں...

آج امت یہ جو افتاد بن پڑی ہے اسے دیکھ کر ہر مومن کا دل خون کے آسو روتا ہے۔ کہ زمین کا کوئی چپا ایسا نہیں جہاں کہیں پانی کی طرح روانی کے ساتھ بہتا ہوا خون۔ اگر نظر آتا ہے تو وہ کسی

اور کانہیں بلکہ ماضی قریب میں انسانیت کی اس فائد ملت کا ہے جس نے آتش پرستوں کے وجود کو مٹا ڈالا تھا... جس کی اذاتوں نے اس زمین کے ہر کونے کو نعمت و توحید سے معمور کر دیا تھا... جس کی دعوت نے انسانیت کو باطل ادیان کے ظلم و جبر سے آزاد کروا دیا تھا... جس کے فرشتہ سیرت کردار نے الحاد و زندم میں ڈوبے انسانوں کو انگشت بندار ہونے پر مجبور کر دیا تھا... مدینہ سے لیکر ہندوستان کے ساحلوں تک بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے والی جن کی فوج کو جب کوئی مفتوح علاقہ خود سے چھوڑنا پڑتا تھا تو مفتوح اقوام خود آگے نہیں عرصہ کرتی کہ ہمیں چھوڑ کے نہ جاؤ اور کہتیں اللہ لکم احب الینا من ظلم حکامنا مع انکم علی غیر دیننا { تمہارا عدل ہمیں اپنے حکمرانوں کے ظلم سے زیادہ محبوب ہے باوجود اس کے کہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو!!! لیکن آج وہ کہاں ہیں... زمین میں ایسے لوگوں کا نشان تک نہیں ملتا...!! اس کے ساتھ ساتھ قاری کو یہاں اچھی طرح غور کرنا چاہیے کہ کیوں کافر یہودی و حبیبی ہمیں تعلیمی حساب میں اپنی تاریخ پڑھنے کے بجائے اپنے بد کرداروں کی تاریخ پڑھنے پر لگانا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب حراف و اخب ہے کہ جب ہر اصل تاریخ سے روشناس ہو گئے تو آئندہ تسلیں اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لیں گی اور اس کے سد باب کے لیے سعی کریں گی۔ اسی لیے بعض کہتے ہیں ہندوستان کی تاریخ یہ کہہ کر پڑھانا چاہتے ہیں کہ پاکستان بھی ہندوستان کا حصہ ہے اور ہماری ثقافت ایک ہے!!!

پس میں اپنے آپ کو اور امت کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی طرف لوٹیں اور اس کے دین کے ساتھ تھسک کریں۔ امت کو پیش آمدہ متوقع خطرات کے حجم کا اندازہ کریں اور اس کے لیے تیاری کریں!!! اور مبارکباد کا مستحق ہے وہ مسلمان جس نے اپنے نفس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا اور دنیا کی جاہ و حشمت کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا... اور افسوس کا مستحق ہے وہ مسلمان جو اپنی خواہش کا غلام بنا رہا اور شقی القلب بن کے زندگی گزارتا رہا اور مسلمانوں پر بیٹے والی قیامت سے آنکھیں بند کیے رہا... ہم اسے اس کے خالق و مالک رب کی ان آیات میں تدبیر کی دعوت دیتے ہیں

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
آخَرِينَ فَلَمَّا أَحْسَبُوا أَنَّنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا بِرُكُضٍ أَلَّا تَرْكُضُوا
وَأَرْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِينِكُمْ لِتَسْأَلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا
إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا
خَامِدِينَ {

اور بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جو ظالم تھیں اور ان
کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا۔ جب انہوں نے ہمارے
عذاب کا احساس کر لیا تو لگے بھاگنے۔ اب بھاگ دوڑ نہ کرو
اور جہاں تمہیں آسودگی دی گئی تھی وہیں لوٹو اپنے مکانات
کی طرف جاؤ تاکہ تم سے سوال تو کر لیا جائے۔ کہنے لگے
ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ظالم تھے۔ پھر تو ان کا یہی
قول رہا یہاں تک کہ ہم نے انہیں جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی
اور بچھی پڑی آگ کی طرح کر دیا (الانبیاء 11-15)۔

ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان کے
دشمنوں کی چالوں سے محفوظ رکھے اور ان کی دشمنی کے خلاف مدد
کرے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہماری آنکھوں کو اپنے دین کی
نصرت و تمکین کے ساتھ ٹھنڈا کرے... عرب و عجم کے
حکمرانوں پر ہمیں ایسا دن دکھائے جس سے ہمارے سینے ٹھنڈے
ہو جائیں۔

اب علی ذالک قدیر وبالاجابة جدیر
اخو کم فی الدین
ابو معاویہ حسن علی فاروقی حفظہ اللہ

هل اتاک حدیث الرافضة كل اردو ترجمہ کیا تجھے رافضیوں کی خبر پہنچی ہے؟

للامم الشہید:

احمد فخیل نزال الخلیل { ابو مصعب
لزرقاوی }

صاحب مضمون امام الشہید ابو مصعب
الزرقاویؒ

یا للرجال لحرمة ما بسورة	تُبکی الصخور لوضعها المأساوی
حسرت... فعاد لها حداها خلف	أسد الثرى وقریعا الزرقاوی
فحسبان۔ یجزی المجرمین بجرمهم	من باول للخائن۔ القرباوی
بکثیبة خرساء أسمع صوتها	بالسيف لا یوثیقة وفتاوی
لم یرتحس عیش الخلوف کأن	أعمى أحصا ان دعاه القاوی
لا تسمعن لمرجفد ومخلل	ک المدخلی و یوسف القرضاوی
أینم من رکع الحلیب أمام	وأتی بنج للعراق سقاوی؟!
أینم من رکع الحلیب أمام	وأتی بنج للعراق سقاوی؟!
ان کنت مکلوما بشیبة خائن۔	فی منبر التوحید خیر مداوی

- * اے طوفانوں میں گھرے آزاد جوانوں تمہاری تکالیف دیکھ کر
چٹانیں بھی رو دیتی ہیں
- * جب میں چیخا تو اسکی کی گونج سے حدا آئی زمین کا
سردار شیر ”الزرقاوی“ ہے
- * وہ ایسا فحسبانک ہے جو پاول اور اس کے خائن۔ چیلوں کو ان
کے جرم کی سزا دیتا ہے
- * ایک ایسے گرجدار گروہ کے ساتھ جسکی آواز فتووں اور
بیانات کی نہیں بلکہ تلوار کی آواز ہے۔
- * اگر کوئی اسے دنیا کی طرف بلائے تو جہاد سے پیچھے رہنے
کی زندگی پر وہ ہرگز راضی نہیں ہے
- * کسی بھی رسوائیت پسند کی طرف تو دھیان نہ دے چاہے وہ
مدخلی ہو یا پھر یوسف قرضاوی!
- * کیا وہ شخص مذمت کے لائق ہے کہ جس کے سامنے حلیب
جھک گئی اور اس نے عراق کو آسمانی منہج پہ لگا دیا۔
- * اگر تو اس منہج کے بارے میں کسی شیم کاشکار ہے تو منبر
التوحید پہ تیرے شکوک رفع ہو جائیں گے۔



کیا تجھے رافضیوں کی خبر پہنچی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَدَرَ
الافتراق لهذه الامة فرقا فل تقارب ولا يكد، والحلاة والسلام على من
استثنى من هذه الفرق بالنجاة واحدة ومن عداهم وعاداهم يكاد.

اما بعد....!

پہرے تاریخ کا مطالعہ کیا تو اس کے ماضی و حاضر میں اور نہ
ہی آنے والے مستقبل میں بہرے کوئی ایسی قوم رافضیوں سے بدتر
پائی ہے جس کی سیرت قباحتوں سے بھر پور ہو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان
رافضیوں کو رسوا کرے کہ جنہوں نے اس کے دین کو بدل ڈالا اور
اس کے سیدھے رستے کو ٹیڑھا کر دیا۔ اس اعلیٰ دین کو انہوں نے
ادنیٰ معاملات سے بدل دیا اور یہودیوں کی خباثتوں اور عیسائیوں کی
گمراہیوں کا ملبوم لے کر ایک ایسا دین نکالا تاکہ وہ نیا دین اسلام کے
دشمنوں کے ادیان سے مناسبت رکھے۔ وہ ایک ایسا دین لے کے آئے جو
اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اس امت کے آخری لوگ اس کے پہلوں پر
(نعوذ باللہ) لعنت بھیجیں، قرآن مجید کا مکمل انکار کر دیں، شریعت
کو معطل کر دیں، قبلہ کے بارے میں شرک کا ارتکاب کریں، یہاں
تک کہ مسلمان اپنے قبلہ کو چھوڑ کر کریلا و مشہد کی طرف
زحمت سفر باندھنے لگ جائیں اور مسلمانوں میں دین کے نام پر
فدائشی کو پھیلایا جائے۔

اس لیے بہرے اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کی طرف معذرت کرتے
ہوئے لازمی سمجھا کہ ہم اس قوم کے جرائم کو بے نقاب کر
دیے تاکہ شاید وہ باز آجائیں۔
قبل اس کے کہ ہم رافضیوں کی جملہ خباثتوں کے متعلق گفتگو
کریں ایک بات کو مد نظر رکھ لینا بہت ضروری ہے کہ!

جبہم لفظ ”رافضی“ بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ بڑا
گروہ ہے جو ان ایلم میں موجود ہے اور وہ ہیں ”شیعہ جعفریہ، اثنا

عشریہ“۔ اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ائمہ نے ان کے اندر موجود ان تمام غالی فرقوں کا اعتبار کیا ہے جو کہ امامیہ کی طرف منسوب ہیں۔ پس جب وہ ان گروہوں، آدمیوں اور حکومتوں کے متعلق بات کرتے ہیں تو اس وقت ان کی مراد تمام وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی نسبت ”شیعیہ“ کی طرف ہوتی ہے، چاہے وہ اسماعیلیہ سے ہوں، باطنیہ سے ہوں یا وہ دہریہ زندقوں میں سے ہوں یا غالی مجسم میں سے ہوں۔ مثال کے طور پر جب وہ حکومتوں کا ذکر کریں جو کہ پہلے ادوار میں تھیں جیسے کہ فاطمیوں کی حکومت تو ان کی مراد شیعیہ ہے حالانکہ وہ اثنا عشریہ نہیں تھے۔

اس کے بعد ہر اہل عزوجل کی توفیق کے ساتھ کہتے ہیں۔

اولاً...

رافضیت ایسا دین ہے جو نبی ﷺ کے لئے ہوئے دین سے بالکل مختلف ہے:

یہ ممکن ہی نہیں کہ شیعیہ اسلام کی اکثر فروع و اصول میں موافقت کر جائے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کے بڑے مزعموم ائمہ اور علماء نے دلائل کے درمیان ترجیح کے ایسے قواعد مرتب کیے ہیں کہ جو بات اہل السنۃ کے مخالف ہو اسے وہ ”العام“ کا نام دیتے ہیں اور اس کے برعکس اسے صحیح ترین قول قرار دیتے ہیں جو ان کی جھوٹی روایات کی سند کے ساتھ ہو۔ وہ قاعدہ ان کے اندر اصل مانا جاتا ہے جو اسلام کی فروع و اصول کے ساتھ واضح مخالفت پہ مشتمل ہو۔

ایک رافضی عالم ”الحر العاملی“ اپنی کتاب ”وسائل الشیعہ“ میں باب باندھتے ہوئے لکھتا ہے ”عدم جواز ہما یوافق العام ویوافق طریقہم“ اس بات کے عدم جواز میں کہ جو بات عام کی موافقت میں ہو۔ پھر کہتا کہ اس بات کے عدم جواز میں وارد احادیث متواترہ ہیں یعنی اس بات پہ عمل کے جواز میں جو عام کے موافق ہو اور اس میں صادق علیہ السلام کا قول ہے دو مختلف حدیثوں میں

” اعرضوا علی اخبار العام ای اهل السنة والجماعة۔ فما وافق اخبار ہم فذروه وما خالف اخبار ہم فخذوه“

مجھ پر عام کی خبریں پیش کرو۔ یعنی اہل السنہ کی۔ تو جو
خبریں ان کی آپس میں موافقت کر جائیں ان کو چھوڑ دو
اور جو مخالف ہوں انہیں لے لو

وقال علي السليم "خذ بما في خلاف العام فما خالف العام ففي
الرشاد"

اس بات کو لے لو جس میں عام کا اختلاف ہو کیوں کہ
ہدایت اسی میں ہے۔

اسی طرح "عیون الاخبار الرخی" میں ہے کہ ایک حدیث نے
علی بن اسباط سے روایت کی وہ کہتا ہے کہ میں نے رضا علیہ السلام
سے کہا کہ کوئی معاملہ ہو جاتا ہے لیکن مجھے اس کی حقیقت کے بارے
میں معلوم نہیں۔ ہو تلہ اور جس شہر۔ میں۔ میں۔ رہتلمہور۔ وہاں۔ کوئی ایسا
بھی نہیں کہ اس سے فتویٰ لوں تو انہوں نے کہا:

إئت فقیہ البلاد فاستقم فی امرک فاذا افتاک بشیء فخذ بخلاف فان
الحق فیہ

کہ تو شہر کے (سنی) فقیہ کے پاس جا اور اپنے معاملے
میں اس سے فتویٰ لے اور جب وہ تجھے فتویٰ دیدے تو اس
کے خلاف عمل کر کیوں حق اسی میں ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ اسلام... اجمالاً و تفصیلاً... خالق کی توحید،
مخلوقات کی اللہ عزوجل کے لیے عبادت اور نبی ﷺ کی اقتداء پر اور
متبع غیر بدعتی کی اقتداء پر قائم ہے۔ یہ تمام باتیں ان دلائل پر مبنی
ہیں جو کہ کتاب و سنت میں وارد ہوئے ہیں۔

جبکہ رافضیت بنیادی طور پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ شرک
اور مخلوق کی غیر اللہ کیلئے عبادت، وسیلہ و تخرع کے ساتھ قائم
ہے۔ اسی طرح رافضیت اس دعویٰ پر قائم ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب
قرآن تحریف شدہ ہے اور اس میں کمی بیشی کی گئی ہے۔ اس کے
ساتھ ساتھ وہ سنت نبی ﷺ کا بھی انکار کرتے ہیں چاہے وہ صحیح
ہو۔ رافضیت ان کی تکذیب کرتی ہے اور انکو ہماری طرف نقل کرنے
والوں کی طرف خیانت منسوب کرتی ہے جبکہ وہ امت کے اشراف
میں سے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایسی صحیح ترین کتب کا بھی

انکار کر دیا جن کو امت نے اجتماعی طور پر قبولیت بخشی اور ان کتابوں کو ہماری طرف نقل کرنے والے لوگ انتہائی تقم تھے۔ وہ کتابیں جن کا انکار کیا گیا ان میں صحیح بخاری و صحیح مسلم سب سے پہلے ہیں جبکہ ان کے علاوہ جو کچھ ہیں ان کا انکار تو بالاولیٰ ٹھہرا۔

جیسے کہ ان کا دین مسلمانوں کی متفقہ امامت و خلافت کے انکار پر قائم ہے۔ وہ خلافت کہ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ جبکہ ان ائم کی تعریف خود نبی ﷺ نے فرمائی اور انہیں ہدایت یافتہ کے نام سے موسوم فرمایا، انکی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا بلکہ ان کی سنت کو اپنی سنت کے برابر ذکر کیا لیکن رافضیت تو ام المومنین عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی پرأت کا بھی انکار کرتی ہے جن کی پرأت کا اعلان خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور جن لوگوں نے ان کی عزت کے بارے میں زبان دراز کی اور ان پر تہمت لگائی، اللہ تعالیٰ نے انکی سخت پکڑ کی اور انہیں تیب فرمائی۔

نعم، اللہ الجزائرئی اپنی کتاب ”انوار النعمانیہ“ میں کہتا ہے باب اس بارے میں کہ ”روشن بات اور علت امامیہ کے دین میں یہ ہے کہ جس کے سبب ہم عام کے مخالف قول کو پکڑتے ہیں۔“ ہم ان کے ساتھ یعنی اہل السنہ کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے نہ کسی برتن پر، نہ کسی نبی پر نہ کسی امام پر اور یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب وہ ہے جس کے نبی محمد ﷺ ہیں اور ان کے بعد ان کے خلیف ابوبکر ہیں۔ جبکہ ہر یہ بات نہیں کہتے کہ ایسا رب ہمارا رب ہے اور نہ ایسا نبی ہمارا نبی ہے بلکہ ہر کہتے ہیں کہ وہ رب جس کے نبی محمد ﷺ ہیں۔ اور ابوبکر ان کے خلیف ہیں وہ ہمارا رب نہیں ہے اور نہ ہی ایسا نبی ہمارا نبی ہے۔“

سید حسین الموسوی کہتا ہے اور وہ ان کے ایسے قلیل علماء میں سے ہے جن کی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے سالم رکھا تو اس نے اپنی کتاب {اللہ نثر للتاریخ} میں رافضیوں کے موقف کو یہ کہتے ہوئے باطل قرار دے دیا ”کہ ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر ہر یہ فرض کر لیں کہ کسی مسئلہ میں حق عام یعنی اہل السنہ کے ساتھ ہے تو کیا پھر

بھی ہر پے و واجب ہے کہ ہر ان کے خلاف ہی عمل کریں۔ اس سوال کا جواب ایک دفعہ مجھے سید محمد باقر نے دیا اور کہا، ہاں کہ ان کے خلاف ہی عمل کیا جائے گا کیونکہ اقوال ان کے خلاف عمل کرنے کو ہی کہتے ہیں چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ بات اس سے کم تر ہے کہ ہر پے فرض کر لیں کہ کسی مسئلہ میں حق ان کے ساتھ ہے۔

ثانیاً ...

دین رافضیت اپنے آغاز سے ہی کسی بنیاد پر نہیں کھڑا ہوا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے موجودہ دور تک اس کا ہدف اسلام کی عمارت کو ڈھانا، مسلمانوں کے درمیان فتنوں کو ہوا دینا اور اسلامی حکومتوں کو کمزور کرنا ہی رہا ہے۔ اہل السنہ والجماعہ یعنی وہ پہلی جماعت ہے جس کو نبی ﷺ نے آگ میں جانے والے ان تہتر فرقوں سے مستثنیٰ قرار دیا۔ یہ کوئی مبالغہ آمیزی کی بات نہیں، نہ ہی یہ کوئی واہم ہے بلکہ ایسی بات ہے جسے علماء سلف و خلف نے مقرر رکھا ہے۔ لیکن رافضیت رات کے اندھیروں میں ایسے کھڑی ہوئی کہ اس کی غرض دو راستوں سے اسلام کی عمارت کو گرانا ہے۔

(۱) اس دین کی حقیقت کو مشکوک بنا دیا جائے اور اس کے عقائد کو ٹیڑھا کر دیا جائے۔ اہل حق کے مذہب کے اندر شبہات پیدا کیے جائیں اور اس دین کے اصول و ضوابط میں شک پیدا کیا جائے اور کلی طور پر اس کی راہ روکی جائے۔ چاہے اس کے لیے اس دین کے اصول و فروع میں تحریف کی جائے تاکہ یہ دین ایک مسخ شدہ دین بن کے رہ جائے۔

(۲) دوسری طرف سیاسی میدان میں اسلامی حکومت کے خارجی و داخلی ستونوں کو کمزور کیا جائے۔

داخلی طور پر قوم کے اندر چھپ کر ان کے نفوس کو کمزور کیا جائے اور اصحابِ حرج کے ذریعے انہیں امام اور خلیفہ المسلمین کے خلاف خروج کے لیے ابھارا جائے یا خلیفہ کے خلاف مشتمل الزامات و دعوے کر کے اس کا قتل کیا جائے۔ خارجی طور پر دین کے

دشمنوں کے ساتھ تعاون کیا جائے اور ان کے ساتھ اتحاد قائم کیا جائے تاکہ وہ اسلامی حکومت کو گرانے میں مددگار ثابت ہوں۔

یہ دو امور ہی اصل بنیادی منہج ہیں جس کے اوپر دین رافضیت اپنے آغاز ہی سے اس کے یہودی موجد ”عبد اللہ بن سبا ملعون“ کے ہاتھوں قائم ہے۔ وہ کمینہ انسان کم جسے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے ”حب اہل بیت“ کے نعرے کے علاوہ کوئی سہارا نہ ملا جبکہ اس سے قبل وہ اپنے اسلام کا اظہار کر چکا تھا اور اندرونی طور پر وہ کفر پر قائم رہا اور اسلام کے خلاف دسیسے کاریوں میں مصروف رہا۔

لیکن ابن سبا اپنے اس منصوبے کے لیے مسلم معاشرے میں بہت سے کمزور نفوس اور خواہشات کے غلام ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے ایسے اہل ہوس مل گئے جنہوں نے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کھڑا کر دیا۔ جونہی اسے ایسے ساٹھی ملے وہ دین کے دشمنوں کے ساتھ اسلامی دار الخلافہ کے باہر تعاون کرنے اور فتنہ کھڑا کرنے میں کامیاب ہو گیا یہاں تک کہ ایسے لوگوں نے خلیفہ کو قتل کر ڈالا اور اس کی رعیت کو مشکل میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اپنے انہی خبیث ساتھیوں کی مدد سے حدیث کے درمیان بھی اختلافات پیدا کرنے کی راہ نکال لی اور ایک دفع پھر مسلم معاشرے میں قبائلی عصبیت پھیل گئی جس کو ختم کرنے کے لیے اسلام آیا تھا۔ انہوں نے آل بیت کے نام پر فتنہ کھڑا کر دیا اور لوگوں کو بھی فتنہ میں مبتلا کیا یہاں تک کہ کتاب و سنت کو ہر تک نقل کرنے والے حدیث کی صداقت میں تشکیک پیدا کرنے کی کوششیں کی گئی۔ اس کلم کے لیے انہوں نے آل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھا بلکہ اس میں مبالغہ کرتے ہوئے ان کے لیے ”عصمت“ کا عقیدہ گھڑ لیا۔ یہاں تک کہ اس سبائی فرقہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ گھڑ لیا۔

میں کہتا ہوں کہ جب ابن سبا کے پیرو کاروں نے دیکھا کہ وہ اپنے ان سارے مکروہ فتنوں میں کامیاب ہو گیا ہے تو رافضیوں نے اسی طریق کو جاری رکھا اور اسی منہج پر وہ اپنے پہلے دن سے آج

تک عمل پیرا ہیں۔ علماء سلف نے اپنے کتب و بیانات میں رافضیت اور انکے دین کی حقیقت کو آشکار کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (منہاج السنہ) میں فرماتے ہیں:
والرافضی لیس لهم سعی الا فی هدم الاسلام ونقض عماله و
افساد قواعده
رافضیوں کی ہر سعی اسلام کے عقائد و قواعد کو
گرانے کے لیے ہی ہوئی ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ”ابو بکر و عمر پہ طعن صرف دو آدمی
ہی کر سکتے ہیں۔“

(۱) منافق، زندقہ، اسلام کا دشمن کوئی ملحد یہاں تک کہ وہ اس
طعن میں بڑھتا ہوا نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اور دین پر بھی
طعن کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی حال تھا اس مذہب کے پہلے بدعتی
موجد کا اور باطنی فرق کے ائمہ کا۔

(۲) یا کوئی جاہل جو اپنی جہالت میں افراط و تفریط کا شکار ہو،
یا خواہش کا پجاری ہو اور یہ غالب عام شیعوں کی حالت ہے چاہے
وہ باطنی طور پر مسلمان ہی ہوں۔

ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں کہتے ہیں ” کہ امام احمد بن حنبل نے
عبدوس بن مالک کے رسالہ میں کہا:

احول السنۃ عندنا التمسک بما کان علیہ اصحاب رسول اللہ
ﷺ والسنۃ تفسر القرآن وہی دلّٰء للقرآن ای دلالت علی معنایہ
ولہذا ذکر العلماء ان الرافضی اساس الزندقۃ وان اول من ابتدع
الرافضی انما کان منافقاً زندقاً وهو عبد اللہ بن سبا۔ فانم قد قدح
فی السابقین الاولین وقد قدح فی نقل الرسالۃ او فی فہمہا
او فی اتباعہا۔ فالرافضیۃ تقدح تارة فی علمہم بہا وتارة فی
اتباعہم لہا، وتحیل ذالک علی اهل البیت وعلی المعصوم الذی
لیس لہ وجود فی الوجود۔

سنت کے متعلق ہمارے احوال یہ ہیں کہ اس کے ساتھ تمسک
کیا جائے جس پر نبی ﷺ کے صحابہؓ کا ربنہ تھے اور ان کی

اقتداء کی جائے۔ بدعتوں کو ترک کیا جائے اور یہ کہہ بدعت گمراہی ہے۔ سنت ہمارے نزدیک نبی ﷺ کے آثار ہیں اور سنت قرآن کی تفسیر ہے اور یہ قرآن کی دلالت میں سے ہے۔ اسی لیے علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ رافضیت زندقہ کی بنیاد ہے اور سب سے پہلے جس شخص نے اس بدعتی دین کو ایجاد کیا وہ عبد اللہ بن سبا تھا۔ اس نے نہ صرف سابقین الاولین کے بارے میں زبان طعن دراز کی بلکہ پیغمبر رسالت کے نقل، اسکے فہم اور اسکے اتباع کے بارے میں بھی جرح کی۔ پس رافضیت بغض اوقات اپنے علم کے سبب اور بغض اوقات اپنے اتباع کے سبب قابل جرح ٹھہرتی ہے۔ جبکہ ایسا اہل بیت کے لیے کیا جاننا محال ہے اور ایسے معصوم پر بھی جس کا کائنات میں وجود ہی نہیں ہے (امام احمد کا کلام ختم ہوا)۔

اسی طرح ”المتقی منہاج الاعتدال“ میں ہے کہ ”رافضیوں کی جہالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں کسی ایک کو معصوم قرار دیتے ہیں اور باقی تمام مسلمانوں میں جب کوئی معصوم نہ ہو تو ان پر تجاوز کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے رافضیت کی ابتداء کی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو معصوم قرار دیا وہ ایک زندقہ آدمی تھا جس نے اس دین میں فساد پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور وہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو پولس (Polis) نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ سب سے بڑی دلیل اس مذہب کے خراب ہونے کی یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ خود اس دین سے اور اس کے پیرو کاروں سے برأت کا اظہار کرتے تھے بلکہ انہوں نے ان میں سے ہر ایک کو اسکی بدعت کے مطابق سزا دی۔ پس جو کوئی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں طعن کرتا تھا آپ رضی اللہ عنہ انہیں بہتان باندھنے کی حد لگاتے تھے اور جو کوئی عالی ہوتا تھا اسے آگ میں جلوا دیتے۔

جمہور علماء سلف ہمارے لیے رافضیہ کے بارے میں شریعت کا فیصلہ بیان کیا ہے اور وہ ہے کہ... انہیں کافر قرار دیا جائے اور ان میں سے جس کی بدعت ظاہر ہو جائے اس کے ساتھ قتال کیا جائے۔

خاص طور پر جب ایسا کوئی گروہ بائی ہو۔ ایسے لوگوں کے کفر ہونے اور ان کے ساتھ قتال کیے جانے میں کتاب و سنت سے واضح دلائل موجود ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ رافضیوں کی اپنی کتابیں ان کے اپنے بارے میں اہل بیت کے ان سے بری الذم ہونے، نبی ﷺ سے ان کی نسبت نہ ہونے اور اسلام سے ان کے خارج ہونے کی روایات نقل کرتی ہیں۔

ثالثاً ...

کتاب و سنت سے دلائل

اللہ فرماتے ہیں:

{ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَاؤُهُ فَأَزْرَهُ فَأَسْتَأْكَلُوا فَاَسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزَّيْرَاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ } -

محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانشین صحابہ کافروں کے بارے میں بہت سخت اور آپس میں بہت رحیم ہیں اے دیکھنے والے تو انہیں دیکھے گا رکوع و سجود کرتے ہوئے اللہ کے فضل کی تلاش میں سرگرداں۔ ان کے چہروں پر کثرتِ سجود کی چمک ہے۔ ان کی مثالیں تورات و انجیل میں بیان کی گئی ہیں ایسی فصل کی مانند جو اپنا بھر پور پھل دے اور وہ خوب پک جائے تو یہ منظر کھیتی کے مالک کو بہت بہلا معلوم ہوتا ہے تاکہ کافر اسے دیکھ کر غیظ میں مبتلا ہوں۔

ابن کثیر الدمشقی کہتے ہیں ”اس آیت سے اہل مالک نے رافضیوں کی تکفیر کا مسئلہ اخذ کیا، وہ جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں کیونکہ وہ { یغیظونہم } ان سے غیظ کھاتے ہیں اور جو کوئی صحابہ کے ساتھ بغض کھائے تو وہ اس آیت کے سبب کافر ہے۔ علماء کے ایک گروہ نے ان کی اس معاملے میں موافقت کی ہے۔

امام القرطبي اپنى تفسير ميں لکھتے ہيں " كم ابو عمرو الزبيرى جو زبير رضى اللہ عنہ كى اولاد ميں سے ہيں روايت كرتے ہيں كم ہم مالك بن انسؓ كے پاس تھے تو وہاں ايڪ ايسے آدمى كا ذكر ہوا جو نبى ﷺ كے صحابہؓ كى شان ميں گستاخى كرتا تھا تو امام مالكؒ نے يہ آيت پڑھى { مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ... } يہاں تك كم جب وہ اس جگہ پہنچے { يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار } تو امام مالك نے کہا كم لوگوں ميں كوئى بھى ايسا شخص جس كے دل ميں صحابہؓ كے متعلق بغض ہے تو اسے يہ آيت عتاب ميں لائى ہے (اس روايت كو ابو بكر الخطيبؒ نے بھى ذكر كيا ہے)

ميں كہتا ہوں كم قرطبي نے بہت ہيں اچھى بات كہى ہے كم " امام مالك نے نہايت احسن بات كہى اور انہوں نے اس كى بہترين تاويل فرمائى ہے پس جس كسى نے بھى ايڪ صحابہؓ كا بھى نقر كيا يہ اس كى روايت ميں طعن كيا تو اس نے اللہ كى بات كو جھٹلایا اور مسلمانوں كى شريعت كو باطل ٹھہرا ديا "۔ (قرطبي كا كلہ ختم ہوا)

اسى طرح انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالىٰ كے اس قول سے بھى استدلال كيا

{ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُهُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ }

اور جب تم نے اس بہتان كو سنا تو تمہيں چاہيے تھا كم كہتے ، ہمیں ايسا كہنا جائز نہيں كم ايسى بات كہيں ، تو ياك ہے ، يہ بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہيں نصيحت كرتا كم تم اُتدہ ايسى بات كو دوہراؤ اگر تم مومن ہو۔

ابن عبد القوى امام احمد سے روايت كرتے ہيں كم امام احمد بن حنبل صحابہؓ پر تبراء كرنے والے اور ام المومنين عائشہ رضى اللہ عنہا وارضاہا كو گالى دينے والے اور ان پر الزام لگانے والے كو كافر قرار ديتے تھے اور ايسے شخص كے ليے يہ آيت تلاوت كرتے { يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ } اللہ

سبحانہ و تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات آئندہ دہراؤ اگر تم مومن ہو۔

قرطبیؒ نے کہا کہ ”ہشام بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو کہتے ہوئے سنا

من سب ابا بکر وعمرؓ اذب ومن سب عائشة قتل ابن اللہ
تعالیٰ یقول: یَعِظُكُمْ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْذُوا لِمَنْ لِهٖ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ۔ فمن سب عائشة فقد خالف القرآن ومن خالف القرآن قتل
جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی اسے
تادیبی سزا دی جائے گی اور جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو
گالی دی اسے قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے
ہیں کہ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات کو دہراؤ اگر
تم مومن ہو۔ کیونکہ عائشہؓ کو گالی دینا قرآن کی
مخالفت ہے اور جو قرآن کی مخالفت کرتا ہے وہ قتل کیا
جائے گا۔

ابن العربیؒ کہتے ہیں کہ اصحابِ شافعی نے کہا کہ جس شخص نے
عائشہؓ کو گالی دی اسے تادیبی سزا دی جائے گی جیسے کہ تمام
مومنین کے مسئلہ میں ہے اور اللہ کا فرمان { اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ } عائشہ
کو گالی دینے والے کے متعلق نہیں کیونکہ وہ کفر ہے بلکہ یہ کہنا ایسا
ہے جیسے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :
لَا يُؤْمِنُ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ هَوَاتِقًا۔
وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر
سے محفوظ نہ ہو۔

پس اگر عائشہؓ کو گالی دینے والے کو گالی دینے سے ایمان حقیقہ سلب
ہوتا تو اس کا سلب ہونا ایسا تھا جیسے کہ آپ ﷺ کے فرمان میں ہے
{ لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن } زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ
مومن نہیں ہوتا۔ یعنی پھر ہم اسے بھی حقیقت خیال کرتے۔

میں (ابن العربیؒ) کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ اصحابِ شافعی
نے زعم کیا ہے کیونکہ اہلِ اِفْكَ نے عائشہؓ المَطْبُورَةَ امر المومنین پہ زنا
کا الزام لگایا پس جس کسی نے انہیں ایسی بات کی گالی دی جس سے

کہ اللہ عزوجل نے خود انہیں بری قرار دیا تو اس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو جھٹلایا اور جس نے اللہ کو جھٹلایا وہ کافر ہے۔ یہ بالکل اہل مالکہ کے جیسا قول ہے اور یہ ایسا اعلیٰ رستہ ہے جو اہل بصیرت پر بہت واضح ہے۔ پس اگر کسی شخص نے عائشہؓ پر کسی ایسی بات کا الزام لگایا جو اس کے علاوہ ہے جس کی اللہ نے برأت نازل کی ہے تو اسے تادیبی سزا دی جائے گی (ابن العربی کا کلام ختم ہوا)۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ اسے بھی قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل نے جو برأت نازل کی وہ پر برائی سے امی عائشہؓ مطہرہ کی برأت ہے اور اگر کوئی ایسی بات آپ میں معاذ اللہ موجود ہوتی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے ضرور ذکر فرمادیتے۔ پس ابن العربی کا بغیر برأت شدہ معاملہ میں تعزیری سزا دینا درست نہیں ہے (واللہ اعلم)۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا {فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هُوَ لَيْسَ بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ} سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کے منکر نہیں۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان {لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ} تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

اہل ابوالمخاسن الواسطی اس آیت سے اس شخص کے کفر پر استدلال کرتے ہیں جو صحابہؓ کی کتاب اللہ میں ثابت شدہ عدالت میں نقحر بیان کرتا ہے ان کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تکفیر کرتا ہے جن کا ترکہ اور انکی عدالت کا ثبوت خود قرآن نے بیان کیا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں {لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ} تا کہ تمہیں بنالے لوگوں پر گواہ پس اللہ کی ان پر اس شہادت کے باعث ان کی تکفیر نہ کی جائے گی اور ایسا اللہ کے اس قول کے سبب بھی ہے {فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هُوَ لَيْسَ بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ} سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کے منکر نہیں۔

سنت سے دلائل

مجمع الزوائد ميں ابن عباس حن سے باسناد حسن مروى ہے ۔ وہ
كہتے ہيں كم ميں نبى ﷺ كے پاس تھا اور على رضى اللہ عنہ بھى
آپ ﷺ كے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمايا:
يا على سيكون فى امتى قوم ينتحلون حب اهل البيت، لهم نبد،
يسمون الرافضة، قاتلوهم فانهم المشركون۔
اے على رضى اللہ عنہ ! ميں امت ميں ايڪ ايسى قوم
هوكري جو اهل بيت سے نسبت كا دعوىٰ كره گراور وہ
عليه ده هوجائے گران كانام رافضه هو گا، ان سے قتال
كرنا كم بے شك وہ مشرك ہيں۔

امام احمد بن حنبل اپنى مسند ميں اور امام بزار ابراہيم بن حسن
بن على بن ابى طالب رضى اللہ عنہ سے روايت كرتے ہيں اور وہ
اپنے دادا سے روايت كرتے ہيں كم
قال على بن ابى طالب قال رسول اللہ ﷺ يطهر فى آخر الزمان۔
قوم يسمون الرافضه يرفضون الاسلام
على بن ابى طالب نے كہا كم رسول اللہ ﷺ نے فرمايا آخرى
زمانوں ميں ايڪ قوم ظاہر هوكري جن كانام رافضه هوكا
اور وہ اسلام كا انكار كرديں گے۔

عجيب بات تو يہ ہے اس سے عليه ده هونے گروہ يعنى رافضيوں كے
آئم نے خود اپنى معتبر اصول كى كتب ميں حسين بن على بن ابى
طالب سے اس قسم كى روايات كو نقل كيا ہے۔

پس ”الم تهر للتاريخ“ كے مصنف نے كتاب الكافى سے نقل كيا ابو
عبد اللہ عليہ السلام سے روايت كرتے هونے كم ان كے پاس رافضى آئے
تو انہوں نے ان سے كہا كم انا قد نبذنا نبذا اثقل ظهونا ومائت لم ائذتنا
واستحللت لب الولاية دمانا... {مہر جب عليه ده هونے اور ہمارا ظہور
بھارى هوكيا جب كم ہمارے دل مر ده هو چكے اور ہمارے واليوں نے
ہمارے خون ہلال كر ليے۔ ايڪ حديث ميں جسے ان كے فقہاء نے
روايت كيا ہے كم ابو عبد اللہ عليہ السلام نے ان سے كہا يعنى رافضيوں
سے وہ كہنے لگے جى...! {فقال لا والله ما هم سموكم ولكن الله سماكم
بم {نبيں اللہ كى قسم انہوں نے تمہارا نام رافضى نبيں ركھا بل كم
اللہ نے تمہارا نام ركھا ہے۔

پس السید حسین الموسوی اس پر تعلقاً کہتا کہ ابو عبد اللہ نے واضح کیا کہ اللہ عزوجل نے ان کا نام رافضہ رکھا ہے نہ کہ اہل السنہ نے۔

اقوال سلف سے رافضیوں کی تکفیر

امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہے جسے خلال نے ابوبکر المروزی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میرے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو ابوبکر و عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے تو انہوں نے کہا: ما اراہ علی الاسلام { میں نہیں سمجھتا کہ وہ اسلام پر ہے۔

خلالؒ کہتے ہیں کہ مجھے عبد الملک بن عبد الحمید خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا " جس نے صحابہ کو گالی دی مجھے اس پر کفر کا خوف ہے جیسے کہ رافضہ پھر انہوں نے کہا جس نے اصحاب محمد کو گالی دی ہم اس کے لیے اس بات سے امن میں نہیں کہ وہ دین سے خارج ہو گیا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "السنہ" میں رافضہ کے متعلق لکھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اصحاب محمد ﷺ کو گالی دیتے ہیں اور ان کا نقص کرتے ہیں اور چار علی، عمار، المقداد اور سلمان کے علاوہ باقی تمام ائمہ کو گالی دیتے ہیں اور رافضہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

امام البخاری "خلق افعال العباد" میں کہتے ہیں :
ما ابالی حلیت خلف الجہمی والرافضی ام حلیت خلف الیہود والنصارى، ولا یسلم علیہم ولا یعادون، ولا یناکحون ولا یشہدون ولا توکل ذبائہم۔
میں اس میں فرق نہیں جانتا کہ میں کسی جہمی کے پیچھے نماز پڑھوں یا رافضی کے پیچھے یا یہودی و عیسائی کے پیچھے۔ ان پر سلام نہ کیا جائے، ان کی عیادت نہ کی جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے نہ ان کے جنازے میں حاضر ہوا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ کھایا جائے۔

امام احمد بن یونس (جن کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے کہا جبکہ وہ ایک آدمی سے مخاطب تھے ” اخرج الی احمد بن یونس فان شیخ الاسلام “ احمد بن یونس کی طرف جاؤ کہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔ امام احمد بن یونس کہتے ہیں کہ

لو ان يهوديا ذبح شاة وذبح رافضی لأكلت ذبیحة الیهودی ولم
أكل ذبیحة الرافضی، لان مرتد عن الاسلام -

اگر ایک یہودی ایک بکری ذبح کرے اور ایک رافضی ایک بکری ذبح کرے تو میری یہودی کا ذبیحہ کھالوں گا اور رافضی کا ذبیحہ نہیں۔ کھڑا گا کیونکہ وہ اسلام سے مرتد ہے۔

امام ابن حزمہ ان عیسائیوں کے جواب میں کہتے ہیں جو رافضیوں کے قول سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید تحریف شدہ ہے وہ کہتے:

واما قولهم یعنی النصارى فى دعوى الروافضى تبديل القرآن،
فان الروافضى ليسوا من المسلمين-

اور ان عیسائیوں کا یہ کہنا کہ رافضیوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن محرف ہے تو رافضی مسلمان ہی نہیں ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اپنی کتاب ”الحصار المسلول“ میں کہتے ہیں جس نے یہ گمان کیا کہ قرآن میں نقص ہے یا اس سے کچھ چھپایا گیا ہے یا اس نے قرآن میں ایسی باطنی تاویلات کی، اس کے تمام مشروع اعمال ساقط ہیں ایسے لوگوں کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس نے یہ سمجھا کہ صحابہؓ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے سوائے چند نفوس کے جن کی تعداد دس سے کچھ اوپر تک ہے اور ان کے عام پر فسق کا حکم لگایا پس ایسے شخص کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ ایسا کرنے والا قرآن کی نحوصہ کا انکار کر رہا ہے۔ ان نحوصہ نے متعدد مقامات پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صحابہؓ پر رخصا کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔ بلکہ جو کوئی ایسے شخص کے کفر میں شک کرے اس کا کفر بھی متعین ہے۔ کیونکہ رافضیوں کی اس بات کا خلاف ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کے نقل کرنے والے کفر یا فاسق ہیں۔ یہ آیت { كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ } تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔ جس نے انہیں بہترین قرار دیا وہ قرآن ہے اور اگر ان پہلے لوگوں کے عام کفر یا فسق ہیں تو پھر اس

كا خلاص ۾ ره جاٲا هے ۾ امت شرير ترين امت هے اور اس امت كے
پهله لوگ شرير لوگ تهے۔ اسلام ميں ايسے بنده كا كفر معلوم
هے۔

پهار تك كا بن تيمم ۾ كہا انهم شر من عامة اهل اللہواء
واحق بالقتال من الخوارج} هے شك وه عام ہوس پرستوں سے بهى
بدتر ہيں اور خوارج سے زياده قتال كے حق دار ہيں۔

امم السمعي "الانساب" ميں كہتے ہيں
واجتمعت الامة على تكفير الامامية لانهم يعتقدون تخليل
الصحابة وينكرون اجماعهم و ينسبونهم الى مال يليق بهم
امت كا اس بات پر اجماع هے كہ اماميہ كافر فرق هے كيونك وه
صحابہ كے گمراه ہونے كا عقيدہ ركھتے ہيں اور ان كے
اجماع كا انكار كرتے ہيں اور ان كى طرف ايسى باتوں
كى نسبت كرتے ہيں جن كى نسبت انكى طرف كرنا جائز
نہيں۔

تناقص و فرق ميں عجيب بات ۾ بهى هے كہ حكومت سعوديه (اور
دوسرى حكومتوں كو اس پر قياس كر ليحيے) جو پہلے ان كے ساتھ
دشمنى كا آواز ه لگايا كرتى تهى اور شيعم كے ائندہ خطرے سے متنب
كيا كرتى تهى آج ہم انہيں ديكھتے ہيں كہ وه ان كے قريب ہو
رہے ہيں اور ان كے ساتھ بيٹھ رہے ہيں اور ان كے ساتھ سركارى
سطح ۾ تعلقات استوار كر رہے ہيں۔

ليكن ۾ رہى۔ ان كى { لجنة دائمة للبحوث والافتاء } جس نے كھي
رافضم كے كافر ہونے كا فتوى ديا تھا ايك سوال كے جواب ميں جو ان
كى طرف ايك سائل نے بهيجا تھا جو كہتا هے " ميں ايك ايسے قبيل
سے ہوں جو كہ شمالى حدود ميں رہائش پذير هے ۔ ہم اور عراق كے
كچھ قبائل اكنھے رہتے ہيں۔ ان كا مذهب شيعم بت پرستى كا هے۔ انہوں
نے ايسے قبے بنائے ہوئے ہيں جسے وه حسن، حسين اور على كا نام
ديتے ہيں اور جب وه كھڑے ہوتے ہيں تو كہتے ہيں " يا على ،
يا حسين "۔ ليكن ہمارے قبيل كے بعض لوگوں نے ان كے ساتھ تعامل
روا ركھا حتى كہ نكاح ميں اور تمام احوال ميں۔ ميں نے ان كو كسى

بارِ نَحِيْحَتِ كِي لِيْكَنْ وَه مِيْرِيْ بَات نِيْر سَنِّيْ جَبْكَ وَه بَسْتِيُوْر كِي عَهْدِه دَار لُوْكَ هِيْر۔ مِيْرَا عِلْمِ اِنْ كِي عِلْمِ سِيْ زِيَادِه بَهِيْ نِيْر لِيْكَنْ مِيْر اِسْ بَات سِيْ كَرَاهِيْت كَرْتَا هُوْر اُوْر اِنْ سِيْ اِخْتِلَافِ بَهِيْ نِيْر كَرْتَا جَبْكَ مِيْر نِيْ سِنْ رَكْهَا هِيْ كِه اِنْ كَاذِيْبِيْح نِيْر كَهْلِيَا جَاتَا لِيْكَنْ يِه لُوْكَ اِنْ كَاذِيْبِيْح بَهِيْ كَهَاتِيْ هِيْر اُوْر اِسْ بَات مِيْر اِحْتِيَاظ نِيْر بَرْتِيْ۔ مِيْرِيْ اَبْ جَنَاب سِيْ يِه دَر خَوَاسْتِ اِسْ مَسْئَلِ مِيْر جُو مِيْر نِيْ ذِكْر كِيَا هِيْ، كِه هَمَارِيْ اُوپر كِيَا وَاجِب هِيْ اِسْ كِي تَوْضِيْح فَرْمَاتِيْر؟

تُو لَجْنَةُ كَا جَوَاب يِه تَهَا "اِْكَر حَقِيْقَتِ اِيْسِيْ هِيْ هِيْ جَسْ كَا كِه تُو نِيْ ذِكْر كِيَا هِيْ كِه وَه عَلِيْ وَ حَسَن كُو پِكَا رْتِيْ هِيْر وَغِيْرَه وَغِيْرَه تُو اِيْسِيْ لُوْكَ مُشْرِكْ هِيْر اُوْر شُرِكْ اِكْبَرْ كِي مَرْتَكِبْ هِيْر اُوْر مِلْتِ اِسْلَامِيْ سِيْ خَارِجْ هِيْر۔ يِسْ يِه هِرْ كَزْ جَائِزْ نِيْر كِه هَمْ مَسْلَمَانْ بِيْثِيُوْر كِي شَادِيْ اِنْ كِي سَاَنْهْ كَرِيْر اُوْر نِيْ هِيْ هَمَارِيْ لِيْ يِه جَائِزْ هِيْ كِه اِنْ كِي عُوْرْتُوْر سِيْ نِكَاحْ كَرِيْر۔ نِيْ هِيْ هَمَارِيْ لِيْ يِه جَائِزْ هِيْ كِه هَمْ اِنْ كَاذِيْبِيْح كَهَاتِيْر۔ اِلَلَمْ عَزُوْجَلْ فَرْمَاتِيْ هِيْر:

{وَلَا تُنْكَحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوْا ۗ وَآٰمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكِيٍّ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنْكَحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوْا ۗ وَاعْبُدُوْا مُّؤْمِنِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكِيٍّ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۗ وَاللّٰهُ يَدْعُوْ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۗ وَيُبَيِّنُ آٰيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۗ}

اُوْر مُشْرِكْ عُوْرْتُوْر سِيْ نِكَاحْ نِيْ كَرُوْ يِهَارْ تَكْ كِه وَه اِيْمَانْ لِيْ اُتِيْر اِيْكَ مَوْمنْ لُوْنْدِيْ اِيْكَ مُشْرِكْ عُوْرْتْ سِيْ بَهْتَرِيْ چَاهِيْ تَهِيْر وَه اِچْهِيْ لَگِيْ اُوْر نِيْ هِيْ مُشْرِكْ مَرْدُوْر سِيْ نِكَاحْ كَرُوْ يِهَارْ تَكْ كِه وَه اِيْمَانْ لِيْ اُتِيْر اُوْر اِيْكَ مَوْمنْ خَلِيْمْ اِيْكَ مُشْرِكْ سِيْ بَهْتَرِيْ چَاهِيْ تَهِيْر بَهْلَا مَعْلُوْمْ هُوْ يِه لُوْكَ اِْكَ كِيْ هَرْفِ بِلَانِيْ وَالِيْ هِيْر اُوْر اِلَلَمْ عَزُوْجَلْ جَنَّتْ وَ مَغْفِرَتِ كِيْ هَرْفِ بِلَاتَا هِيْ اُوْر اِيْنِيْ آيَاتِ كُو كَهُوْلْ كَرِيْيَانْ كَرْتَا هِيْ تَاكْ لُوْكَ نَحِيْحَتِ پِكْرِيْر۔

{وَبَا اِلَلَمْ التَّوْفِيْقِ وَ حَلِيْ اِلَلَمْ عَلِيْ مُحَمَّدِ وَعَلِيْ اَلَمْ وَ حَصْبِ وَ سَلْمِ ۗ
"الْجَنَّةُ الدَّائِمَةُ لِلْبِحُوْتِ وَالرَّفَاءِ"

کتابِ رافضیہ میں وارد اہل بیت اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ان سے برأت اور ان کا اس امت سے خارج ہونا

کتاب ”الاحتجاج“ میں ہے املر زین العابدینؑ نے اہل کوہ سے کہا
(ھل تعلمون انکم کثیرالی ابی و خدمتوہ و اعطیتوہ من انفسکم
العہد و الميثاق ثم قتلتموہ و خزلموہ بای عین تنظرون۔الی رسول
اللہ ﷺ و ھو یقول لکم قاتلتم عترتی و انھتم حرمتی فلسن من
امت) کیا تم جانتے ہو کہ تم ہی نے میرے والد کی طرف خط لکھا
اور پھر انہیں دھوکہ دیا اور تم نے خود انہیں پختہ عہد و پیمانہ دیا پھر
تم نے ہی انہیں قتل کر دیا اور انہیں رسوا کر ڈالا تم کس نظر سے
رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھو گے جبکہ وہ فرمائیں گے کہ تم نے
میری اولاد کو قتل کر دیا اور میری حرمت کو رسوا کر ڈالا تم
میری امت میں سے نہیں ہو۔

رابعاً...

جب ہم کتابِ رافضیہ اور ان کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے
ہاں معتمد ہیں تو اس سے ہم ان اقوال و روایت کی حاجت میں نہیں
ہوتے بلکہ ہم تو انہیں اس لیے وارد کرتے ہیں تاکہ { وشہدوا علی
انفسہم } انہوں نے خود اپنے اوپر گواہی دی... کے باب میں خود ان
پر گواہی قائم ہو جائے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے...!

خامساً...

رافضیوں کے جرائم اور ان کی خیانتیں تاریخ کے
صفحات پر پھیلی ہیں اور انہوں نے ان تمام خیانتوں کا
ارتکاب بطورِ دینی اعتقاد کے کیا ہے
لیکن ہم نے ان تمام کا مطالعہ ہر ایک خیانت کی حیثیت کے ساتھ
کیا ہے۔ پس بعض جرائم محض دینی ہیں جو کہ عبادات اور شعائر
سے متعلق ہیں جن کا مقصد دین کی عمارت کو گرانہ اور اس کے
اندر تحریف کرنا ہے۔ بعض جرائم سیاسی ہیں جن کا ارتکاب
غدری اور داخلی قتل عمارت گری کے ذریعے کیا گیا ہے اور

اس کے ساتھ ساتھ بیرونی طاقتوں کی مدد لی گئی ہے تاکہ اسلامی حکومت کی عمارت کو گرایا جائے۔

کچھ جرائم اجتماعی و اخلاقی ہیں۔ تاکہ مسلمان خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لیے رذائل و فحاشیاں ان کے اندر پھیلانی جائیں اور ”متم“ کے نام پر دین کی بنیادوں میں دزاریں ڈالی جائیں۔ پس ہر نے ان تمام کو اس کے مناسب مقام پر ذکر کیا ہے اور یہ تمام ایسے ہیں کہ انہیں دینی جرائم کی حدود سے باہر نہیں نکالا جاسکتا۔ اس تفصیل کے بعد ہر کہتے ہیں...!!

شیعہ کی تاریخی غداریاں اور خیانتیں

تاریخ نے ہمارے لیے عہد خلافت راشدہ سے لے کر اموی، عباسی، عثمانی اور موجودہ ادوار میں گذرتے ہوئے ایسے مظاہر بیان کیے ہیں جو اس قوم کی حریج خیانتوں، غداریوں اور جرائم کا پتہ دیتے ہیں۔ اگر ہر ان تمام قباحتوں کا احاطہ کرنے لگ جائیں تو ہمیں کئی دروس اور لیکچر اور کئی مراحل درکار ہوں گے تاکہ ہم اسے احاطے میں لا سکیں۔

اس لیے یہاں ہمیں یہی کافی ہے کہ ہر ان کی واضح خیانتیں اور جرائم تاریخ کے صفحات سے سامنے لائیں اور ان کی ماحی میں کی گئی خیانتوں اور غداریوں کا موجودہ جرائم کے ساتھ ربط و تعلق بیان کریں تاکہ ہمارے ذہنوں میں صورت واضح ہو جائے جو محض ماحی کے قصے نہ ہوں کہ جن کا حاضر کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہ ہو۔

خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم کا عہد

ان کی سب سے پہلی خیانت اور سب سے پہلا جرم خلیفہ عادل و راشد کے دور میں واقع ہوئی کہ جن کے ذریعے نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے اسلام کو عزت بخشی، یعنی خلیفہ العدل امیر المومنین عمرؓ بن الخطابؓ یہ خیانت اساسی طور پر بھی اپنا خاص اثر لیے ہوئے تھی کیونکہ اسکے بغیر رافضیت کا منصوبہ پوری طرح پروان نہ چڑھ سکتا تھا۔

اس خیانت کا ارتکاب کرنے والا ایک مجوسی فارسی خنزیر ابولود لودہ تھا جو کہ فارس کی عہد فاروقی میں فتح کے بعد ایک غلام تھا۔ یہ مجوسی فارسی اپنے دل میں اس دین کے لیے حسد و کینے ہوئے تھا اور اسی بنا پر اس نے اس دین کی دشمنی میں ایسا منصوبہ ترتیب دیا اور اس ساری سازش کے پیچھے جو دو کردار تھے، وہ تھے ”ہرمزان“ اور ”جفینہ“۔

ہرمزان جو کہ جنگ قادسیہ میں رستم کے لشکر کے میمنہ کا قائد تھا پھر وہ رستم کی ہلاکت کے بعد ملک خوزستان کی طرف فرار ہو گیا اور مسلمانوں سے لڑائی کرتا رہا لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ ایسا کرنے سے عاجز ہے تو اس نے صلح طلب کی تو اسے قبول کر لیا گیا لیکن اس نے غداری کی اور مجزاة بن ثور رخصی اللہ عنہ اور براہ بن مالک رخصی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو مسلمانوں نے اس سے قتال کر کے اسے گرفتار کر لیا اور اسے لے کر عمرہ بن خطاب کے پاس لے آئے تو اس نے ان کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور بہت اچھا عمل کیا اور مدینہ میں رہنے لگا۔ جفینہ النصرانی اہل حیرہ میں سے تھا وہ سعد بن مالک رخصی اللہ عنہ کے ساتھ خلیفہ (اتحادی) بن کے آیا تا کہ اہل مدینہ کی موجودگی میں اس کے اور مسلمانوں کے درمیان صلح کا عہد نامہ لکھا جائے۔

باوجود اس کے کہ امیر المومنین اور تمام مسلمانوں نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا لیکن مجوسی فارسی کا کینہ و بغض دین اور اسلام کی حکومت کے خلاف اس احسان کے باوجود بہت بڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک بہت خطرناک منصوبہ بنایا اور شرعی طور پر ایک عظیم خیانت کے مرتکب ہوئے۔ جبکہ انہوں نے اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی برائی کی بنیاد رکھی جو رافضیوں کے اُتدہ منصوبوں کی پہلی ایجنٹ ثابت ہوئی۔

خبردار! وہ برائی تھی مسلمان حکمران کے خلاف خروج اور خلیفہ کا قتل جسکی موت سے یا اس کے خلاف خروج سے شہروں اور علاقوں میں فتنہ برپا ہو جاتا۔ پھر یہاں یہ بات درج کرتے ہیں کہ یہ خیانت اور یہ جرم رافضیوں کا پہلا جرم تھا حالانکہ اس وقت تک

رافضی فرقہ بالفعل بطور سیاسی فکر و کفر کے ظاہر نہ ہوا تھا۔ اس کے دو سبب ہیں...

(پہلا) مجوسی پہلا شخص تھا جس نے مسلم حاکم کا سیاسی قتل کیا جبکہ وہ اسلام کے خلاف کینہ و بغض چھپائے ہوئے تھا اور یہی وہ ظلمت گاہ ہے جس سے باقی ماندہ رافضیوں نے راہ نکالی۔

(دوسرا) اس کے بعد رافضیوں نے اسے اپنے ہیروز میں شمار کیا اور اسی سے سنتِ قتل کو اپنی بنیاد قرار دیا اور اپنے جرائم کے لیے قانونی حیثیت سے سراہا یہاں تک کہ وہ اپنی کتب میں اس کا ذکر کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے گڑھ ایران میں اس کے لیے ایک قبر اور مزار بھی تعمیر کیا جہاں وہ اس کی قبر کا طواف کرتے اور اس پر نذریں مانتے ہیں۔

اس معاملے میں کتاب "الم تہر للتاریخ" کے مصنف نے کہا "یہ بات جانتی چاہیے کہ ایران کے شہر "کاشان" میں ایک علاقہ ہے جسے "باغیتین" کہا جاتا جو کہ ایک گھمڑ فوجی کی طرف منسوب ہے اور اس میں ابو لولؤ فیروز مجوسی فارسی کتے کی وہی قبر ہے جو کہ خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے جبکہ انہیں اس جگہ کو ایسا نام دیا جس کا معنی ہے "بابا شجاع الدین کی قبر" اور بابا شجاع الدین یہ وہ لقب ہے جو انہوں نے عمر فاروق کو قتل کرنے کے سبب اس خنزیر کو دے رکھا ہے اور اسکی دیواروں پر فارسی میں لکھا ہے

"مرگ بر ابوبکر، مرگ بر عمر، مرگ بر عثمان" جس کا معنی ہے موت ابوبکر کے لیے، موت عمر کے لیے، موت عثمان کے لیے (نعوذ باللہ)۔

یہ زیارت گاہ ایسی ہے کہ جہاں ایرانی زیارت کے لیے آتے ہیں اور وہاں اموال اور نفقات دیتے ہیں۔ یہ جگہ میں (الزرقاوی) نے خود بنفس نفیس دیکھی ہے۔ ایران کی وزارت ارشاد نے اس کی توسیع و تجدید بھی کی ہے جبکہ اس کے علاوہ انہوں نے ایسے مزار کبادی کے کارڈ بھی چھاپ رکھے ہیں جن پر اس زیارت گاہ کی

تصویروں چھپی ہیں جنہیں خطوط و رسائل کے تبادلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

املر ابن، تیمم "المنہاج السنہ النبویہ" میں کہتے ہیں اسی لیے تو دیکھے گا کہ شیعہ ہمیشہ اسلام کے دشمنوں اور مرتدین کی مدد کرتے ہیں جیسے کہ مسیلم کذاب لعین کے اتباع بنی حنیفہ کے لوگ اور ان کے بارے میں (شیعہ) کہتے ہیں کہ یہ لوگ مظلوم تھے جیسے کہ اس صاحب کتاب نے بھی ذکر کیا ہے۔

اسی طرح وہ ابو لولؤہ کافر مجوسی کی نصرت کرتے ہیں اور ان میں سے بعض یہاں تک کہتے ہیں "اللہم ارض عن ابی لوء لوءة واحشرنی معہ" اے اللہ ابو لولؤہ سے راضی ہو جا اور میرا خاتم اس کے ساتھ کرنا۔ جبکہ بعض ان میں اپنی لڑائیوں میں کہتے ہیں "واثرات ابی لوء لوءة" ہائے ابو لولؤہ کا انتقام۔ جس طرح وہ تصویروں میں ایسا کرتے ہیں جب عمر رخصی اللہ عنہ وغیرہ کو قید میں دکھاتے ہیں۔ یہ خنزیر ابو لولؤہ اہل اسلام کے اتفاق کے ساتھ کافر ہے۔ یہ مجوسی تھا آگ کا پجاری اور یہ مغیرہ بن شعم رخصی اللہ عنہ کا غلام تھا جب کہ یہ چکیاں بنایا کرتا تھا اور اس کے اوپر مغیرہ کی طرف سے ہر دن چار درہم خراج مقرر تھا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان اہل الذم کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور جب وہ دیکھتا کہ غلام مدینہ کیسے لائے جاتے تھے تو اسے وہ اپنے ذہن میں بٹھا لیتا (ابن تیمم کا کلام ختم ہوا)۔

پھر ان کا دوسرا جرم ظاہر ہوا جو کہ رافضیوں کا سیاسی جرم ہے اور یہ تھا خلیفہ عثمان رخصی اللہ عنہ کا قتل جبکہ اس کے لیے انہوں نے شبہات کو پھیلایا اور ان کے خلاف قوم کو ابھارا۔ لیکن اس بار یہ جرم باقاعدہ منصوبہ بندی اور گہری فکر کا نتیجہ تھا۔ یہ منصوبہ بہت شدید تھا کیونکہ یہ رافضیت کے حقیقی موجد یہودی عبد اللہ بن سبا (عنہ اللہ علیہ) کے ذہن کی پیداوار تھا یہاں تک رافضیوں کا ایک فرقہ اپنی نسبت بھی اسی سے رکھتا ہے اور وہ اپنے آپ کو "السبائیہ" کہتا ہے۔

عبد اللہ بن سبا، یہ شخص اگرچہ آج کے رافضی ظاہری طور پر اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں لیکن انکی امہات الکتاب میں بڑے رسوخ کے ساتھ وہ باطنی طور پر موجود ہے۔ یہاں تک کہ ان کے محقق علماء نے تاکیداً کہا کہ یہ شخصیت ان کی امہات الکتاب، بلکہ مختلف مصادر اور بعض کتب رجال اور بعض کتب فہم اور بعض فرقوں میں موجود ہے۔

اس کا ثبوت جیسے کہ ”نہج البلاغہ“ میں ہے جسے ابن ابی الحدید نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا، علی رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑا ہوا جبکہ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اسی طرح کتاب الانوار النعمانیہ میں جسے ان کے سید ”نعم اللہ الجزائری“ نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا (انت الہم الحقیقی) آپ حقیقی معبود ہیں۔

جبکہ وہ یہودی الاصل ہے اور منہج و دعوت میں رافضی۔ وہ لوگوں میں خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شرعیت کے بارے میں تشکیک اور فتنہ کھڑا کرانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے بڑی صفائی کے ساتھ خلیفہ کو قتل کر دیا۔ اس سارے عمل میں اس کا بال بھی بیگا نہیں ہوا کیونکہ وہ حقیقت میں ایک امیر کو معزول کر کے دوسرے کو آگے لانا چاہتا تھا بلکہ مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہتا تھا اور دین کے معاملے میں انہیں رسوا کرنا چاہتا تھا۔ پھر اس نے اپنی ان دسیسہ کاریوں کو جاری رکھا اور جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے مکر و جیالوں کے تانے بانے بنتا رہا۔

پھر جب یہ فتنہ ”جنگِ جمل“ کے واقعہ میں بالکل ختم ہونے کو آگیا جب دونوں فریقین میں صلح ہو گئی اور قریب تھا کہ وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو جائے تو وہیں پر اس کے پیروکاروں نے غداری کی اور مسلمانوں کے ساتھ قتال کرنے پر اصرار کرتے ہوئے اصحابِ جمل پر حملہ کر دیا اور لڑائی شروع کر دی تاکہ وہ اس جنگ کے شعلے پھر سے بھڑکا دیں جو ختم ہونے کے قریب تھی۔

یہی تک بس نہیں بلکہ جزبہ لوگوں نے جناب علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تشیع کا اظہار کیا انہوں نے آپ سے طلب کیا کہ عراق کی طرف چلیں اور اسلامی دارالحکومت کو مدینہ سے کوہ منتقل کر دیں۔ کئی بار انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو رسوا کیا اور آپ کی مدد سے رکے رہے۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ شام کی طرف خروج کریں تاکہ وہاں وہ زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کے اتحاد کو جمع کر دیں تو یہ سب ان کی چھاؤنی سے اچانک غائب ہو گئے اور اپنے گھروں کو لوٹ گئے یہاں تک کہ ساری چھاؤنی خالی ہو گئی۔

حتیٰ کہ جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا (ما انتہر الا اسود الثری فی الدعیۃ و تعالیٰ رواۃ حین تدعون الی یأس و ما انتم بثقة) کہ تم لوگ محض باتوں کے شیر ہو اور جب جنگ آتی ہے تو لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ جاتے ہو تم نہایت ناقابل اعتماد ساتھی ہو۔ یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا ”تم ایسے سوار نہیں کہ جزبہ کے ساتھ دفاع کیا جائے، نہ ہی تم ایسے غلبہ والے ہو کہ تمہاری طرف مضبوطی کو پکڑا جائے، اللہ کی قسم تم جنگ میں کوڑے کا لباس ہو، تمہارے خلاف چالیں چلی جاتی ہیں اور تم اپنی چالوں کے جنگ میں کوئی جوہر نہیں دکھایا پاتے ہو اور تمہاری طرف کا نقصان ہو تو تمہیں غیرت بھی نہیں آتی۔“

رافضیوں نے جناب علیؑ کو اس وقت بھی رسوا کیا جب جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جرار عین الثمر کی طرف عراق کے اطراف سے آیا تو رافضیوں کی ناک خاک آلود ہو گئی۔ جب جناب علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دفاع عراق کے لیے ابھارا تو انہوں نے کورا جواب دے دیا یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے متعلق فرمایا :

یا اهل الکوفة کلما سمعتم بمنسر من مناسر اهل الشمر انجدوا۔
کل امریء منکم فی بیتہ، واغلق بام انجدوا۔ الخب فی حجرہ
والخب فی وزارہا، المعرور من غررتموہ ولمن فاز بکم فاز
بالسہم الاخبیب، لا احرار عند النداء ولا اخوان ثقة عند النجاة
ان للہ وان الیہ راجعون۔

اے اہل کوفہ! تم جب بھی شامیوں کے لشکر کی آہٹ پاتے ہو تو تمہارا ہر مرد اپنے گھر میں گھس جاتا ہے اور اس کا دروازہ ایسے بند کر لیتا گویا کہ وہ کسی گویہ کی بل میں ہو اور دھوکہ میں وہ ہے جسے تم نے دھوکہ دیا ہو اور جو کوئی تمہارے ساتھ کامیاب ہوا تو بہت ہی حقیر ترین حصہ کے ساتھ کامیاب ہوا۔ جنگ کے وقت تم دھوکہ باز ہو اور امن کے وقت ناقابل اعتماد ساتھی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب اس رافضی یہودی نے یہ دیکھا کہ شہروں کے سیاسی حالات ویسے ہی ہو گئے ہیں جیسی کہ اس نے منصوبہ بندی کی تھی تو اس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے دین کی اصل کو ڈھانے کی کوششیں شروع کر دیں تا کہ مسلمانوں کے لیے کوئی ایسا نہ رہے جو ان کے تنازعات میں انہیں حق کی طرف لوٹا دے۔

تو اس نے دین کی اس جہت سے اپنا کلمہ شروع کیا جو براہ راست عقیدہ کے متعلق تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سیاسی کے ساتھ دین کے اعتقادی میدان میں بھی فتنے کھڑے کر دیئے جائیں۔ پس اس کے دینی جرائد جسے اس نے شروع کیا جو بعد میں رافضیت کے مذہب کی اصل بن گئے وہ تھا صحابہ کو گالی دینا۔ یہی وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو "الہ" قرار دیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے جلانے کا فیصلہ کیا پھر چھوڑ دیا اور آپ نے "السب" کے لوگوں کو آگ میں جلوا دیا جنہوں نے اس کی اتباع میں آپ رضی اللہ عنہ کو "الہ" قرار دیا اور پھر بعد میں تو یہ بھی نہ کی۔

اس یہودی رافضی نے یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کے فاسد اعتقادات کو مختلط کر کے رواج دینا شروع کیا یہاں تک کہ وہ اس کے پیروکاروں کے دلوں میں راسخ ہو گئے۔ پس رافضیت کے اصول اور اسکی بنیادیں ان تمام مذاہب پر ہی ہیں۔

جناب علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان خیانتوں کا سلسلہ جاری رہا تاکہ ان کاشکار انکے بیٹوں، رسول اللہ ﷺ کے نواسوں اور

جنت کے نوجوانوں کے سردار حسنؓ اور حسین رضی اللہ عنہما کو بنایا جائے۔ انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیانت کی جب انہوں نے باصرار آپ کو ابھارا کہ اہل شلم کی طرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کریں۔ ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا جبکہ وہ ان کی چالوں سے خوب آگاہ تھے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی جبکہ آپ نے دل میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کی طرف مائل تھے۔ جب آپ نے لشکر ترتیب دیا اور اس کا قائد قیس بن عبادہ کو مقرر کیا پھر جب لڑائی میں ایک آواز دینے والے نے قیس بن عبادہ کے قتل کی آواز لگائی تو انکی حقیقت واضح ہو گئی۔ وہ بیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ثابت قدم رہے یہاں تک کہ حسن رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے اور ان کی متاع لوٹے لگے حتیٰ کہ آپ کے نیچے سے قالین بھی کھینچ لیا اور اس کے بعد انہوں نے آپ کو خنجر مار کر زخمی کر دیا تھا۔

بلکہ بعد میں ان کی خیانت اس سے بھی پرے جا پڑی، جب ایک عراقی شیعم مختار بن ابی عبید الثقفی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی اس شرط پر کہ حسن رضی اللہ عنہ کو حوالے کر دیا جائے۔ تو اس نے بعد میں اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا جو کہ اس وقت مدائن کا والی تھا۔ کہنے لگا کیا تو امیر ہونا چاہتا ہے، اس کے چچا نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگا حسن رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر اور اسے لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ سے امن حاصل کر۔ تو اس کے چچا نے کہا:

عليك لعنة الله ائب علي ابن بنت رسول الله ، فلو تقيت ، بئس الرجل انت۔

تجھ پر اللہ کی لعنت ہو میں اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے پر زیادتی کروں، تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ تو بہت برا آدمی ہے۔

یہ حسن رضی اللہ عنہ ان کی خیانت کا قصہ بیان کرتے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کو ترجیح دیتے ہوئے اور ان کے حق میں دستبردار ہوتے ہوئے اور اہل بیت کو خیردار کرتے ہوئے کہا، ”میں سمجھتا ہوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے بہتر

ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ میرے شیعہ ہیں جنہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا اور میرا مال لے لیا، اللہ کی قسم اگر معاویہ میرا خون بہا دے اور میرے گھر والوں کو امن میں کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے گھر والوں کو ضائع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں معاویہ کے ساتھ لڑائی کروں تو یہ لوگ میری گردن پکڑ لیں اور مجھے ان کے حوالے کر دیں، اللہ کی قسم! اگر میں ان سے صلح کر لوں اس حال میں کہ میں آزاد ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں قید ہو کر ان کے پاس آؤں اور وہ مجھے قتل کر دیں۔

عہد بنو امیہ 41 ہجری سے 132 ہجری تک

ان کی خیانتیں۔ اعتقادی میدان کی نسبت سیاسی میدان میں۔ بہت زیادہ ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو جب بھی کوئی ایسا مسلمان خلیفہ مل گیا جو ان کے دین اور انکی دنیا کی سیاست کی بہترین پہرہ داری کرے تو اس وقت ان کے ایسے عقائد کا کچھ بھی قابل ذکر اثر باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ ایسا خلیفہ ہر فتنہ و شیعہ کے ازالہ کے لیے سعی کرے گا۔

اس لیے اس مرحلہ میں انہوں نے سیاسی میدان میں بہت بڑے پیمانے پر خلل پیدا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تاکہ دین میں خلل پیدا کیا جاسکے۔ تو انہوں نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کی بے پناہ حمایت کرنا شروع کر دی اور ان کے بارے میں ایسی خبریں اور روایتیں مبالغہ آمیزی اور جھوٹ کے ساتھ پھیلانا شروع کر دیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یزید اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھوٹی باتیں پھیلانا شروع کر دیں۔ کہا کہ انہوں نے مخلوق پر ظلم روا رکھا ہے اور شریعت کو معطل کر دیا ہے یہاں تک حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کو کوہ بھیجا تا کہ معاملہ کی تحقیق کر کے آئیں۔ جونہی ابن عقیل کو کوہ پہنچے تو اہل کوہ بھاگ کے ان کے پاس آئے اور ان سے بیعت کرنے لگے پھر انہوں نے اہل کوہ کی اس بیعت کی خبر حسین رضی اللہ عنہ کو ارسال کر دی۔

جب والی کو ف عیب اللہ بن زیاد کو معاملے کا پتہ چلا وہ آیا اور اس نے مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا جیسے کہ اس نے اہل کو ف کے شیخ کے سامنے ہانی بن عمرو المرادی کو قتل کیا جو اس کی بیعت کرنے کے لیے بڑے جوش سے جمع ہوئے تھے۔ وہ اس وقت بھی مسلم بن عقیل اور ہانی کے دفاع کے لیے متحرک نہ ہوئے یہاں تک کہ عیب اللہ نے پیسے دے کر ان کی وفاداریوں کو خرید لیا۔

ہائے ری قسمت! کون سا عہد، بلکہ کون سی بیعت تھی جس کو انہوں نے اس کے نافذ ہونے سے قبل ہی نہ توڑا ہو۔ ہائے افسوس کہ! یہ کون سی تاریخ ہے جو ان خیانتوں کو رقم کر رہی ہے تاکہ پہلی تاریخ کو دہرایا جائے؟ پس یہ ”ذم“ اصحابِ رفح کے نزدیک ان دنوں میر اس سے بھی زیادہ سستا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے چند ٹکوں کے عوض بیچ ڈالا۔

پھر کہتے ہیں کہ اس تعامل کے باوجود حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا لیکن وہ ان باتوں کی طرف دھیان دیتے ہوئے نکلے...

* ظلم و ستم کا واقع ہونا۔

* یزید کے عمال کی طرف سے حدود کی پامالی اور حرمت کی توہین۔

* آپ کی طرف سے بیعت کا پیغام بھیجنا۔

* اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کی معیت میں نکلے جبکہ اکثریت انہیں ایسا خروج کرنے سے منع کرتی رہی اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اس سے قبل ان کے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور بھائی حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنا امر پورا کرنا تھا۔

پس! جب یزید کو حسین رضی اللہ عنہ کے آنے علم ہوا تو اس نے آپ کی طرف اپنا لشکر روانہ کیا تاکہ آپ کے اور مسلمانوں کے اتحاد و اجتماع کلم کے درمیان حائل ہو جائے۔ لیکن جب جناب حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور ان کے اپنے شیخ نے انہیں رسوا کر دیا ہے اور وہ آپ کی نصرت سے ہاتھ

كھينچ رہے ہيں تو آپ رضى اللہ عنہ كو اچھي طرح معلوم ہو گيا
كہ آپ ان كى خىانت كے دھوكہ ميں آ گئے ہيں تو آپ نے
يزيدى فوج كے قائد كے سامنے تين شروط ركھيں۔

(۱) يہ كم ميں جہاں سے آيا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔

(۲) يا انھيں چھوڑ ديا جائے تاكہ وہ خود جاكړ يزيد سے ملاقات
كریں۔

* { ايك روايت ميں ہے كہ حسينؑ نے فرمايا حتى اضع يدي على
يديہ تاكہ ميں اپنا ہاتھ يزيد كے ہاتھ ميں دے دوں يعنى اسكى بيعت كر
لوں }

(۳) يا پھر انھيں چھوڑ ديا جائے تاكہ وہ محاذوں پہ چلے جائیں اور
مجاہدين كے شانہ بشانہ جہاد كریں۔

ليكن عبيد اللہ بن زياد نے انكار كيا اور لڑائى كا اعلان كر ديا يہاں
تاكہ آپ رضى اللہ عنہ شہيد ہو گئے۔ يہاں ان كے عجائب و
غرائب ايसे ہيں كہ ان كے علماء بيان كرتے ہيں كہ حسين رضى اللہ
عنہ نے اپنے قتل سے قبل ان كے يعنى شيعہ كے خلاف بد دعا فرمائي
۔ ”اعلارم الوورى“ ميں الطبرسى لكھتا ہے ”دعاء حسين على شيعتہ
قبل استشهاده“ حسين رضى اللہ عنہ كى اپنے شيعہ كے خلاف
شہادت سے قبل بد دعا۔

اللهم ان متعتهم ففرقهم فرقا، واجعلهم طرائق قديا، وان
ترضى الولاية عنهم ابدًا، فانهم دعونا لينصرونا ثم عدوا علينا
فقتلونا

اے اللہ! انكو اگر تو فائدہ دے تو انھيں فرقوں ميں تقسيم كر
دے اور ان كے راستے جدا جدا كر دے اور ان كے واليوں
كو ان كے ساتھ ہميشہ ناراض ركھ كہ انھوں نے ہمیں بلايا
تاكہ ہماری نصرت كریں پھر انھوں نے ہم سے دشمنى كى
اور ہمیں قتل كر ڈالا۔

ليكن ہمیں يہاں وقف تفكر كرنا ہے اور اہل بيت كے خلاف ہونے
والى ان خىانتوں پر غور و تأمل كرنا ہے پس اگر ان كا ان مقدس
لوگوں كے ساتھ يہ سلوك كيا جن كے ساتھ وہ محبت كا دعوى كرتے

ہیں بلکہ ان کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں تو ان کے علاوہ لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہو گا... یہاں عبرت پکڑنے والے کی مانند تامل کی ضرورت ہے۔ پس اگر ان کی خیانتیں اپنے محبوبوں کے ساتھ اس قدر ہیں تو پھر باقی مسلمانوں کے ساتھ کیسی ہوں گی۔ جن کا مظاہرہ آج ہم دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ کافروں کی طرف دوڑتے، بھاگتے جاتے ہیں۔ ان سے دوستیاں لگاتے ہیں اور ان کے کفر میں تعاون کرتے ہیں۔

سب سے اہم ترین بغاوت جو انہوں نے بنو امیہ کے خلاف کی جیسے کہ ”وفیات الاعیان“ میں ہے کہ انہوں نے بنو عباس کی بنو امیہ کے خلاف خروج میں مدد کی۔ خراسان کی حکومت کے گرانے میں بھی اسی مسلم خراسانی کی مدد کی۔ اس نے بعد میں ”ابراہیم بن محمد“ کی بیعت کی طرف لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی۔ جب نصر بن سیاط کو پتہ چلا، جو خراسان میں بنی امیہ کے آخری بادشاہ کا نائب تھا، اس نے مروان کو بیعت کے بارے میں لکھ کر بھیجا تو مروان نے اپنے نائب کو دمشق میں لکھا کہ ابراہیم کو گرفتار کر کے پیش کیا جائے تو اسے پکڑ کر قید کر دیا گیا۔ جب اسے یقینی طور پر پتہ چل گیا کہ مروان اسے قتل کرنے والا ہے تو اس نے اپنے بھائی ”السفاح“ کو وصیت کی اور یہ بنو عباس کی اولاد میں پہلا خلیفہ تھا۔ پھر ابراہیم دو مہینے قید میں رہنے کے بعد فوت ہو گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قتل کر دیا گیا۔

عہد بنو عباس 132-656 ہجری

اس دور میں رافضیوں کی خیانتیں جاری رہی اور وہ ملت میں نئے نئے فتنے لیے ظاہر ہوتے رہے۔ انہوں نے حسب سابق دینی، سیاسی اور اخلاقی میدانوں کی تباہی کا عمل جاری رکھا۔ اس قدر ”ٹارگٹ کلنگ“ کی گئی کہ وہ گنتی کے احاطہ میں لانا مشکل ہے اور تقسیم اس قدر کی کہ خلافت کو چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کر دیا۔ جن کو واپس خلافت کی طرف پرونا مشکل ہو گیا۔

اس زمانے میں ان جرائم کا آغاز اس طرح ہوا کہ انہوں نے ایسی سیاست چلی کہ جس سے خلافت بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا جب انہوں نے

اموی حاکم کے خلاف خروج کیا۔ اس کے بعد انہوں نے خفیہ دعوت کا آغاز کیا کہ ”بنو عباس“ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اس دعوت کو پھیلانے والا کردار تھا ”ابو مسلم الخراسانی“۔ یہ سب اس لیے تھا تاکہ وہ ملک میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو جائیں جبکہ اس کے لیے انہوں نے بنو عباس کے ساتھ اپنی دوستی اور موافقت کا جھوٹا اظہار کیا تو انہوں نے اس کلمہ کو خراسان سے شروع کیا جو کہ سب سے پہلا علاقہ تھا جو امویوں کے ہاتھوں سے نکلا اور یہ سب کرنے والا تھا ابو مسلم الخراسانی۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ کینہ و بغض سے بھرے ہوئے فارسیوں نے اس لڑائی میں مسلمانوں کے خلاف خوب خونریزی کی تاکہ وہ اپنا انتقام لے سکیں۔

حتیٰ کہ اسی ابو مسلم نے بعد میں خلیفہ المنصور کی اطاعت کا دم توڑنے کی کوشش کی جب وہ اپنے بھائی السفاح کی موت کے بعد مسندِ خلافت پر براجمان ہوا۔ یہاں تک کہ ابو مسلم نے غداری کی کوشش کی لیکن المنصور نے اپنی ذکاوت اور فطانت کے ساتھ معاملہ کو ساجھا لیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ابو مسلم کی طرف خوب متنب رہا یہاں تک کہ اسے تدریجاً قریب کر کے قابو کر لیا اور انتہائی برے طریقے سے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ابو مسلم کے ساتھیوں نے انتہائی کوششیں کی تاکہ وہ اس کا انتقام لے سکیں۔ اس کے لیے کبھی وہ سیاسی فتنے کھڑے کر دیتے اور کبھی شبہات پھیلاتے رہتے تھے۔

انہیں کوششوں میں سے ایک کوشش ”سنباب“ کی تھی جس نے المنصور سے ابو مسلم کی نعش حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو منصور نے اسکی طرف ایک لشکر بھیجا جس نے اسے شکست و ریخت سے دوچار کر دیا۔

اس کے بعد ”الرواندیہ“ فارسی شہر ”احصفان“ کے قریب ظاہر ہوئے اور یہ بھی ابو مسلم کی جماعت کے لوگ تھے۔ اس دفعہ وہ بڑے فاسد عقیدہ کے ساتھ سامنے آئے اور انہوں نے خلیفہ المنصور کے بارے میں ”الوہیت“ کا دعویٰ کر دیا لیکن منصور نے ان کے ساتھ لڑائی کی اور ان کا قلع قمع کر دیا۔

اس كے بعد وہ آدمى ظاہر ہوا جس نے ”المقنع“ كالفقار اختيار كيا۔ اسے يہ زعم تھا كہ اللہ تعالىٰ نے نعوذ باللہ سب سے پہلے آدمى ميں حلول كيا پھر نوح ميں، پھر ابو مسلم ميں اور پھر اس كے اندر حلول كيا۔ وہ اپنى ايك خارجہ جماعت نہ صرف بنانے ميں كامياب ہو كيا بلکہ وہ اس كے ساتھ ماوراء النہر كے علاقوں پہ بھى قابض ہو كيا اور اس نے ”كش“ نامى قلع ميں پناہ لى۔ ليكن خليف ”المہدى“ جو ملحدوں اور زنديقوں كے خلاف اپنى شدت ميں بہت مشہور تھا اس نے اس كا تعاقب كيا اور ايك لشكر اس كا محاصرہ كرنے كے ليے بھیجا۔ جب اسے موت كا يقين ہو كيا تو اس نے خود كو اور اپنے گھر والوں كو زہر پلا كر ہلاك كرايا۔

اس سب كے باوجود ”المہدى“ اس فتنہ كو مكمل ختم كرنے ميں نا كمر رہا كيونكہ يہ سب لوگ ہميشہ خفيہ رہتے اور ”نفيہ“ كا سہارا لیتے تھے۔ يہ لوگ ہميشہ خفيہ اور رازدارى سے كام كرتے اور اپنے منصوبوں كے جال بنتے رہتے تھے اور حكومتى اركان كے ساتھ نفاق كا اظہار كر كے ان كى قريبيں تلاش كرنے كے چكر ميں رہتے تھے تاكہ عباسى خلافت ميں اثر و رسوخ حاصل كيا جاسكے اور وہ كسى وزارت كے عہدے پر فائز ہو سكيں۔ پس اس طرح بہت سے رافضى مجوسى بنو عباس كے خلفاء كے ہاں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے ميں كامياب ہو گئے مثلاً البرامكہ، ابو مسلم الخراسانى، الفضل بن سحل المجوسى جو كہ المامون كا وزير اور اس كے لشكر كا قائد تھا اور اس كالفقار تھا ”ذی الرياستين“ يعنى جنگ اور سياست كا وزير۔

يہاں تك ہى نہيں بلکہ انہوں اپنى بيبيوں اور بيبيوں كے نكاح بھى ان ميں كيے پس المامون كى ماں ”المراجل“ فارسى تھى اور اسكى تاثير يہ تھى كہ جب المامون كو حكومت ملي تو اس نے بغداد سے اپنا دار الخلافہ بدل كے فارسى شہر ”مرود“ كو بنالیا اور اس كے ساتھ ساتھ اسلام ميں عجيب و غريب افكار و فلسفے پھيلانے كا سلسلہ شروع كر ديا جيسے كہ اس كا خلق قرآن كا عقيدہ پھيلانا۔

يہ سارى دعوت فارسيت و مجوسيت كى تربيت كا شاخسانہ تھى۔ اس تقرب كا نتيجہ يہ نكلا كہ رافضى مجوسى اپنے افكار و اعتقادات

مسلمانوں كے درميان پھيلانے ميں كامياب ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے جھوٹی احاديث پھيلانے كا سلسلہ بهى شروع كيا اور پھر ان احاديث كو دين كا حصہ قرار دينے لگے۔ اس كے بعد انہوں نے تاريخ كے چہرے كو مسخ كرنا شروع كر ديا اور يہ تاثير ديا كہ اسلام كى تاريخ صحابہ كے درميان نعوذ باللہ مشاجرات و مخالفت كا ملفوف تھى۔ پھر انہوں نے ابو بكر و عمر رضى اللہ عنہما پہ زبانہ طعن دراز كرنا شروع كر ديا اور اس كے ساتھ علم صحابہ كو مٹانے كا شروع كر ديا۔ بلکہ ان كے شعراء فارس كى قديم بزرگى پر بڑے قصيدے كہتے اور اس پہ فخر كرتے تھے جيسے كہ الاحمسي شاعر ان كى بچو كرتے ہوئے كہا ہے...

اذا ذكر الشرك
بمجلس
وان تليت عندهم آية
وانت وجوه بنى
برمكى
اتوا بالحديث عن
مزدكى

* كہ جب ان كى مجلس ميں شرك كا ذكر ہو تو بنو برمك كے چہرے كھل اٹھتے ہيں اور جب كوئى آيت تلاوت كى جائے تو وہ مزدكى كى حديث لے كے بيٹھ جاتے ہيں۔

بلکہ اس قربت كا بد ترين نتيجہ يہ نڪلا جو كہ اسلامى حكومت كے ليے بہت گھمبیر تھا "وہ تھا ان كا خلافت كے بعض علاقوں پہ قابض ہو جانا اور مختلف علاقوں ميں متعدد مستقل رياستیں بنا لینا۔

سب سے پہلے جس نے اسلامى خلافت سے خروج كيا وہ " طاہر بن الحسين الخزاعى " تھا جس نے خراسان كے علاقے كو وليحدہ كر ليا جيسے كہ اس سے پہلے ابو مسلم نے كيا تھا۔ اس كے بعد خلافت ميں تقسيم در تقسيم كا ليك سلسلہ چل پڑا اور خلافت كے ساتھ بہت سى خيانتوں اور جرائم كا ظہور ہوا۔ " القرامط " نے الاحساء اور البحرين، يمن، عمان اور شلم كے علاقوں پہ تسلط جما ليا۔ " البويهيون " نے عراق و فارس كے علاقے قبضے ميں لے ليے اور عبيديوں نے مصر و شلم كے علاقوں پر قبضہ كر ليا۔

لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خالص و کرم سے جب بھی کہیں رافضیوں کی کوئی حکومت یا ان کا کوئی علاقہ ظاہر ہوتا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے لیے ایسے لوگ کھڑے فرما دیتے جو ان کے خلاف جہاد کرتے تھے اور انہیں بدترین عذاب سے دوچار کرتے تھے۔ رافضیوں کی قضاء کا فیصلہ اس وقت ”السلارحہ“ کے سنیوں کے ہاتھوں ہوا جو ولایت بنو عباس کے تابع تھے اور یہ رافضیوں کے خلاف بہت شدید تھے۔ یہ رافضی حکومتیں خارجی حلیبی طاقتوں کے تعاون سے مسلمان علاقوں میں قائم کی گئی کیونکہ اہل السنہ کی موجودگی میں ان کی دال گلتی نظر نہ آتی تھی۔

بنو عباس کے عہد میں القرامطہ کے جن جرائم کو تاریخ نے ہمارے لیے محفوظ رکھا ہے ان میں سے ایک ہے ان کا بنو عباس کے خلاف خروج کرنا اور بنی عبد القیس کے مکانات کو جلانا، پھر 293 ہجری میں کوفہ پہنچنا اور وہاں انہوں نے اس قدر خون ریزی کی کہ مورخین اس کی تاریخ رقم کرنے پہ مجبور ہو گئے۔

عقائد کے میدان میں انہوں نے اہل بیت کے بارے میں تشیع کے بہت سے فاسد عقائد کو ہوا دی پھر اس کے بعد انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے علم غیب کا دعویٰ کر دیا اور اہل بیت کے علاوہ ہر چیز کا انکار کرنے لگے اور علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کا تذکرہ کرنے لگے اور اس دین کو باطل ثابت کرنے لگے۔ اسی لیے القرامطہ فلسفیوں کی کتابوں اور ان کی مجالس کا بہت اہتمام کرتے تھے اور اپنے داعی حضرات کو نصیحت کرتے کہ ”کہ اگر کوئی فلسفی مل جائے تو وہ ہمارے لیے اعتماد کی شے ہے، اس لیے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے راستوں کو مٹانے کی راہ پر ہیں اور اس عالم کے قدیم ہونے کے منکر ہیں۔“

سن 294 ہجری میں القرامطہ کے اسماعیلیوں نے بیت اللہ کا حج کرنے والے حجاج کرام پر حمل کر دیا جبکہ انہوں نے پہلے اپنے بارے میں حاجیوں کو امن میں لیا اور پھر حجاج کرام کے تمام قافلوں کو قتل کر ڈالا اور پھر ہر اس شخص کا تعاقب کیا جو فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ یہاں تک قرامطی لعینوں کی عورتیں مقتولین کے درمیان پانی لیے کھڑی ہو جائیں اور جس کسی میں زندگی کی رُمق

پائیں اسے اکٹھا ہو کر قتل کر دیتیں تھی۔ انہوں نے صرف حاجیوں کے قتل پر ہی اکتفاء نہ کیا بلکہ اس کے بعد ارد گرد موجود کنوئیں میں مٹی اور گند ڈال دیا۔ اسی طرح سن 321 ہجری میں انہوں نے حجاج کرام کے قافلوں کو روک لیا، ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔

تاریخ ان کے جرائم کو ہمارے لیے ایسے ہی ذکر کرتی ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں یہ 1409 ہجری کا واقعہ ہے جب ایران نے کویت کے شیعوں کا ایک گروپ حجاج کی مدد کے لیے بھیجا تو اس گروپ نے مکہ المکرم کے ایک پل کے ساتھ تباہ کن بارود لگادیا جبکہ یہ بارود انہیں کویت میں ایرانی سفیر نے سپرد کیا تھا تو وہ اسے لے کر مکہ بھاگ گئے اور ذی الحجہ کے ساتویں دن شہر کے وقت انہوں نے مسجد حرام کے پڑوس دھماکہ کر ڈالا جس سے وہاں ایک آدمی ہلاک اور سولہ آدمی زخمی ہوئے جبکہ مادی خسائر اس کے علاوہ تھے۔ ان کے انہی دینی جرائم میں سے ایک ہے کہ انہوں نے اپنے ان قبیح افعال سے کہنے اللہ المشرق کو بھی نہیں بخشا۔ چنانچہ انہوں نے 335 ہجری میں کہنے سے حجرِ اسود چوری کر لیا۔

اسی کو بیان کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر، ”البدایہ والنہایہ“ میں لکھتے ہیں کہ قرامط حجرِ اسود کو چوری کر کے اپنے وطن لے گئے۔ عراقیوں کا ایک گروہ نکلا اور ان کا امیر منصور الدیلمی تھا۔ وہ حدیجہ سالر مکہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہاں اس وقت دنیا جہاں کے قافلے جمع ہو چکے تھے۔ حجاج کو بالکل پتہ ہی نہ چلا۔ یہاں تک کہ ترویج کے دن ایک قرامطی اپنی جماعت کے ساتھ ان کے اوپر چڑھ دوڑا۔ اس نے ان کے اموال لوٹ لیے اور ان کا خوب قتل کیا۔ پھر انہوں نے مکہ کے ارد گرد اسکی گلیوں اور چوراہوں میں بہت سے حاجیوں کو قتل کیا۔ اس اثناء میں ان کا امیر ابو طاہر (علیہ لعنہ اللہ) کہنے کے دروازے پر بیٹھا تھا اور لوگ اس کے ارد گرد چیخ رہے تھے جبکہ کہنے کے ارد گرد قتل و خون ریزی جاری تھی ایک ایسے دن جو اللہ کے نزدیک افضل ترین دن تھا اور وہ ملعون اعلان کرتا (انا باللہ و با اللہ انا الخلق و افریقہ ہم) میں اللہ سے اور اللہ مجھ سے ہے، میں مخلوق کو پیدا کرتا ہوں اور اسے

فنا کرتا ہوں۔ جبکہ لوگ وہاں سے بھاگ رہے تھے اور بعض کعب کے پردوں کے ساتھ چمٹ جاتے لیکن پھر بھی وہ بچ نہ پاتے تھے۔

حاجی طواف بھی جاری رکھتے اور ان کو قتل کیا جا رہا تھا۔ پس جب اس قرامطی نے اپنے کلمہ کو پورا کر لیا تو اس نے حکم دیا کہ آپ زمر کے کنویر میں حاجیوں کو دفن کر دیا جائے۔ بہت سے حاجیوں کو جہاں وہ قتل ہوئے وہیں مسجد حرام میں ہی دفن کر دیا گیا۔ ہائے کیسے مقتول تھے اور کیسی اعلیٰ جگہ پہ مدفون ہوئے۔ اس کے ساتھ انہیں نہ غسل دیا گیا نہ ان پہ کسی نے جنازہ پڑھا کیونکہ وہ احرام میں تھے اور شہداء تھے۔ اس کے بعد انہوں نے زمر کے قم کا انہدام کیا اور پھر کعب کا پردہ اٹار لیا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ کعب کی چھت پر چڑھے اور اس کے میزاب (پرنالے) کو اکھاڑ دے تو وہ شخص منہ کے بل نیچے گرا اور مر گیا تو اس کے بعد وہ خبیث رک گیا جس پر وہ میزاب کو نقصان پہنچانے سے باز رہا پھر اس نے حجرِ اسود کو اکھاڑنے کا حکم دیا۔ تو ایک لعنتی آیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں ایک ہتھوڑے سے اسے مارا اور کہنے لگا کہاں ہیں ابابیل پرندے اور کہاں وہ کنکریاں؟ پھر اس نے حجرِ اسود کو اکھاڑ لیا اور اسے لے کر ساتھ چلے گئے پھر یہ ہتھوڑے ان کے ساتھ 22 سال تک رہا یہاں تک کہ اسے واپس لیا گیا، انا للہ وان الیہ راجعون (ابن کثیر کا کلام ختم ہوا)۔

جہاں تک ”الیوبیوں“ کا تعلق ہے تو انہوں نے بھی خلافتِ عباسیہ کے خلاف خروج کیا اور 334 ہجری میں عراق پر قابض ہو گئے اور انہوں نے عباسی خلیفہ المستکفی باللہ کو اتار دیا اور اس کی جگہ ”الفخسل بن المقتدر“ کو لے کر آئے اور اس کو خلیفہ مقرر کر دیا اور اسے ”المطیع للہ“ کا لقب دیا۔

ان کے دینی جرائم میں سے یہ ہے کہ انہوں نے شیعیت کو لوگوں پر فرض کر دیا اور اس پردے کے پیچھے لوگوں میں مجوسیت کے فاسد اعتقادات و افکار پھیلانے شروع کر دیے۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے درمیان شیعہ سنی جھگڑے کو بنیاد بنائے ہوئے بہت

سے فتنے کھڑے کر دیئے۔ ان کے عہد میں حجاب کو گالی دینے کا قبیح عمل بہت زیادہ پھیل گیا۔

یہی وہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے یوم عاشورہ کے دن محرم میں بازاروں کو بند کرنے کی بدعت کو ایجاد کیا، قبے نصب کیے اور عمر کی علم بنائیں اور اپنی عورتوں کو لے کر اس طرح نکلتے کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے چہروں پہ تھیڑ مار رہی ہوتی تھی۔ اس طرح وہ یہ عمل کر کے اپنے اس عقیدے کو لوگوں کے درمیان نشر کرتے۔ انہوں نے اللہ کی ذات باری پر جرأت کی جب ان کے آخری بادشاہ نے اپنا لقب ”الملك الرحيم“ رکھا اور اسے اللہ کے نام کے ساتھ متنازع بنایا۔

جبکہ عبیدی جو فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا جھوٹا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم ان کی اولاد سے ہیں۔ ان کے جرائم بھی کچھ مختلف نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی خلافت عباسیہ کے خلاف خروج کیا تھا۔ جبکہ اس خروج کے لیے انہوں نے انتہائی خفیہ منصوبہ بندی کی اور بلاد مغرب میں اہل بیت کے نام کو استعمال کرتے ہوئے رازدارانہ طریقے سے اپنی دعوت کو پھیلایا۔ پھر جب انہوں نے بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا تو وہ مصر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں خلیفہ کو اتار دیا۔

عقیدہ کے میدان میں ان کے بڑے جرائم یہ تھے کہ جب ان کے حاکم نے مصر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنا ایک قاصد اہل مصر کی طرف بھیجا اور ان سے پکا عہد کیا کہ وہ وہاں بدعتوں کا اظہار نہیں کرے گا، بلکہ سنت کا احیاء کرے گا، لیکن مصر داخل ہوجانے کے بعد انہوں نے غدارى کی اور شیعیت کو لوگوں پہ نہ صرف فرض کر دیا بلکہ اس کا اظہار لازم قرار دے دیا۔ انہوں نے مساجد کے منبروں کو اپنی دعوت پھیلانے کے لیے استعمال کیا اور اپنی بدعتوں کو خوب پھیلایا اور اپنی اذنانوں میں ”حی علی خیر القمل“ کے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔

ان کا حکمران ”الحاکم بامر اللہ“ ظاہر ہوا جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے قاصد ملک کے کونے کونے میں بھیجے جو

وہاں جا کے مجوسی افکار پھیلاتے تھے جیسے تاسخ اور حلول وغیرہ کے عقائد۔ پھر وہ یہ زعم رکھتے تھے کہ روح القدس آدم سے علیؑ کی طرف منتقل ہوئی اور پھر علیؑ کی رو سے ”الحاکم بامر اللہ“ کی طرف منتقل ہو گئی۔ اس کے ان افکار کے سب سے مشہور داعی تھا، محمد بن اسماعیل الدرزی المعروف ”الاشتکین“ اور حمزہ بن علی الزوزنی جو کہ فارس کے شہر ”زوزن“ کے نواح کارہنے والا تھا۔ پھر وہ یہ مہم یعنی الوہیت کا نعرہ لے کر قاہرہ وارد ہوا۔ ان کے دینی جرائع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حاکم بامر اللہ جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے دور میں انہوں نے دو مرتبہ نبیؐ کے جسیر اظہر کو قبر مبارک سے نکالنے کی ناپاک جسارت کی۔

پہلی کوشش اس وقت کی گئی جب بعض زندقوں نے اسے اشارہ دیا کہ نبیؐ کے جسیر اظہر کو مدینہ سے محصر منتقل کر دیا جائے۔ پھر اس نے اس کلمہ کے لیے محصر میں ایک بہت بڑا مزار تعمیر کروایا اور اس پر بہت سے اموال خرچ کیے اور پھر ابو الفتوح کو بھیجا کہ وہاں جا کر جسیر اظہر کو نکال لائے لیکن مدینہ کے لوگ اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اسے ایسی پریشانی نے آلیا کہ وہ اپنے قصد سے باز آگیا (ولہ الحمد والمنة)۔

دوسری کوشش اس وقت کی جب اس نے ایک آدمی کو بھیجا جو جا کے نبیؐ کی قبر مبارک کو کھودے تو وہ قاصد آ کے روخے کے قریب رہائش پذیر ہو گیا اور نیچے سے زمین کھودنے لگا لیکن جلد ہی لوگوں کو پتہ چل گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

پھر جب اللہ عزوجل نے ترک کے السلاجقہ کو ان پر مسلط کیا جو ہر طرف سنت کا احیاء کرتے اور رافضیت کا قلع قمع کر دیتے تھے۔ اس موقع پر جب عبیدیوں کو محسوس ہوا کہ اب وہ سنیوں کی قوت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے اور انہوں نے جان لیا کہ اب وہ ان کا سامنا کرنے سے عاجز ہیں تو پھر وہ اپنے پرانے طریقے کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے اس بار یہ منصوبہ بندی کی کہ اللہ کے دین کے دشمنوں حلیبیوں کی طرف قاصد بھیجے اور انہیں مسلمان علاقوں پر چڑھائی کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ان علاقوں کو اپنا وطن بنالیں اور مسلم علاقوں پر قبضہ کر لیں بجائے اس کے کہ اہل السنہ کا

مذہب پھیلے اور سلجھنے لگے۔ جس شخص نے یہ ساری مکاتبت
حلیبیوں کے ساتھ کی وہ فاطمی افواج کا امیر ”الرفصل“ تھا۔

چنانچہ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے ابن الاثیر کہتے ہیں کہ مصر
کے علویوں نے جب سلجوقی حکومت کی قوت کو دیکھا کہ وہ شلم
سے نئے تک تمام علاقوں پر قابض ہو گئی ہے اور ان کے اور مصر
کے درمیان ”الاقسیس“ نامی ایک چھوٹی ریاست باقی رہ گئی ہے
جو انہیں مصر میں داخلے سے روکے تو وہ خوف کھا گئے اور
انہوں فرنگیوں کی طرف پیغمبر بھیجا اور انہیں دعوت دی کہ شلم
کی طرف خروج کریں اور اس پر قبضہ جمالیں۔

ڈاکٹر العنانی حلیبی حملوں کے معاصر لاطینی
مورخ ”الکفارو الکاسکی“ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”یہ
سب کو معلوم ہونا چاہیے بابا کے عہد میں ”بانہ الثانی“ جس کا بڑا
پرچہ ہے، جانہ فرائڈ، کوئٹ فرائڈلیسیس کی معیت میں اور چند
دوسرے حلیبی شرفاء کے ساتھ جو مسیح کی جائے پیدائش کی
زیارت کا بہت شوق رکھتے تھے وہ سب ”جنوہ“ کے شہر کی طرف
گئے اور وہاں سے وہ ایک جنگی جہاز میں سوار ہوئے جو
”بومیل“ کے نام سے معروف تھا اور وہ سفر کرتے ہوئے اسکندریہ
پہنچے۔ جب ان کا وفد اسکندریہ کی بندرگاہ تک پہنچا تو وہ فاطمی
فوجیوں کی معیت میں بیت المقدس کی بندرگاہ کی طرف گئے یعنی
”بندرگاہ یافہ“۔ لیکن جب انہوں نے شہر میں داخل ہونا چاہا تاکہ وہ
مسیح کی زیارت گاہ تک جا سکیں تو شہر کے پہرے دار نے انہیں
اجازت دینے سے انکار کر دیا اور طلب کیا کہ پہلے وہ داخلے کی
سرکاری فیس ادا کریں اس کے مطابق جو کہ عادتاً مقرر تھی
اور اس کی مقدار ایک ”بیزنٹ“ تھی۔

ڈاکٹر العنانی اس واقعہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ سفر
جسے حلیبی امراء نے طے کیا یہ کوئی خالی دور نہ تھا کہ جس کا
پہلے کوئی معاہدہ نہ طے پایا ہو اور پہلے سے کوئی رابطہ حلیبیوں
اور مصری فاطمیوں کے درمیان نہ ہوا ہو۔ پس یہ ایسے ہی تصور نہیں
کیا جاسکتا کہ حلیبی یونہی من اٹھائے اسکندریہ کی بندرگاہ پہ پہنچ گئے
بغیر اس کے کہ ان کا سامنا رستے میں امن کے مسئولین یا جدید زبان۔

میں سکيورٹی کے اہلکاروں کے ساتھ نہ ہوا ہو اور نہ ہی یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس سے قبل اس قسم کی آمد کے لیے ان کا کوئی باہمی رابطہ نہ ہوا ہو۔ جو چیز اس بات کی تائید کرتی ہے کہ فاطمیوں نے اپنے فوجی دستوں کو بھیجا جو ”بومیل“ میں چھپ کر بیت المقدس کی طرف گئے اور اس سے ان کا مقصد ان امراء کو سلاحہ کے خطرے سے امن میں رکھنا تھا جبکہ اسکندریہ سے بیت المقدس تک آنے جانے کا یہ سلسلہ دو سال تک جاری رہا۔

پھر جب حلیبی لشکر مسلمان علاقوں کی طرف حلیبی حمل کے لیے یورپ سے نکلے تو رستے میں وہ بزنطینی علاقے میں ”السفور“ کی ریاست سے گزرے جہاں کے بادشاہ کوفین نے ان سے عہد لیا کہ وہ اس کیساتھ دوستی اور اطاعت کا رشتہ استوار رکھیں گے اور اس نے انہیں حکم دیا کہ محصر میں فاطمیوں کے ساتھ اتفاق کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ سلاحہ سنیوں کے خلاف بہت شدید ہیں۔ سلاحہ کیوں کے خلاف وہ کسی قسم کی مصالحت کے روادار نہیں جبکہ مسیحی رعایا کے ساتھ وہ بہت نرمی برتتے ہیں اور وہ ہمیشہ مسیحی ریاستوں کے ساتھ تفاہم کے لیے تیار رہے ہیں۔

یہ ساری باتیں بین ثبوت ہیں کہ حلیبیوں اور رافضیوں کے درمیان محبت و الفت کے رشتے بہت قدیم تھے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور آج پھر ایرانی رافضیوں نے حلیبی امریکیوں کے ساتھ مل کر اور شمال افغانستان کے رافضیوں کی مدد سے طالبان کی حکومت کو گرا دیا۔ اسی طرح عراق پر قبضہ جمانے میں ایران نے امریکہ کے ساتھ عراقی رافضیوں کی مدد کی اور پورا پورا تعاون فراہم کیا۔

لیکن کائنات! وہ مسلمانوں کے خلاف اپنے اس برے معاہدے تک ہی محدود رہتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ انطاکیہ کا محاصرہ طوالت اختیار کر گیا ہے تو انہیں خوف لاحق ہوا کہ کہیں حلیبی لشکر مایوس ہو کر واپس ہی نہ لوٹ جائے اور سلاحہ فتح یاب ہو جائیں۔ تو فاطمیوں کے عسکری امیر ”الافضل“ نے اپنے مخصوص سفراء کو حلیبیوں کی طرف بھیجا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان کو ہر وہ چیز غذا اور عسکری امداد فراہم کرنے کے لیے تیار ہے لیکن وہ محاصرہ

چھوڑ كر نہ جائیں۔ تو حلیبی قیادت نے الرافضی كے سفراء كو بڑی گرم جوشی كے ساتھ خوش آمدید کہا پھر اس كے بعد ان كے آپس ميں كئی اجتماعات ہوئے۔

چنانچہ ولیم حوری كہتا ہے جسے ڈاكٹر يوسف الفوانم نے نقل كیا ہے ”جب انطاكيہ كے حلیبی محاصرے كی مدت طو ل پكر گئی تو الرافضی كاسیم كھٹكا اور اس نے کہا كہ سلاحہ كاكسی بھی قسم كا نقصان اس كی فتح كے مساوی ہو گا۔ پس جب الرافضی كے سفیروں كا قافلہ واپس آیا تو وہ تحائف و ہدیے لیے ہوئے واپس لوٹا اور ان تحائف ميں سلاحہ كے چار بہترین آدمیوں كے سر كٹ كر فاطمی بادشاہ كو تحفہ كے طور پہ بھیجے گئے۔

الرافضی نے اسی پہ بس نہ كی بلکہ اس كے ساتھ ساتھ اس نے سلاحہ كو حلیبیوں كے جہاد ميں تنگ كرنے كے لیے اپنی فوجوں كو ”حور“ كی طرف بھیجا اور اسے بزور طاقت فتح كر لیا۔ پھر اگلے سال اس نے اپنی فوجوں كو ليكر بيت المقدس پہ حملہ كر دیا اور وہاں سے ”الاراقم“ كا علاقہ چھڑوا لیا جس كے فوراً بعد حلیبی تیزی كے ساتھ بيت المقدس كی طرف بڑھے۔ گویا كہ پہلے سے طے شدہ امر تھا تو الرافضی نے آگے بڑھ كر بيت المقدس پہ قبضہ كر لیا تاك اسے آسانی سے حلیبیوں كے ہاتھوں ميں دیا جا سکے۔ پھر جب اسے حلیبیوں كی آمد كا علم ہوا وہ اپنی فوج لے كر واپس قاہرہ كی طرف چلا گیا۔

یہ حلیبی فوجیں جو یہاں آ موجود ہوئیں تھیں وہ انتہائی تھكى ہوئی تھیں ، گرمی كی شدت اور طویل محاصرے كے باعث یہاں تك كہ بہت سے پیدل لوگ اور ان كے جانوروں كی اكثريت ہلاك ہو چكى تھی۔ بلکہ وہ حلیبی لشكر جو بيت المقدس كا محاصرہ كرنے كے لیے آیا تھا كوئی بہت بڑا لشكر نہ تھا۔ اس لیے اس بات كا قوی امکان تھا كہ ان كی راہ ميں آسانی مزاحمت كے ساتھ كھڑا ہوا جاسكتا تھا۔ اگر رافضیوں كی ایسی خیانت نہ ہوتی اور حلیبیوں كے ساتھ ان كا ایسا اتفاق نہ ہوتا تو یہ ممكن نہ تھا جبكہ ان كی كل تعداد ایک ہزار پانچ سو گھڑ سوار اور بیس ہزار پیادہ كی تھی۔

یہاں تک کہ ایک مؤرخ "ابن، تفری بردی" نے تعجب کرتے ہوئے کہا " کہ عجیب بات یہ ہے کہ جب حلیبی مسلمانوں کی طرف نکلے تو انکی حالت بھوک اور کمزوری کے باعث انتہائی دگر گور تھی اور ان کے پاس رسد بھی انتہائی کم تھی یہاں تک کہ وہ اکثر مردار کھانے پر مجبور ہوئے۔ جبکہ مسلمانوں کی افواج قوت میں اور کثرت میں تھیں لیکن حلیبی ان کے اندر افتراق پیدا کرنے اور ان کی قوت کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔

شعبان، 492 ہجری۔ میں چالیس دنوں پر محیط ایک لمبے اور خونریز محاصرے کے بعد حلیبی اس بات کے قابل ہوئے کہ وہ بیت المقدس میں داخل ہو جائیں اور شہر پر مکمل قبضہ کر لیں۔ اس کے بعد انہوں نے بیت المقدس میں مسلمانوں کا خوب قتل عام کیا اور مسلمانوں کے علمی ورثہ کو جلا دیا یہاں تک کہ 70,000 مسلمان قتل کر دیئے گئے جن میں بہت سے دین کے آئمہ، علماء اور اللہ کے بندے شامل تھے۔ پورا ایک ہفتہ تک قتل و غارتگری کا یہ بازار گرم رکھا گیا یہاں تک کہ جب حلیبی قائد نے عبادت خانے تک جاننا چاہا تو اس میدان میں بڑی ہوئی نعشوں میں راستہ بنانا پڑا جبکہ خون اس کے گھٹنوں تک آرہا تھا۔

ان عبیدی بادشاہوں کے جرائم میں سے ایک یہ تھا کہ ہر وہ وزیر جو جہاد کی ندا لگانا اور اس کے جھنڈے کو بلند کرنا اور کچھ مدت میں اوپر کے لیول تک پہنچ جاتا وہ اسے فارغ کر دیتے تھے۔ پھر یہ وزیر "الافضل" جب حلیبیوں کا اتحادی تھا تو یہ ان کا بہت مقرب رہا لیکن جب اس نے حلیبیوں کو روکنے کے لیے دمشق کے لوگوں کے ساتھ اتحاد کیا تو اس وقت کے بادشاہ نے اسے قتل کروا دیا۔

اس طرح ان کا وزیر "رضوان بن الولختی" جو لوگوں میں حلیبیوں کے خلاف جہاد کا سب سے زیادہ داعی تھا یہاں تک کہ اس نے ایک نیا محکمہ قائم کیا اور اس کا نام "دیوان الجہاد" رکھا اور اس نے ارمی لوگوں سے وہ مناصب چھیننا شروع کر دیئے جو انہوں نے رافضی عبیدیوں سے حاصل کیے تھے بلکہ اس کے ساتھ

اس نے خلیفہ کو بھی شلم میں قیلم پذیر حلیبیوں کے بارے میں دھمکی دی۔

تو اس وقت کے بادشاہ ”الحافظ“ نے ارمینوں کو قوت دینے کے لیے ان کے ساتھ خفیہ طور پر تعاون شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فاطمی فوجیوں کو اپنے وزیر ”ابن الولختی“ کے پیچھے لگا دیا تا کہ جہاد کی تحریک کو جاری کرنے کی اسے سزا دی جا سکے۔ یہاں تک کہ وزیر شمال کے علاقوں کی طرف بھاگنے پر مجبور ہو گیا تا کہ جہاد کے لیے وہاں سے مدد حاصل کرے جہاں جہاد کے میدان کا ایک شیر موجود تھا ... اور وہ تھا مجاہد عماد الدین زنگی۔

اسی طرح ایک سنی شافعی وزیر ”ابن السلار“ نے حلیبیوں کے خلاف جدوجہد کرنے میں اپنی اٹھک کوششیں کی اور اس نے نورالدین زنگی کے ساتھ رابطے اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا تا کہ وہ بھی فرنگیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لے سکے اور انہیں ایک دوسری جہت سے ضرب لگا سکے لیکن بادشاہ ”الظافر“ کو اس کی خبر ہو گئی اور اس نے اس کے خلاف منصوبہ تیار کیا اور اسے 548 میں قتل کروا دیا۔

اسی طرح عادل وزیر ”طلائع بن زریک“ جس نے وزارت سنبھالتے ہی جہاد کا نعرہ بلند کیا اور حلیبیوں کے خلاف گروہ اور لشکر اکٹھے کرنا شروع کر دیئے لیکن بیت المقدس کو آزاد کروانے کی اس کی خواہش کی تکمیل سے قبل ہی اسے 558 ہجری میں قتل کر دیا گیا۔ جبکہ اس کے خلاف منصوبہ بنانے والا ”شاور السعدی“ تھا جو بادشاہ ”الفاصد“ کے دور میں ایک محکم کا وزیر تھا۔

لیکن جب فوج کے ایک قائد ”ابوالشبال الخمرعلم“ نے بغاوت کرتے ہوئے شاور پر چڑھائی کر دی اور اس سے وزارت چھین لی اور اس کے بڑے بیٹے ”طی بن شاور“ کو قتل کر دیا تو شاور نے مجبور ہو کر عادل بادشاہ نورالدین محمود زنگی سے مدد طلب کی اور اسے وعدہ کیا کہ وہ اس کا نائب بن کے رہے گا اور اسے

محصر كے خراج كا تيسرا حصہ بھى دے گا اور كہا كہ ميں اپنا نقصان پورا كراؤں تو باقى سب تمہارا ہے۔

اس كے باوجود نور الدين اپنى فوج اسكى مدد كے ليے بھيجنے ميں متردد تھا تو اس نے استخارہ كيا تو اس كے بعد اس نے اپنا سب سے بڑا كمانڈر "اسد الدين شر كوه" بھيجا اور اس كے ساٹھ اپنے بھائى كا بيٹا صلاح الدين بھيجا اور انھيں حاكم ديا كہ ساور كو حكومت دوبارہ لوٹا ديں تو اسد الدين نے اپنے حملہ ميں خسر عامر كو ختم كر ديا اور جب 559 ہجری ميں وزارت واپس ساور كے حوالے كر دى۔

ليكن غدارى و خيانت كا خمير ساور كے اندر موجود تھا تو اس نے لوگوں كے ساٹھ برا بر تاؤ كيا اور اپنے وعدے سے مكر كيا۔ پھر اس نے اسد الدين شر كوه سے بھى غدارى كرنا چاہى جب اس نے اسے كہا كہ سامر واپس چلا جائے بغير اس بات كے كہ وہ ساٹھ معاہدہ كے مطابق محصر كے خراج كا تيسرا حصہ بھى بھيجے۔ ليكن اسد الدين نے واپس جانے سے انكار كر ديا اور جاكے "بلييس" شہر ميں قلع بند ہو كيا ليكن ساور جيسے كہ ہميشہ سے رافضيوں مجوسيوں كى عادت رہى ہے ، اس نے بيت المقدس ميں حليبيوں كو نجات كے ليے بلايا اور انھيں محصر پر غلبہ كى طمع دلانى تو حليبيں بالفعل تيزى ادھر ادھمكے اور انھوں نے ساور و ر كى فوجوں كے ساٹھ مل كر بلييس ميں اسد الدين كا محاصرہ كر ليا۔

ليكن اللہ كى رحمت سے محاصرے كے دوران ہى جب انھيں خبر ملي كہ شہر حارم ميں حليبيوں كو نور الدين كے ہاتھوں شكست ہو گئى ہے اور وہ شہر نور الدين كے قبضے ميں چلا كيا ہے اور اب وہ "بانيسا" كى طرف بڑھ رہا ہے تا كہ اس پر قبضہ كر ليں تو رعب حليبيوں كے دلوں ميں گھر كر گيا اور انھوں نے اسد الدين سے كہا كہ وہ صلح كر لے اور امن كے ساٹھ شہر ان كے حوالے كر دے تو اسد نے ديكھا كہ اس كے پاس وقت كمر ہے اور دونوں فريقوں كے مقابلے كى اس كے پاس تعداد بھى نپير تو اس نے 559 ہجری ميں ان كے ساٹھ صلح كر لى اور بہت غصے و قہر كے ساٹھ بلييس شہر سے نكل كيا۔

اس معاملے اور شاور کی اس خیانت کو دیکھتے ہوئے، اور اس کا حلیبیوں کے ساتھ اتحاد دیکھتے ہوئے نیک بادشاہ نور الدین زنگی نے محصر پر دوبارہ حمل کا ارادہ کیا تاکہ عالم اسلام سے خیانت کے گڑھ یعنی فاطمی خلافت کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اسکی طمع پہ بھی تھی کہ رافضیت کا قلع قمع کر کے سنی مذہب پھیلایا جائے۔ پس 562 ہجری میں ماہ ربیع الاول کے نصف میں دمشق سے اسد الدین اور اس کے بھائی کے بیٹے صلاح الدین کی قیادت میں جہادیوں کے قافلے نکلے اور ان کا ہدف فتح تھی۔ لیکن اس فتح کے مقدمات میں ہی اللہ عزوجل نے حلیبیوں اور ان کے اتحادی رافضی مرتدوں کے دل میں رعب ڈال دیا۔ یہاں تک کہ باوجود شاور کے اتحاد کے حلیبی انتہائی خوف زدہ تھے۔

سب سے پہلے معرکے اسد الدین اور شاور اور اسکے اتحادیوں کے ساتھ ”بایین“ کے بلند علاقوں میں ہوئے اور ان معرکوں کا خاتمہ حلیبیوں اور ان کے رافضی اتحادی کی شکست پر ہوا یہاں سب سے عجیب بات جسے مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ صرف دو ہزار سواروں نے حلیبیوں اور محصر کی افواج کو شکست دے دی۔

اسی کرو فر کے ساتھ تیاریاں جاری تھی کہ اللہ کے فضل سے شاور اور فاطمی بادشاہ کے درمیان اختلاف و فرق پیدا ہو گیا اور حلیبیوں نے بھی شاور کا بطور وزیر انکار کر دیا۔ اس جد جہد کا آخر میں یہ نتیجہ نکلا نور الدین کی سپاہ اسد الدین اور اسکے بھائی کے بیٹے صلاح الدین کی قیادت میں محصر پر انکا قبضہ ہو گیا۔

لیکن رافضیوں کا حسد و کینہ ابھی ختم نہ ہوا تھا اور وہ اب بھی چالیں چلنے میں مشغول تھے۔ اب وہ اس کوشش میں تھے کہ عیبیوں کی بادشاہت گرنے کے بعد اسد الدین کی حکومت کو گرایا جائے اور اس کے بعد اس کے بھائی کے بیٹے صلاح الدین کو ہٹایا جائے جس نے 567 ہجری میں عیبی بادشاہ کے نام کا خطبہ مسجدوں میں بند کروا دیا اور دوبارہ عباسی خلیفہ ”المستحیی بامر

اللہ کے نام کا خطبہ جاری کروایا۔ اسی لیے اس کے بعد قائد صلاح الدین ایوب کو قتل کرنے کی کئی کوششیں ہوئیں۔

ذی القعدہ 574 ہجری میں خلافت کے امین نے جو کہ العاصد کے محل میں رہائش پذیر تھا اور یہاں کا انتظام اس کے اور بعض مصریوں کے پاس تھا۔ اس نے ایک شخص کو استعمال کرتے ہوئے حلبیوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ مصری علاقوں پر چڑھائی کریں اور جب وہ اس کی طرف پہنچیں گے اور صلاح الدین الایوبی انکی طرف نکلنے کا ارادہ کرے گا تو وہ پیچھے سے اس پر حمل کر کے اسے اور اس کے انصار کو قتل کر دیں گے پھر وہ باقی افواج کے پیچھے نکلیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا منصوبہ ناکام بنا دیا اور ان کا قاصد جو خط لیکر جا رہا تھا پکڑا گیا۔ صلاح الدین نے فوراً اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو خلافت کے امین کی طرف بھیجا تو انہوں نے اسے بستی کے ایک کونے میں پالیا۔ پھر اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا اور اس کا سر کٹ کے لے آئے اور ساتھ محل کے تمام متولیوں کو فارغ کر دیا گیا۔

پھر دوسری دفعہ صلاح الدین الایوبی کو رافضیوں نے اس وقت قتل کرنے کی کوشش کی جب سوڈان کا لشکر خلافت کے امین کا انتظام لینے کے لیے صلاح الدین کے خلاف اپنے پچاس ہزار افراد کو لیکر معرکہ آراء ہوا۔ پھر ان کے درمیان متعدد معرکے ہوئے اور فریقین کے بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔ پھر صلاح الدین نے ان کے محلے کی طرف مجاہدین کو روانہ کیا جو کہ ”المنصورہ“ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے بعد ان رافضیوں کے محلے کو مکینوں سمیت جلا دیا گیا یہاں تک کہ ان کے آخر میں ”نوران شاہ، الجیزہ“ کے علاقہ کو بھی ختم کر دیا گیا۔

لیکن رافضیوں کو اس حد تک بھی چین نہ آیا یہاں تک کہ مصر میں علوی شیعوں کی ایک جماعت نے فرنگیوں کو بلانے کا ارادہ کیا جن میں مشہور شاعر عمارہ الیمنی، عبد الحمید، کاتب، قاضی العویرسی اور داعی الدعاة عبد الجبار بن اسماعیل بن عبد القوی، قاضی القضاہ بہ، اللہ بن کامل اور صلاح الدین کی فوج کے چند امراء

کی ایک جماعت شامل تھی۔ یہ طے پایا کہ انہیں حقیقہ ، سواحلِ شلم سے بلا کر محصر پر حملہ کی دعوت دی جائے تاکہ انہیں اس کے عوض کچھ مال اور حکومت حاصل ہو جائے۔ پھر جب وہ حکومت لینا چاہیں گے اور صلاح الدین ان کے مقابل نکلے گا تو وہ قاہرہ اور محصر کے اندر سے اس پر حملہ کر کے فاطمیوں کی حکومت بحال کر دیں گے۔

لیکن اللہ کا کرم یہ ہوا کہ ان کا منصوبہ تکمیل سے پہلے ہی پکڑا گیا۔ انہوں نے جس شخص کو اس منصوبہ میں شامل کرنا چاہا ان میں امیر زین الدین علی بن الواثق تھا جس نے اپنی قوم کے خلاف مردہ خمیری کا یہ سودہ کرنے سے انکار کر دیا اور ساری بات کی خبر صلاح الدین ایوبی کو دے دی۔ تو صلاح الدین ان سب کو بلایا اور سب کو علیحدہ علیحدہ پوچھا جس پر سب نے اعتراف کر لیا پھر اس نے سب کو گرفتار کر لیا اور فقہاء سے ان کے متعلق فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا۔ پھر اس نے ان کے سب بڑوں کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں اور پیروکاروں کو معاف کر دیا اور باقی تمام عبیدی لشکریوں کو دور افتادہ علاقوں میں ملک بدر کر دیا۔ اس طرح محصر ایک دفعہ پھر ایک حاصف ستھرے صفحہ کی طرح ہو گیا جبکہ صلاح الدین نے اسے نئے سرے سے مذہبِ اہل السنہ کی طرف لوٹا دیا اور ملک کو دوبارہ خلافتِ عباسیہ کے تابع کر دیا اور پھر وہ نئے سرے سے اپنی صفیر مرتب کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اگر اسے رافضیوں نے اس قدر مشغول نہ کر دیا ہوتا اور اس کے قتل کے لیے اس قدر منصوبے برپا نہ کیے ہوتے تو وہ 583 ہجری میں حاصل ہونے والی فتحِ مبین میں اس قدر تاخیر نہ کرتا۔ کیونکہ وہ سارے رافضیوں کے خلاف قتال میں مشغول رہا پھر جب وہ ان کے ساتھ لڑائی سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی لڑائی کو حلیبیوں کی طرف متوجہ کیا یہاں تک کہ حطین کے فیصلہ کن معرکے کے بعد ”بیت المقدس“ مسلمانوں کے پاس واپس آ گیا۔ اسی لیے صلاح الدین ایوبی کی اس نصرت کو اللہ کے دین کی بزرگی و عزت کا سبب مانا جاتا ہے اور اہل السنہ اسی قدر عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جتنا رافضی اس بطلِ اسلام سے بغض رکھتے ہیں۔

(یہاں امام ابو محصب الزرقاوی شہیدؒ کا پہلا درس
مکمل ہوا)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الرَّافِعِيَّةِ (دوسرا درس)

جب خلافت عباسیہ کا دوسرا دور شروع ہوا تو ہر دیکھتے ہیں کہ
رافعیوں نے دوبارہ سامنے آنا شروع کیا لیکن اس دفعہ ایک نئے روپ
میں اور وہ تھا ”تقیہ کا لباس“ جس کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں تاکہ انہیں
حکومت مل جائے۔ ایسے جیسے کوئی بھیڑیا بکری کا لباس پہن لے
اور اس سے چرواہا دھوکہ کھا جائے اور اپنے ریوڑ کو خطرے میں
ڈال دے اور اپنے دین و دنیا کے امر سے غافل ہو جائے۔

تو وہ بھیس بدل بدل کے بڑے عہدہ داروں کے دروازوں پر اپنے
نفاق کو چھپائے ہوئے جمع ہونے لگے اور سری و جہری انکی اطاعت
کا اظہار کرنے لگے اور اندرون خانہ ان کی سرگرمیاں جاری
رہیں یہاں تک کہ بہت سے عباسی خلفاء ان سے دھوکہ کھا گئے۔
پس دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ وہ ہمیشہ حکومت میں اعلیٰ اور
حساس مناصب اور عہدوں کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں۔

ایسا ہی ایک مشہور رافعی ”ابن العلقمی“ تھا جس کو عباسی
خلیفہ معتصم نے غفلت و خیال میں گرتے ہوئے وزیر بنا ڈالا جبکہ اسے
اس کے اجداد رافعیہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے تھی۔
لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں جس بات کا فیصلہ ہو چکا تھا وہ
ہونے کو تھی اور تاریخ ہمارے لیے رقم کرتی ہے کہ یہ اہل السنہ
کے خلاف ان جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور ہر دور میں ان
کے خلاف گھات لگا کر بیٹھے رہے۔

پس اس کی جزاء عباسی خلیفہ کو کیا ملی کہ اس حاکم ابن العلقمی
نے اپنے رافعی مجوسی استاد نصیر الدین الطوسی کے ساتھ مل
کر ملک کو تباہ کر دیا اور بندوں کو قتل کروا دیا اور خلیفہ کو
معزول کروا دیا جبکہ اس نے تاتاریوں کے بادشاہ ”ہلاکو خان“ کے
ساتھ مراسلت کر کے اسے بغداد پر حملہ کرنے کی طمع دلائی

اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسکی نصرت کرے گا اور اس کے مقابل اس کو حکومت عطا کی جائے گی۔

اس نے خلیفہ کو اس وہم میں مبتلا کر دیا کہ فوج کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہو گئی ہے یہاں تک کہ ان کی کثرت ملکی اقتصادیات پر بوجھ بن گئی ہے۔ جبکہ حکومت کو دوسرے امور میں مال کی بہت ضرورت ہے تو اس نے خلیفہ سے کہا کہ فوج میں کمی کر دے۔ یہاں تک کہ خلیفہ ایسا کرنے پر راضی ہو گیا تو پھر کیا تھا ابن العلقمی نے ایک بعد ایک گروہ در گروہ فوج کو فارغ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ فوج کی تعداد ایک لاکھ اور پھر محض دس ہزار رہ گئی۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”کہ اس حادثہ سے قبل وزیر علقمی اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح فوج میں کمی کر دی جائے۔ حتیٰ کہ المستحصر کے آخری ایام حکومت میں یہ تعداد صرف ایک لاکھ فوج رہ گئی جن میں افسر اور اکابر بہت زیادہ تھے۔ پھر وہ ان کوششوں میں لگا رہا یہاں تک کہ صرف دس ہزار فوج باقی رہ گئی۔ پھر اس نے تاتاریوں سے مکاتبت کی اور انہیں طمع دلوائی کہ ملک پر قبضہ کر لیں اور ان کے لیے اس نے کلمہ آسان کر دیا اور انہیں ساری حقیقت بیان کی اور فوجیوں کی کمزوریاں بیان کی اور اس میں اس کی طمع صرف یہ تھی کہ ”اہل السنہ“ کا مکمل صفایا ہو جائے اور بدعتی رافضیوں کا ظہور ہو اور خلافت فاطمیوں کے ہاتھوں چلی جائے اور علماء و مفتیان قتل کر دیئے جائیں... اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے!

اس وقت علقمی نے ہلاکو کو پیغمبر بھیجا اور اسے بتایا کہ کیسی کمزوریاں ہیں جو عود کر آئی ہیں۔ پھر جب ہلاکو بغداد کو تاراج کرنے نکلا یہاں تک کہ جب وہ شہر کی حدود تک پہنچا تو ابن العلقمی اپنے خاتم داروں کی ایک جماعت لیے اس کے پاس پہنچا۔ ابن العلقمی نے ہلاکو کو ایک منصوبہ بتایا کہ وہ خلیفہ اور اس کے قائدین کو لیکر بغداد سے باہر نکلے گا تاکہ ان سب کا خاتمہ آسان ہو جائے۔

پس! ابن العلقمی واپس ہوا اور خیانت و خُداری کے تانے بانے بننے میں مصروف ہو گیا اور خلیفہ کو کہنے لگا کہ باہر نکل کر اس کے ساتھ ہلاکوسے صلح کر لے اور بہتر ہے کہ اپنے قاضی اور تمام حاشیہ برداروں کو ساتھ لے چل۔ پھر واقعاً خلیفہ اپنے رافضی وزیر کی حمایت کر گیا... کیسے نہ کرتا کہ اسی نے اسے منتخب کیا تھا اور اس پر اعتماد کیا تھا۔ پس! اس سنی کا ایسے مشہور رافضی کو اپنے قریب کرنے کا نتیجہ کیا نکلا؟

نتیجہ وہی نکلا جس کا ان رافضیوں نے منصوبہ بنایا تھا... خُداری و خیانت یہاں تک کہ جب خلیفہ ہلاکوسے پاس پہنچا تو ہلاکوسے خلیفہ کو قتل کرنے کے لیے تیار نہ تھا بلکہ وہ خوف زدہ تھا لیکن ابن العلقمی اور طوسی نے اسکو بھڑکایا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کرنے کی نصیحت کی یہاں تک کہ بالفعل ایسا ہی کر دیا گیا۔ پھر تاتاری بغداد میں داخل ہوئے اور اس میں انہوں نے انسانیت کا بہت بڑا قتل عظیم کیا، کتابیں اور لائبریریاں جلا دی گئی، یہاں تک کہ اہل دم یهود و نصاریٰ باقی بچے اور وہ لوگ بچے جنہوں نے وزیر ابن العلقمی کے گھر پناہ لی تھی۔

چنانچہ امام الذہبی لکھتے ہیں " 656 ہجری میں اللہ کا امر بغداد پر پورا ہو گیا اور وہ اوندھے منہ اپنے چہتوں پر گر گیا اور ایسے بھوسے کی طرح ہو گیا کہ گویا یہاں کبھی کوئی شہر تھا ہی نہیں... انا لله و ان الیہ راجعون... اس شہر میں منگولوں نے اپنے سفلی پن کا مظاہرہ کیا، اوباشوں اور منافقوں نے ان کا ساتھ دیا اور ہر اس شخص نے ان کا ساتھ دیا جو رب العلمین پر ایمان نہ رکھتا تھا اور یہ ابن العلقمی وزیر مسلمانوں پر والی تھا لیکن یہ بہت کٹر رافضی تھا۔ پس جب تاریخوں نے بغداد کو گھیر لیا، جب قوتیں پست ہو گئیں، گلے خشک ہو گئے اور دل حلق کو پہنچ گئے تو ایسے وقت میں وزیر نے خلیفہ معتصر کو اشارہ دیا کہ وہ کہ ہلاکوسے کے ساتھ مذاکرات کرے تو پہلے وہ رافضی خود اسکی طرف نکلا اور اس نے اپنے اور اپنے اہل کے لیے امان حاصل کر لی پھر واپس آیا اور خلیفہ سے کہنے لگا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے بیٹے ابو بکر سے کرنا چاہتا ہے اور اس کلم کے عوض وہ تجھے خلافت پر باقی رکھے گا جیسے کہ باقی

سلاجوقی خلفاء کا حال تھا اور پھر وہ چلے جائے گا تو اس کی طرف جا تا کہ لوگوں کا ناحق خون بہنے سے بچ جائے۔

خلیفہ اپنے حاشیہ برداروں کے گروہ کے ساتھ بادشاہ ہلاکو خان کی طرف گیا تو اس نے اسے ایک خیم میں ٹھہرایا پھر اس کے بعد وزیر علقمی آیا تو اس نے اکابرین کو طلب کیا تاکہ معاہدہ کیا جائے تو جب وہ نکلے تو انہیں قتل کر دیا گیا اسی طرح ان سب کو ہلا کر باری قتل کر دیا گیا۔ پھر بغداد میں تلوار کا راج تھا، عزتیں لٹ گئیں، لوگ قتل ہو گئے اور ہر چیز کو آگ لگادی گئی اور... بغداد میں قیامت برپا ہو گئی... و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم تیس سے کچھ اوپر دنوں تک قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا ہر روز تاتاری ایک محلے میں داخل ہوتے اور اس محلے کا نام و نشان مٹا دیتے یہاں تک کہ خون کی ندیاں بہ گئیں اور پورا شہر مقتولین کی لاشوں سے اٹ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں۔ دس لاکھ اسی ہزار افراد کو تم تیغ کر دیا گیا۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ آٹھ لاکھ افراد قتل ہوئے جبکہ یہ ایسا معاملہ ہے جسے ضبط میں لانا ممکن نہیں۔ پس انہوں نے رستوں، چوراہوں، گھروں اور چھتوں پر اور ہر جگہ قتل عام کیا جس کا شمار نہیں۔ بلکہ یہ ایسی عظیم جنگ تھی کہ اسلام میں اس سے قبل ایسی لڑائی نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان قیدیوں میں خلیفہ کا چھوٹا بیٹا اور اس کے بھائی بھی تھے۔ جبکہ خلیفہ اور اس کے بیٹے احمد، عبد الرحمن اور اس کے اعیان کو قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ کے چچلے علی، حسین، یوسف اور اہل بیت کو قتل کیا گیا۔

محمی الدین رئیس الفلیم ابن الجوزی کے بیٹوں عبد اللہ، عبد الرحمن اور عبد الکریم کو نکالا گیا اور ان کی گردنیں اڑادی گئی۔ جبکہ اس کے علاوہ علماء، امراء اور اکابرین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کیا گیا۔ بغداد پر آگ کا راج تھا یہاں تک کہ اسلام کا دار الخلافہ جل اٹھا، جامع الکبیر جل گئی اور بے مہار آگ نے بد نصیب کتب خانے کی راہ دیکھ لی اور آگ ہر طرف پھیل گئی اور اس سے بچنے والوں میں صرف یہی ملعون رافضی تھے۔

ليكن كوئى ايسى آخرى حد تھى جہاں يہ رافضى رك جائے۔ ان كے جرائم صرف خليفہ اور اس كے حاشيہ برداروں كے خلاف ہي نہ تھے كم اسلامى حكومت كو گرانے كے بعد ختم ہو جائے بلڪم ان كا خسر عام مسلمانوں كے خلاف بهى شديد تر تھا۔ انہوں نے راستے كاٹنے شروع كر ديے، قافلوں كو لوٹنا اور ان كے اموال غصب كرنا اور ہر وسيلے كے ساتھ لوگوں ميں رعب پھيلانا ان مفسدين كا وظيفہ بن چكا تھا۔ يہ اچانك لوگوں كو رستوں اور واديوں سے اچك لے جاتے اور انہيں دور افتادہ علاقوں ميں بے اسرا پھينك ديتے اور جو كوئى مزاحمت كرتا اس كے سينے ميں خنجر گھونپ ديا جاتا تھا۔ پس اس زمانے ميں لوگوں كا يہ دستور تھا كم جب كوئى اپنے گھر سے زيادہ دير كے ليے غائب ہو جاتا تو اس كے بارے ميں سمجھ ليا جاتا كم اسے باطنى فرقہ كے لوگ اٹھا كے لے گئے ہيں اور اسے قتل كر ديا ہے تو اس كے گھر والے اپنے غمگين چہرے ليے افسوس كرنے بيٹھ جاتے كم شايد كہيں وہ كہي لوٹ آئے۔ اس وقت لوگوں كى يہ عادت بن گئى تھى كم وہ عام راہوں پر چلنے سے گريز كرتے تھے۔

پس متورخ۔ ابن الاثير ہمارے ليے باطنى فرقہ كا ايڪ مئوذن كو اغوا كرنے كا واقعہ نقل كرتے ہيں۔ ”ايڪ دن باطنى فرقہ كے لوگوں نے ايڪ مئوذن كو اس كے گھر سے اٹھايا اور اٹھانے والا اس كا ايڪ پڑوسى باطنى تھا تو اس كے گھر والے اس پر نوح و بين كرنے لگے تو وہ اس مئوذن كو ليكر چھت پر چڑھے تا كم اسے دكھائين كم اپنے گھر والوں كى حالت ديكھو كيسے وہ اپنے آپ كو تھيڑ مار رہے ہيں اور رو رہے ہيں جب كم وہ خوف كے مارے من سے ايڪ لفظ بهى نہ نكال سكتا تھا۔“

اسى طرح ايسے بہت سے طريقے تھے جن كے ذريعے وہ مسلم معاشرے كے افراد كو تنگ كرتے اور ان كے اندر رعب پھيلاتے تھے۔ وہ لوگوں كو مختلف حيلے بہانوں سے اغوا كرتے اور انہيں غير معروف جگہوں پر لے جاتے جہاں وہ انہيں قيد كر ديتے يا انہيں قتل كر ديتے تھے۔ جب بهى كوئى انسان ان كے قريب سے گزرتا تو اسے پكڑ كر اپنے كسى ڈيرے كى طرف لے جاتے تھے اور وہاں اسے تعذيب ديتے پھر اسے قتل كر كے اسى ڈيرے ميں اس مقصد كے ليے بنے ہوئے گڑھے ميں پھينك ديتے تھے۔

ان کا طریقہ واردات یہ تھا کہ ان کا ایک آدمی راستے کے شروع میں بیٹھ جاتا اور یہ باطنی کاہی خبیث آدمی ہوتا تھا اور جب بھی کوئی اس راہ پر گزرتے ہوئے اس سے راستہ پوچھتا تو اسے وہ اگلے مرحلے کے راستے کی طرف ڈال دیتا تھا تو وہ مسافر اس کا احسان مند ہو کر اگلے پھندے کی طرف چل دیتا یہاں تک کہ جب ان کے ہتھے چڑھ جاتا تو وہ اسے پکڑ کے قتل کر دیتے اور اس کنویں میں پھینک دیتے تھے۔

لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ لوگوں کو باطنی فرقہ کا یہ طریقہ واردات پتہ چل گیا تو انہوں نے ان سب کو پکڑ کے قتل کر دیا۔ ہوا یوں کہ ایک دن ایک آدمی اپنے دوست کے گھر داخل ہوا تو اس نے اس کے گھر میں بہت سے کپڑے اور جوئے دیکھے تو وہ گھر سے باہر نکل آیا اور اس نے یہ سارا ماجرا لوگوں سے بیان کیا تو لوگوں نے گھر پر ہم بول دیا اور وہاں انہوں نے بہت سے کپڑے دریافت کیے تو وہ اپنے اپنے مقتولین کے کپڑے پہچاننے میں لگ گئے تو لوگ سیخ پا ہو گئے تو سب لوگ ملکر ایک عالم دین ابی القاسم مسعود بن محمد الخجندی الشافعی کی قیادت میں نکلے اور لوگ اپنا اپنا اسلحہ لیکر آئے ، پھر انہوں نے خندقیں کھودیں اور اس میں آگ بھڑکائی گئی اور لوگوں کو حکم دیا گیا کہ باطنی فرقہ کے لوگوں کو فوج در فوج پکڑ کے لایا جائے اور انفرادی طور پر بھی پکڑ کے لائیں اور پھر ان کی خلقت کثیر کو قتل کر کے آگ میں پھینک دیا گیا۔

یہ بات قاری کے علم میں آئی چاہیے کہ رافضی فزاقوں کی سیاہ تاریخ جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کا امن پسند لوگوں کو قتل کرنا، انہیں خوف و رعب میں مبتلا کرنا ... ان کے ایسے ہی جرائم ہیں جنہیں آج وہ ارجس دجل و فرات عراق میں دہرا رہے ہیں۔ آج انہوں نے پولیس میں بھرتی ہو کر اپنے چہرے کو چھپا لیا تاکہ ان کے لیے قانونی اختیار کی راہ آسان ہو جائے۔ وہ آج بے گناہ لوگوں کو گھروں سے اٹھاتے ہیں اور پھر انہیں تعذیب دے کر قتل کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کی عورتوں پر زیادتی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں سے تفتیش کے بہانے اموال لوٹتے ہیں اور کوئی انہیں منع کرنے والا نہیں۔ بلکہ ان کے جرائم اہل السنہ کے اہل علم لوگوں ، علماء ،

پروفیسرز اور ڈاکٹرز، قصاً اور اساتذہ کے قتل میں بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ آج رافضیوں کے علاوہ کون ان کا شکار کر رہا ہے جب ان کو ان تلمذی باتوں کے احکام ان کے مجوسی مرجع سے مل رہے ہیں اور ان کے ایسے بیانات انٹر نیٹ پر بھی شائع ہو چکے ہیں جنہیں ہر عاقل و غیر عاقل نے پڑھ لیا ہے اور جن کے انکار کی کوئی مجال نہیں۔

عہدِ خِلافِ عِثْمَانِيَّةِ

عثمانیوں کا عہد جس میں انہوں نے مسلمانوں کے اندر جہاد کی تحریک کو ایک نئی روح پھونک دی اور دنیا کو نئے سرے سے فتح کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ فتوحات کو بڑھاتے ہوئے یورپ تک جا پہنچے اس طرح کہ صلیبی معرکوں میں جو خسارہ مسلمانوں نے اٹھایا اس کا ازالہ کیا جائے... ایسے زریں عہد میں بھی غداری و خیانت کے مرتکب ہاتھ حرکت میں رہے۔ رافضیت کا فکرو منہج جو یہودی الاصل ہے ہمیشہ مسلمانوں کے کفروں کے خلاف جہاد میں حائل رہا، اس عہد میں نئے سرے سے اٹھا تاکہ عثمانی مجاہدین کو یورپ کو سبق سکھانے سے روک سکے۔ انہوں نے بہت سی علیحدگی کی تحریکیں چلائیں جن میں انہیں اسلام کے دشمنوں کی مکمل حمایت حاصل رہی۔

انہوں نے برطانیہ، پرتگال، فرانس اور روس کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑی گرمجوشی کے ساتھ بڑھایا یہاں تک کہ انہوں نے خِلافِ عِثْمَانِيَّةِ کو کمزور کر دیا اور وہی لوگ خِلافِ عِثْمَانِيَّةِ کے سقوط کا سب سے بڑا سبب تھے۔ انہوں نے مختلف محاذ علیحدگی کی شکل میں شروع کئے پس ”صفوی“ شروان، عراق اور فارس کے علاقوں میں اٹھے اسی طرح بہائی فارس کے علاقوں میں ظاہر ہوئے اور ان کی سرگرمیاں مختلف علاقوں میں جاری رہیں۔ اسی طرح قادیانی ہندوستان میں ظاہر ہوئے اور شلم کے علاقوں میں نحیریم اور الدروز کے فرقے ظاہر ہوئے۔

حرفوی فرق

حرفوی فرق کے سیاسی جرائم میں ایک یہ ہے کہ انہوں نے خلافت عثمانیہ کے خلاف خروج کیا اور سن 1500 عیسوی میں اپنی ایک علیحدہ ریاست قائم کی اور وہاں رافضیت کو بطور دین نافذ کیا اور اسی پر اکتفا کیا بلکہ انہوں نے اہل السنہ کے ساتھ جنگ کی جو کہ وہاں اکثریت میں تھے یہاں تک کہ اس علاقے میں سنیوں کی تعداد 65% تک تھی۔ پھر 1588 عیسوی میں انہوں نے شاہ عباس حرفوی کے عہد میں انگریز کے ساتھ اتحاد کیا اور انہیں اپنے ملک میں بسایا اور ان کے ساتھ ایسے منصوبے بنائے تاکہ خلافت عثمانیہ کے خلاف تحریک چلائی جا سکے۔ ان کے اجتماعات میں انگریز موجود ہوتے تھے جن میں مشہور ”سر انتھونی اور رابرٹ چارلی“ تھے۔

جبکہ ان کے ایسے جرائم جن کا تعلق عقیدہ سے ہے کہ انہوں نے ایرانی حاجیوں کو بیت اللہ، مکہ مکرمہ کی بجائے ”مشہد“ کا حج کرنے کی طرف لگا دیا۔ ان کے شاہ عباس حرفوی نے مشہد میں حج ادا کیا اس کام کو شروع کرتے ہوئے وہ اپنے قدموں پر پیدل چل کے گیا تاکہ لوگوں کو بیت اللہ کے حج سے پھیرے اور خود اس کام کے لیے نمونہ بن جائے۔ اس وقت سے مشہد شہر ایرانی رافضیوں کے لیے ایک مقدس شہر بن گیا ہے۔ حرفویوں نے شاہ عباس کے عہد میں مغربی مشنریوں کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت دی یہاں تک کہ انہیں گرجے تعمیر کرنے کی اجازت دی اور انگریز کے ساتھ اقتصادی، عسکری اور سیاسی تعاون کے پل بنائے۔

چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے ”سلیم واکیم“ نے اپنی کتاب ”ایرانی تہذیب“ میں کہا کہ ”پرتگالیوں کے علاقے میں ظہور کے بعد ایران نے برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار کرنا شروع کیے یہاں تک کہ یہ تعلقات 1857 میں شاہ عباس کے عہد میں ہی ڈپلومیٹک لیول سے بڑھتے ہوئے اتفاق اور دینی سطح پر پہنچ گئے پھر علاقے میں مغرب کے ساتھ تعلقات میں پالیسی کی تبدیلی واضح محسوس کی گئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ شاہ نے ڈپلومیٹس، تاجر، صنعت کار اور فوجیوں کے علاوہ مغربی

مشنریوں اور ان کے پادریوں کو ملک میں آنے کی اجازت دی۔
حتیٰ کہ انہوں نے بہت سے گرجا گھر تعمیر کیے۔

بہائی فرقہ

اس نے بھی خلافت عثمانیہ کے خلاف خروج کیا اور مغربی
استعمار کے ساتھ تعاون کیا اور جہاد فی سبیل کو معطل کرنے کا
آواز بلند کیا بلکہ انگریز استعمار کے خلاف اسے بالکل منسوخ قرار
دے دیا، جس کا مطلب تھا کہ استعمار کے سامنے مکمل طور پر سر
تسلیم خم کر دیا جائے۔ اس فرقہ کے لوگ یہودیوں کے خفیہ کلیوں کے
ساتھ وابستہ تھے جیسے کہ ”خفیہ فری میسن“ جس کا کلر دین
اسلام کا خاتمہ تھا اور اسکی حکومت کو ختم کرنا تھا تاکہ
اسکی کہیں بھی بنیاد قائم نہ ہو۔ اس کے لیے انہوں نے فتور اور
قتل و غارتگری کا سہارا لیا۔

قادیانی فرقہ

اس نے بھی انگریزوں کے ساتھ تعاون کیا جبکہ اس فرقہ کو خود
انگریزوں نے ہی شروع کیا تھا اور اس کے پھیلنے میں خود انگریز
نے مدد دی۔ یہاں تک کہ ان کا ایڈر ڈائری ملعون کذاب سامنے آیا
جس نے پہلے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی المنتظر ہے پھر پلٹا کہا کہ
کہا کہ وہ نبی نبی ہے اور اس نے ساتھ ہی جہاد کی تعطیل کا فتویٰ داغ
دیا تاکہ اپنے پیروکاروں کو انگریز کے خلاف جہاد سے مکمل طور پر
برگشتہ کر دے۔ وہ جہاد کی تعطیل میں اس قدر سخت واقع ہوا گویا
یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ جہاد کے خلاف ہی پیدا کیے گئے
ہیں۔ اسی لیے آج ان کے پیروکاروں کو ہم فلسطین میں دیکھتے
ہیں کہ وہ بہت زیادہ متحرک ہیں تاکہ یہودیوں کے خلاف جاری جہاد
کو رسوا کر سکیں۔

النحیریہ فرقہ

انہوں نے بھی حلبیہ معرکوں کے حلیبیوں کے ساتھ تعاون
کیا اور وہ شلم اور بیت المقدس کے علاقوں میں سقوط کا سبب
تھے۔ اسی طرح انہوں نے تاتاریوں کے ساتھ بھی بلاد شلم کی
تباہی میں تعاون کیا۔

الدروز فرقہ

اس فرقہ نے اپنے بہت سے جوانوں کو حبشیوں کی دفاعی فوجوں میں بھرتی کیا اس طمع میں کہ لبنان اور شلم میں ان کی مستقل حکومت قائم ہونے میں مدد ملے۔ 1967 کی عرب اسرائیل جنگ میں جولان اور اردن میں حبشیوں کی دفاعی فوجوں میں حصہ لیتے ہوئے دروز نے مسلمانوں کو بہت تباہی سے دوچار کیا اور ایسا کرنے میں کسی بوڑھے پر اور نہ ہی کسی بچے پر انہوں نے کوئی رحم نہ کیا۔

خلافت عثمانیہ کے ختم ہوجانے کے بعد جب عالم اسلام حبشیوں کی حلیہ منسوب بندی کے مطابق چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کر دیا گیا اور اس میں رافضی بھی تھے۔ انہوں نے فارس کے علاقوں میں رافضیت کی ایک مرکزی حکومت قائم کی جو ان کے دینی معاملات میں بھی ان کا مرجع تھی۔ پھر وہاں ان کے اہم اجتماعات ہونے لگے۔ پھر تک کہ جب بھی رافضیوں کو کوئی اہم مسئلہ درپیش آتا تو وہاں اکٹھے ہو کر مشورہ کرتے تھے۔ جب کبھی وہ کسی مسئلہ میں عالم رافضیوں کے لیے کوئی فتویٰ صادر کرنا چاہتے ہیں جو ان کے حالات کے موافق ہو تو یہودیوں کی طرح ان کے خفیہ اجتماعات ہوتے ہیں جس میں اس مملکت کو مرکز بنا کر وہ رافضی فکر کو پھیلاتے ہیں اور پھر بعد میں امور کو تھوڑا سا سیاست کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسکی طرف ”خمینی“ کتے نے بھی اشارہ کیا تھا اپنی کتاب ”الحکومۃ الاسلامیہ“ میں اور اس میں اس نے حیرت کے ساتھ اس حکومت کو اللہ کی نشانی قرار دیا ”شریعتِ مداری“۔ اپنی ایک ملاقات میں جو کویت کے ایک رسالہ ”السیاسہ“ کے ساتھ بتاریخ 26 جنوری 1987 میں کی اور اس میں اس نے دو ٹوک بات کہی ”کہ ایران اور قم میں شیعہ کی حکومت قائم ہے اور اس میں اخصاف کرتے ہوئے کہا پوری دنیا میں شیعہ کی ایک عالمی مجلس اعلیٰ کا ہونا بہت ضروری ہے۔

یہ در حقیقت وہی منہج ہے جسے ان کے آج اور امام ”خمینی“ کتے نے اس نداء کے ساتھ قائم کیا ”کہ شاہ کی حکومت کو گرا دیا جائے

اور وہاں کیمونزم کو ختم کیا جائے اور اسکے مقابل ایک عالمی اسلامی انقلاب برپا کیا جائے تاکہ اسلام کے مبادی کو عام کیا جائے۔ اس اسلام سے اسکی مراد رافضی اسلام ہے نہ کہ حقیقی اسلام! بلکہ اس کے اس عمل سے بہت سے اہل السنہ بھی متاثر ہوئے جو ان کی تاریخ سے غافل تھے۔ وہ ملل، عقائد اور النحل کی کتب میں رافضیوں کی خبریں اور ان کے احکام پڑھتے تھے لیکن وہ خیال کرتے کہ یہ پہلے زمانوں کی باتیں ہیں اور اب اس دور میں ایسے شیخ اور ان کے ایسے اصول باقی نہیں رہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی ان کے پاس جا کر رافضیوں کا حکم پوچھتا ہے؟ تو اس کے لیے یہ جواب سامنے آتا ہے کہ وہ کافر ہیں اور نظریاتی جہت سے ان کے خلاف لڑائی واجب ہے لیکن عملی اعتبار سے وہ ایسے آدمی کو ان کے ساتھ تقرب اور اتفاق کی دعوت دیتے نظر آئیں گے۔

یہ بات ذہن میں اور اپنے علم میں اچھی طرح لانی چاہیے کہ ”خمینی“ خنزیر کا کردار خود امریکہ کا تراشیدہ ہے جسے امریکہ نے فرانس کے خفیہ گوشوں میں خود تیار کیا۔ پس اسی طرح امریکیوں اور حبیبونیوں کا منہج ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے تبدیلیاں لاتے رہتے ہیں۔ ایسا اس سبب ہوتا ہے کہ ان کے پہلے ایجنٹ کی تاریخ حلاجیت ختم ہو چکی ہوتی ہے یا پھر کوئی دوسرا ایجنٹ اس لیے آتا ہے تاکہ کوئی نیا سوئیا گیا کلمہ سر انجام دے اور پھر یہ نئے ایجنٹ پہلوں سے زیادہ بہتر انداز میں کلمہ کرتے ہیں اور اپنے آقا کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔

جیسے کہ کتاب ”وجاء دور المجوس“ میں ہے کہ ”خمینی خمینی“ نے دنیا میں اپنے پیروکاروں کے ذریعے ایک ہی نعرہ پھیلایا کہ ”امریکہ دنیا میں ہر مشرقی قوم کی خرابی کے دریئے ہے“ اور خمینی نے لوگوں کو وعدہ دیا کہ وہ امریکہ کے پنچے کلٹ دے گا اور لوگ گمان کرنے لگے کہ اس کے پیچھے کوئی لاوا پک چکا ہے لیکن جب جمہوریت کی حکومت قائم ہوئی تو لوگوں کو انقلابیوں کے عجیب و غریب منظر دیکھنے کو ملے جس کے وہ دعوے کرتے تھے۔

(۱) امریکہ ان ملکوں کی صف میں شامل تھا جس نے اس جدید نظام کو منظور کرتے ہوئے اس کا اعتراف کیا۔

(۲) خمینی کے اس انقلاب نے امریکی سفارت خانہ بھی بند نہ کیا۔

(۳) ایرانی تیل پہلے کی طرح پھر امریکہ کے ذخیرہ خانوں میں جمع کیا جانے لگا اور پھر وہاں سے اسرائیل پہنچنے لگا۔

(۴) ”پروسلنجین“ کا معاہدہ جو امریکی کوششوں کے ساتھ ہوا اس نے خمینی کے ساتھ تین ملاقاتیں کی اور آج تک ان ملاقاتوں کی حقیقتِ حال کا کسی کو علم نہیں۔

(۵) بہت سے امریکی صحافی اپنے کلرپر واپس آگئے اور بعض رسالوں نے ان کی تعداد کا اندازہ سات ہزار بتایا ہے۔

(۶) شاہ نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ اسے امریکی جنرل ”ہویزر“ کی موجودگی کا علم تھا جبکہ ہویزر۔ یورپ میں۔ امریکی ارکان کی قیادت کا نائب تھا۔ شاہ نے کہا کہ میرے جرنیلوں کو ہویزر کے دوروں کا علم نہ تھا لیکن جب اس کی زیارت کی خبر چھپی تو سوویت یونین کے میڈیا نے کہا کہ ہویزر طہران میں ایک عسکری انقلاب کا بندو بست کرنے گیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ ہویزر ایک عرصہ سے ”مہدی بازقان“ کیساتھ رابطے میں تھا۔ یہ وہ انجینئر ہے جو خمینی کے انقلاب کا خالق تھا اور مجھے اٹارنے کے بعد خمینی نے مہدی کو وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز کیا۔ مہدی اور ہویزر اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سارا ڈرامہ کیسے پس پردہ تیار کیا گیا تھا۔

پھر یہ خمینی کتا ایک جھوٹے دین کی دعوت لیے جب اپنی سابقہ فرانسیسی پناہ گاہ سے نکلا اور جب اس کی دعوت کو رافضیوں کی تمام جماعتوں کی تائید حاصل ہو گئی حتیٰ کہ بعض اہل السنہ کے لوگوں کی بھی ، اور پورے ملک پر غلبہ حاصل ہو گیا تو یہی خمینی اپنے اسلاف عبیدیوں اور قراملہ کی راہ سے چل نکلا۔ اہل السنہ کے خلاف مکر و حیل کی راہ پر!۔ وہ اپنی خاطر۔ نجی مجالس میں اہل السنہ کے خون مباح ہونے ، ان کی عورتوں کی شرمگاہوں کے

حلال ہونے اور قوت کے ساتھ انقلاب کو پھیلانے کی باتیں کرنے لگا۔

یہاں تک کہ جن افواہوں میں یہ گمان کیا گیا کہ عراقی نظام نے ہی ایران کے خلاف جنگ شروع کرنے میں پہل کی تھی تو ایسا شخص وہر و گمان میں اور حقیقت سے دور ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خمینی ہی تھا جس نے جنگ کا ارادہ کیا تاکہ عراق کو اپنے ملک فارس میں خسر کر لے جیسے کہ ملک فارس اس سے قبل اوائل دور کے مسلمانوں کے دور میں تھا۔ پس خمینی کے پہنچنے کے بعد ایران نے اپنے ایجنٹ عراق میں داخل کر دیے اور ایرانی نظام نے متعدد بار عراقی سرحدوں پر حملے کیے۔

یہ رافضیوں کا ماضی اور ان کی تاریخ ہے جس کیساتھ وہ آج بھی اپنے حاضر و مستقبل میں ارتکاز کیے ہوئے ہیں۔ وہ اسی تاریخ سے عنوانات لیتے ہیں اور اپنے اسلاف کے بیچ و خیانت کی راہوں پر چلتے ہیں۔ اپنی تاریخ کو ایسا سفر گردانتے ہیں جس سے وہ زاہد راہ لیکر زمانے میں تغیر و تبدل کی راہ چلتے ہیں۔۔۔ اسی ”تقیہ کیساتھ... وہی خفیہ منصوبہ بندی... وہی فاسد عقائد لیے ہوئے!“۔

اے سننے والے! تو اس پر یہ بھی زیادہ کر لے کہ شیعوں کے لیے اس دور میں ایک حکومت موجود ہے، ایک قیادت ہے، ایک موحد سیاست ہے اور ایک مرجعیت کا مرکز ہے جو ان کے لیے تمام امور میں فتوے جاری کرتا ہے۔ جن کا وہ التزام کرتے ہیں۔ آج وہ ظاہر ہو چکے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے ان کی خیانتیں بھی آشکار ہو چکی ہیں۔ اسکی سب سے واضح مثال ہے جو افغانستان میں ایران کی مدد سے وقوع پذیر ہوئی اور اسی طرح عراق میں بھی اس کا مظاہرہ کیا گیا اور بلاد شہر میں بھی، خاص طور پر لبنان میں جہاں ”حزب اللہ“ نامی حزب الشیطان ان کی نمائندگی کر رہی ہے۔ وہ اپنی قوت اور تعلیم ایران سے حاصل کرتے ہیں جو برائی کا مرکز ہے اور ان کے منتظر مہدی ”مسیح الدجال“ کی پناہ گاہ ہے۔

اور لبنان میں... اس ایرانی حکومت نے جو منصوبے بلادِ شام میں چلائے اور لبنان میں خاص طور پر جہاں انہوں مسلح تحریک "حرکۃ الامل" کے ذریعے انقلاب برپا کیا یہ تحریک جس کی بنیاد خمینی کے شاگرد اور اس کے سسر "موسیٰ الصدر" نے رکھی جو ایران سے چلائے اور لبنان میں آکر پناہ گزین ہو گیا تاکہ لبنانی نیشنلسٹی حاصل کر لے اور اسکی مدد سے وہ ارضِ لبنان میں اپنی سرگرمیاں سہولت کے ساتھ جاری رکھ سکے۔ اس تحریک کو مالی مدد ایران سے ملنے لگی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ فلسطینی پناہ گزینوں کے کیمپ میں سنیوں کو ختم کیا جائے جو اپنی فلسطینی زمینوں سے نکالے گئے اور یہاں آباد ہونے پر مجبور ہو گئے۔ جب لبنان پر پناہ گزینوں کے مسئلہ میں بیرونی دباؤ بڑھا تو یہ رافضی حسیونیوں کے حلیف بن گئے تاکہ ان خیم بستیوں میں موجود سنیوں کو ختم کیا جائے اور حسیونیوں کے خلاف کوئی تحریک نتیجہ خیز نہ ہو اور ساتھ ساتھ دشمن کا ساتھ دینے کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔ پھر ان فلسطینیوں کا کوئی بھی حساب و شمار نہ ہو سکے اسی مقصد کے لیے انہوں نے کئی مرتبہ ان خیم بستیوں کو مذبحِ خان بنایا۔

ان حملوں میں سے ایک ہے "عین الرمان" حبر اور شائیل کی خیم بستیوں پر کیے جانے والے حملے جو 1982 میں کیے گئے اور عالمی جرائد نے لکھا کہ یہ سب رافضی تحریک "حرکۃ الامل" کے منصوبوں کا شاہکار تھا۔ چنانچہ "صحیفۃ الوطن" نے اپنے شمارہ نمبر 3688، بمطابق 27 مئی 1985 میں اٹلی کے رسالے "لیو" سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ ایک پناہ گزین فلسطینی جو کئی سالوں سے چلنے کے قابل نہیں تھا اس نے مدد طلب کرتے ہوئے حرکت "امل" کے ارکان کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور ان سے رحم کی اپیل کی جس کا جواب یہ دیا گیا کہ اسے کتوں کی طرح پستول کی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ صحیفہ نے لکھا کہ یہ "بے غیرتی" ہے۔

سنڈے ٹائمز کے مراسلہ نگار نے لکھا کہ "اس ذبح خانے کی صحیح رپورٹنگ بہت مشکل ہے کیونکہ حرکتِ امل انہیں تصویریں لینے سے منع کر رہی ہے اور بغض کو موت کی دھمکیاں تک مل رہی ہیں۔"

اسى خوف كے تحت بعض صحافيوں كو علاقے سے نكال ليا گیا ہے
اس خوف سے كم كمپن انہیں قتل يا اغوا نہ كر ليا جائے كيونكہ ان
مير سے جو كوئى لبنان ميں رہے تو اس كے ليے وہاں كالم كرنا
مشكل ہوگا۔

سنڈے ٹائمز نے يہ بهى ذكر كيا كم متعدد فلسطينيون كو بيروت كے
ہسپتالوں ميں بهى قتل كر ديا گیا ہے اور ان ميں كچھ فلسطينيون
كو گردنيں كلٹ كر ذبح كيا گیا. نيوز ايجنسى ”وكالات الانباء“ نے 6
جنورى 1985 كو يهوديون كى ملٹرى انٹيليجنس كے سربراہ ”ايهود
باراك“ كا بيان نشر كيا ”اس نے پورے وثوق كے ساتھ كہا كم
حركت امل جنوب لبنان ميں اكيلى قوت ہے جو لبنانيوں اور تنظيموں
كے كارندوں كو جنوب لبنان كى طرف سے اسرائيلى اہداف پر
حمل سے روكے ركھے گى۔

ليكن اس كے بعد جب كم دنيا كے سامنے اس خبيث تحريك كا
چہرہ بے نقاب ہو گیا اور يہ بهى سامنے آگيا كم انہوں نے فلسطينى
سنيوں كے خلاف كيسے كيسے ظلم و ستم ڈھائے تو لوگ اس تحريك
كے خلاف كھڑے ہو گئے اور وہ كارڈ جو ايران اس علاقے ميں
كھيل رہا تھا جل گیا اب اس ليے ضرورى تھا كم كوئى نيا طريقہ
ايجاد كيا جائے اور كوئى دوسرى تحريك شروع كى جائے جس كا
ظاہرى چہرہ حركت امل سے مختلف ہو۔

اس مرتبہ ضرورى تھا كم سنيوں اور شيعوں كو قريب كرنے
كا ڈراما كھيلا جائے اور ان كى وحدت كى طرف دعوت دى جائے
اور اسرائيل كے خلاف جنگ كا اعلان كيا جائے اور اسرائيل سے
فلسطينى زمين آزاد كرانے كا مطالبہ كيا جائے۔ پس اس كے ليے ايران
ميں خفيہ ميٹنگس منعقد كى گئى جن ميں ايرانى قيادت نے طے كيا
كم ايك نئى تحريك كى بنياد ركھى جائے جس كى قيادت نئے
لوگوں كے ہاتھوں ميں ہو نہ كم وہ لوگ ہوں جن كى
سابق ”شہرت“ ہے!

پس ”حزب اللہ“ كا تعلق ايران كے ساتھ
فرع اور اصل كا ہے!

اسی لیے حزب نے اپنے تأسیسی بیان بعنوان ” ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟“ میں کہا اور اپنی تعریف یوں بیان کی... ” ہم امت کے بیٹے، ” حزب اللہ“ کا گروہ ہیں وہ کہ جس کے پہلے گروہ کی نصرت اللہ نے ایران میں فرمائی اور اس نے پوری دنیا میں مرکزی اسلامی حکومت کو نئے سرے سے قائم کر دیا، ہم ایک محکم و عادل واحد قیادت کے اوامر کی اتباع کرتے ہیں جس کے ساتھ ایک جامع ولی اور فقیہ ہے اور وہ ایک حاکم۔ اعلیٰ مصلح آیتہ اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی الخمینی (علیہ لعنة اللہ) دام ظلہ ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کو ایک نیا انقلاب دیا اور ان کی نشاتِ ثانیہ کا سبب بنے۔

’اسی طرح حزب الشیطان کی قیادت کے ایک آدمی نے کہا کہ
” ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا حصہ ہیں بلکہ ہم
لبنان میں ایک ایران ہیں اور ایک ایسا لبنان ہیں جو
ایران میں ہے“

ہم (الزرقاوی) کہتے کہ جب ایرانی انقلاب جو خمینی کی قیادت میں برپا ہوا، جس نے اہل السنہ کے خلاف بہت سے ملکوں میں دھماکوں، دہشت گردیوں اور مذبح خانوں کو قائم کیا، جیسے کہ کویت، بحرین، یمن، افغانستان، عراق، اور جیسے کہ ماہِ محرم میں مکہ المکرمہ بیت اللہ میں ہوا، پس یہ سارے سیاسی اعمال جنہیں ایرانی رافضی دین سمجھتے ہیں اور حزب اللہ جنہ کی شاخ ہے، جس نے خود اعتراف کیا کہ وہ اپنی نسبت و موافقت ایران کے ساتھ رکھتی ہے۔ پس ہر ایران کا دشمن ”حزب اللہ“ کا دشمن ہے۔ پس یہ حزب اللہ اہل السنہ کی دشمن ہے چاہے وہ ایک ہزار مرتبہ ”تقیہ“ کا لباس پہن لے اور اس سے وہی شخص غافل رہ سکتا ہے جو اپنی خواہشات کا پجاری ہے یا کسی جہالت کا شکار ہے۔

”کمزوروں کی پہلی کانفرنس“ کے نام سے منعقد ہونے والے اجتماع میں خمینی اپنے علماء اور شیخ داعیوں کے ساتھ آیا اور ان کے درمیان محمد حسین فضل اللہ، حبیبی الطفیلی، تہران میں حرکتِ اہل اللہ کا نمائندہ ابراہیم امین شامل تھے۔ ان لوگوں نے اس نئی تحریک کے لیے جدید خطوط وضع کیے پھر یہ وفد واپس لبنان آگیا اور اس کے بعد علماء و نمائندگان سے رابطے کیے گئے اور پھر دوبارہ خمینی سے

انکی ملاقاتیں کروائی گئیں جو پہلی کانفرنس میں حاضر نہ ہو سکے تھے پھر اس نے حزب اللہ کو آخری شکل دی۔

چنانچہ احمد الموسوی اپنے ایک مقالے میں جو اس نے مجلہ "الشراع" میں لکھا بعنوان "تم کون ہو؟ حزب اللہ" اور اس میں لکھتا ہے "پھر اس تنظیم کے باقی خطوط کو مکمل کیا گیا اور اسکی قیادت میں 12 ممبران داخل کیے گئے جن میں عباس الموسوی، حبیبی الطفیلی، حسین الموسوی، حسن نصر اللہ، حسین خلیل، ابراہیم امین، راجب حرب، محمد یزبک، نعیم قاسم، علی کورانی، محمد رعد اور محمد فنیش شامل تھے۔"

لیکن حزب اللہ کے صرف یہی تاسیسی ارکان نہیں بلکہ ان کے ساتھ حرکت امل اور حزب الدعوة اور دوسری بہت سی قوت والی جماعتیں شامل تھی جو اپنے قائد اور اہل خمینی کے زیر اثر پروان چڑھیں۔ ان میں ایسے بھی لوگ شامل تھے جن کے نام ابھی تک "حیثم راز" میں ہیں!

بالفعل ایران نے حزب اللہ کو قائم کیا اور اس کے عسکری و سیاسی نظام کو خود وضع کیا اور اس کام کے لیے بہت بڑے بجٹ مختص کیے گئے کیونکہ اس حزب سے ان کے "بڑوں" کو بہت سی امیدیں وابستہ ہیں یہاں تک کہ ایران کی مدد اس سفر میں بہت واضح ہو گئی... 1986 کی گرمیوں کے آغاز میں ایک یورپی ڈپلومیٹ کا بیان جو اس نے حکومت کی طرف سے دیا اور اس میں اس نے شہر کے حزب اللہ کے ساتھ نرم رویہ کا ذکر کیا جو کچھ یوں ہے "ایرانی بوئنگ 747 سامان بردار طیارے دمشق ایئر پورٹ کے سائیڈ میں ہفتے میں تین بار آتے ہیں اور خفیف اسلحہ کی ایک بڑی مقدار وہاں اٹارتے ہیں جسے بعد میں انقلابی پھرے داروں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو حزب اللہ کے دمشق کے قریب ٹریننگ سنٹر "الزبدانی" یا بڑے ٹریننگ سنٹروں جو بعلبک کے علاقوں میں ہیں۔ ان کیمپوں میں ایرانیوں کی زیر نگرانی تربیت دی جاتی ہے۔ جو سامان یہاں اٹارا جاتا ہے اس میں ہاون توپیں (مارٹر) اور اینٹی ایئر اسلحہ "سات" طرز کے میزائل شامل ہیں۔ اسی طرح اس قسم کی نقل و حرکت "اللذقیہ" کی بندر گاہ پر بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔

حزب اللہ سے اپنے مفاد حاصل کرنے کے لیے ایران جو بے پناہ وسائل خرچ کرتا ہے ایک اندازے کے مطابق اس کا حجم

* 1990 میں 3.5 ملین ڈالر تھا۔

* 1991 میں۔ یہی اموال 50 ملین ڈالر تک جا پہنچے۔

* 1992 میں اس کا اندازہ 120 ملین ڈالر۔

* 1993 میں۔ 160 ملین ڈالر۔

* جبکہ بعض مصادر کے مطابق حزب اللہ کی مدد کا تخمینہ
رفسنجانی کے دور میں 280 ملین ڈالر بتایا جاتا ہے۔

اموال کا یہ حیرت انگیز حزب کو اس حیثیت میں لانے کے قابل
ہوا کہ وہ صرف ان احکام کی پرواہ کرتی ہے جو اسے ”ذکیت“ کیے
جاتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ کسی داخلی تنگ جھگڑے میں نہیں
الجھتی۔ اس پیسے سے اس نے اپنے قتال کی صلاحیت کو بہت وسعت
دی اور اسی پیسے کے ساتھ لوگوں کی ضرورتوں اور ان کی
وفاداریوں کو خرید لیا۔ آج ان کا بجٹ اتنا بڑا ہو گیا کہ وہ لبنان
کے اندر ایک مستقل حکومت کا درجہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔ آج اس
نے صحت، معاشرت اور تربیت کے میدان میں بہت سے ادارے قائم
کر رکھے ہیں۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر جہادیوں کے ساتھ اگر
اس صورت حال کا موازنہ کیا جائے تو امریکہ یہاں دباؤ ڈال کر
جہادیوں پر جس طرح چاہتا ہے پابندیاں لگوا دیتا ہے کیونکہ پاکستانی
حکومتی مشینری میں اسے اعلیٰ عہدوں پر فائز انتظامیہ اور فوج میں
جنرلوں تک شیعہ و بریلوی نما شیعہ ایجنٹ مل جاتے ہیں۔

لیکن لبنان میں ہونے والی موجودہ حزب اللہ اور اسرائیل کی
جنگ کے بعد جب یہی سوال عالمی سطح پر اٹھایا گیا کہ حزب اللہ
کی لبنان کے اندر اجارہ داری کو ختم کیا جائے لیکن باوجود
مسئلہ کی خطرناکی کے ان کے حیویتی و حلیبی اقا اپنے
مخصوص مفادات کے تحت چپ سادھ لیتے ہیں۔

1982 ميں لبنان پر اسرائيلى حملے کے بعد اس حزب کی بنياد رکھی گئی جو "اسرائيل اور حزب" کے تعلقات کی ایک خطرناک دلالت ديتى ہے تاکہ حسيونيوں کو مجاہدين کی خريبات سے بچانے کے ليے ایک ڈھال علاقے ميں موجود رہے ليکن ایک ايسے طريقے سے جو سابقہ حركت الزامل سے بالكليل مختلف ہو۔ اس دفعہ حزب اللہ اس جھوٹے دعوى کے ساتھ سامنے آئی کہ وہ حسيونيوں کو علاقے سے نکلانے کی اور ان پر خرب لگانے کی قدرت رکھتی ہے۔ اس کے ليے انہوں نے جھوٹے نعرے بلند كيے جس ميں وہ سارے فلسطين کی آزادی کے نعرے لگانے لگے! جبکہ اس کے ساتھ حسيونيوں نے انہیں ہلاکت و تباہی کا "جھوٹا" وعدہ ديا۔

حقيقت ميں۔ وہ ایک ايسی سكيورٹی کی باز بنے بيٹھے ہيں جو اہل السنہ کو بارڈر كراس كرنے کی اجازت نہيں ديتے اور نہ ہی اسرائيلىوں پر خرب لگانے ديتے ہيں۔ بعض جھوٹ جو حزب الشيطان نے نشر كيے انہيں حقيقت ميں بھی اس نے تھوڑا سا متحرك كر ديا تاکہ جمہور عام الناس کو دھوکہ ميں مبتلا كيا جاسکے اور ان کے ايسے جھوٹ کے پلندوں ميں سے بے ...

(۱) جنوب کی آزادی اور يهوديوں کو دھكيلنے كا جھوٹ

جب کہ یہ بات سب کے علم ميں ہونی چاہیے کہ حسيونی فوج کے اعلیٰ عہدے داروں نے اعلیٰ سطح اور ميڈيا پر یہ اعتراف كيا کہ ان كا جنوب لبنان کے كچھ علاقوں سے نكلنا حزب اللہ کی قوت کے سبب نہ تھا بلکہ ان کی ہائی كمانڈ کی طرف سے باقاعدہ آرڈر آئے تھے کہ ان علاقوں کو خالی كر ديا جائے تب حزب اللہ ان علاقوں ميں داخل ہوئی ... تب حسيونيوں کے جانے کے بعد نہ کہ اس سے قبل اور نہ اس کے دوران بلکہ بعد ميں ميڈيا کے كيمرہ مينوں کے ساتھ بغليں بجائے ہوئے وہ اس علاقے ميں داخل ہوئے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہی لڑنے والے فاتحين ہيں!

(۲) دونوں جانب کے مقتولوں كا جھوٹ

وہ مقتول جو لڑائی میں دونوں جانب مارے جاتے ہیں یعنی حزب اللہ اور حبیبونی فوج یہ حقیقت ہے کوئی خیالی بات نہیں۔ لیکن یہ مقتول جو قتل ہوتے ہیں وہ انجانے فوجی ہیں جو نہیں جانتے کہ ان کی قیادت کے اندرون خانہ کیا منصوبے ہیں۔ وہ خود اور ان کے دو جانب مقتولین کی تعداد دعویٰ کی گئی تعداد سے حقیقت میں محدود ترین ہے۔ یہ مقتول تو محض قربانی کے بکرے ہیں جو غیر اعلانیہ باطنی مصلحتوں کی خاطر اپنی جانیں کھیا رہے ہیں اور تاکہ انکی جنگ ظاہراً جاری رہے۔

پس! کسی بھی عقل و سمع اور بصارت رکھنے والے کے لیے کھلی دلیل آگئی... جب حسن نصر اللہ خیبت اپنے خطبوں میں فلسطینی مسئلہ پر بہت زور دیتا تھا اور پورے فلسطین کی آزادی کے نعرے لگاتا تھا اس نے اپنے خطبوں میں ان بیانات سے رجوع شروع کر دیا اور اسی حزب نے متعدد مرتبہ اس بات کا اعلان کیا کہ اس کا خارجی مسائل کے ساتھ کوئی سروکار نہیں وہ تو صرف اپنی زمین چھڑوانا چاہتی ہے نہ کہ ارض فلسطین!! جب شروع میں وہ پوری ارض فلسطین کے دعوے کرتا تھا اور اب صرف بیت المقدس کی بات کرنے لگا۔ اس طرح انہوں نے اس مسئلہ کو محض رمز اور شعار بنانے تک محدود کر لیا تاکہ ”جمہور عام الناس“ پر ان کے جھوٹ کی حکومت چلتی رہے۔ اب وہ صرف ایک عالمی دن مناتے ہیں اور اس کا نام انہوں نے ”عالمی یوم القدس“ رکھ چھوڑا ہے جس دن وہ اپنی عسکریت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ حزب اللہ کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے ان تمام معاہدوں سے جو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ تمام مسلح ملیشیاں کو غیر مسلح کیا جائے... لیکن اس کے پیچھے وہ باقی رہتی بلکہ اسے اور اسلحہ دیا جاتا ہے۔

ایک ضرب المثل ہے کہ {إذا اختلف السراق ظہر المسروق} جب چوروں میں اختلاف ہو گا تو چوری کا مال پکڑا جائے گا اور کہا جاتا ہے کہ {الاعتراف سید الادلة} اعتراف سب سے بڑی دلیل ہے اور کسی کی اپنے اہل پر دی ہوئی شہادت سے بہتر کوئی شہادت نہیں ہوتی۔ پس اسی حزب کے پہلے امین العلم ”حبیبی الطفیلی“ نے حزب سے بہت سی توجیہات میں اختلاف کرتے ہوئے ”الجزیرة چینل“ سے اپنی ملاقات میں کہا ”اگر لبنانی بارڈروں پر حزب اللہ کے علاوہ

كوئى اور ہوتا (يعنى فلسطينى اہل السنہ) تو وہ كسى لہجہ كے ليے اسرئيل كے ساٹھ لڑائى بند نہ كرتے۔ پس اب جو كوئى وہاں جانے كا ارادہ كرتا ہے تو حزب اسے گرفتار كر كے لبنانى سكيورٹى فورسز كے حوالے كر ديتى ہے، پھر وہ مجھے الزام ديتے ہيں كہ ميں اسرئيل كے خلاف دفاع نہيں كرتا؟! ”

اسى طرح يہ خطرناك بيان جولبناز ميں حرڪت فتح كے خفيہ نمائندے سلطان ابى العيينہ نے ديا اور جسے ”القدس العربى“ نے 5 اپريل 2004 كو شائع كيا جس كا عنوان تھا ”حزب اللہ نے جنوب ميں مزاحمت كے اعمال كو ختم كر ديا“ اس نے كہا ”حزب اللہ والے كہتے ہيں كہ ہر ہر مشكل ميں تمہارے ساٹھ ہوں گے ليكن ہر تين سال سے ايسى سخت محيبتوں ميں ہيں ليكن ہمیں سوائے كھوكھلے نعروں كے كوئى بھى مدد نہيں پہنچى۔ جبكہ پچھلے ہفتہ ميں حزب اللہ نے فلسطينى بارڈروں پر مزاحمت كى چار كوششوں كو ناكارہ بنايا اور فلسطينى مزاحمت كاروں كو گرفتار كر كے اعلیٰ محكموں كے حوالے كر ديا“۔ ابوالعيينہ نے اس بات كى تاكيد كرتے ہوئے كہا كہ جنوب لبنان كے بعض علاقوں سے اسرئيلى فوجوں كا انخلاء اس شرط پر عمل ميں آيا كہ جنوب لبنان سے شمال فلسطين كى جانب ايڪ بھى گولى نہيں چلائی جائے گى۔ اس معاہدے كى ايسى كڑى تطبيق كى جارہى ہے كہ حسيونى فوج كے نكلنے سے اب تك اس علاقے سے كوئى بھى مزاحمت كى كوشش نہيں ہوئی اور جتنى بھى يہاں فلسطينيوں كى طرف مزاحمت كى كوششیں كى گئى انہيں حزب اللہ نے ناكارہ بنا ديا اور مجاہدين كو اعلیٰ محكموں كے سپرد كر ديا۔

اس نے اپنے بيان ميں اخصاف كرتے ہوئے كہا كہ ”حزب اللہ“ چاہتى ہے كہ مزاحمت كى يہ تحريك صرف اسى كى ہو اور وہ جو جى چلے كرتى رہى۔ جبكہ حزب اللہ ميں كوئى اس بات كا انتظار نہيں۔ كرتا كہ وہ خود شمال فلسطين كى طرف ايڪ بھى ميزائل فائر كرے۔ ميں اس چيز كا خود گواہ ہوں جو كچھ ہورہا ہے اور اس نے اشارہ كيا كہ حزب اللہ كى مزاحمتى تحريك جنوبى لبنان ميں پہلے سے طے شدہ معاہدوں اور سكيورٹى اتفاقات كے تحت ہے يعنى ايسے اتفاقات جو فريق ثالث كى مدد سے اسرئيل كے ساٹھ طے پائے ہيں۔

اس نے کہا کہ فلسطینی قوم کو چاہیے کہ حزب اللہ پر کسی قسم کا اعتماد نہ کرے بلکہ اسے خود اپنے زور بازو پر بھروسہ کرنا ہوگا کیونکہ حزب اللہ کے اپنے اہداف و سیاسی مقاصد ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ آخری فلسطینی تک ہر سے لڑے بلکہ ہر حزب اللہ سے کہیں گے کہ اپنا واضح موقف بیان کرے!

آخر میں ہر (الزرقاوی) کہتے ہیں کیا یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ حزب اسرائیل کی دشمن ہے؟ جیسے کہ ان کا گمان ہے! پھر یہی حزب بیروت کے وسیع میدانوں میں اپنی عسکری قوت کا مظاہرہ کرتی ہے جسے میڈیا کے چینل ڈائریکٹ نشر کرتے ہیں، جہاں حسن نصر اللہ اپنے تخت پر رونما ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے حاشیہ بردار اور مہمان بیٹھے ہوتے ہیں۔ پھر اس کے سامنے سے عسکری گروہ پریڈ کرتے ہوئے گذرتے ہیں اور اسرائیل کے لیے موت کے نعرے لگا رہے ہوتے ہیں اور پھر اسرائیل ہاتھ بندھا ہوا عاجز بن کر اس آنے والے دشمن کی طرف تکتا رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں کر پاتا!... جبکہ وہی اسرائیل دوسری جانب معذوری کی متحرک کرسی پر بیٹھے ایک شخص کو برداشت نہیں کرتا اور اسے فجر کے اندھیروں میں دور سے میزائل مار کر شہید کر دیتا ہے!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رافضی حکومت لبنان کے مسئلہ کا اس قدر اہتمام کیوں کرتی ہے؟

اس سوال کا جواب ان کے اسلام کا ”حج“ روحانی خود دینا ہے۔ وہ لبنان میں ایران کا سفیر تھا اور اس نے ایک ایرانی رسالے ”اطلاعات“ کو جنوری 1984 کے اوآخر میں اثر ویو دیا۔

روحانی لبنان کے بارے میں کہتا ہے:
”لبنان اس وقت 1977 کے لبنان کے مشاہ ہوچکا ہے اور اگر ہر اس کا بغور جائزہ لیں تو ان شاء اللہ جلد لبنان ہمارے اختیار میں آجائے گا۔ لبنان کے محل وقوع کی بنا پر چونکہ وہ علاقے کا مرکز ہے اور جب وہ اسلامی جمہوریت کی راہ پر چلے گا تو باقی علاقہ بھی اس کی پیروی کرے گا۔ پھر اس نے کہا کہ ہر نے لبنان میں اپنے سفارت خانے کے ذریعے ایسا

ماحول پيدا كر ديا ہے جس كے سبب اہل السنہ اور شيعہ
كى آراء اسلامى جمہوريت اور امام خمينى كے بارے ميں
ايك جيسى ہو گئى ہيں۔

آج كے رافضيوں كے جرائم

پس! یہ رہا امريكہ جو افغانستان و عراق كے خلاف رافضى ايران
كى مدد و تعاون كا اعتراف كر رہا ہے۔ امريكى وزيره خارجہ ”كونڈا
ليز رايس“ ايك نيوز ايجنسى سے اپنى ملاقات ميں بيان ديتى ہے كہ
”اقوام متحده نے ايران و امريكہ رابطوں كو بڑے منظم
طريقے سے ”جنيف“ كے نام كے تحت آسان بنايا تا كہ ايسى
عملى مشكلات كا حل نكالا جائے جو افغانستان ميں درپيش
ہيں پھر ان بحثوں كا دائرہ عراق تك وسعت اختيار
كر گيا۔“

رايس نے اشارہ كيا كہ كچھ مرحلہ قبل امريكى نمائندہ ”ظلمے
خليل زاد“ ايرانيوں كے ساتھ مذاكرات ميں امريكىوں كى
نمائندگى كرتا رہا ہے جيسے كہ اس سے قبل اس نے كہا تھا كہ
بعض عملى مشكلات كے حل كى ضرورت ہے اور پھر اسكا
دائرہ عراق تك وسيع ہونے كا اس نے ذكر كيا۔

یہ رہے رافضى جو اس تعاون كا نہ صرف اعتراف كرتے ہيں بلکہ
اس تعاون و مدد پر جو انہوں نے امريكىوں كو دى، فخر كرتے ہيں۔
ايرانى پارليمنٹ اور قانون كے امور كا وزير جو 15 جنورى 2004
ميں عرب امارات ميں ہونے والى كانفرنس، جو مركز الامارات
للدرسات الاستراتيجيه ميں ابو ظبى كى زير حداثت منعقد ہوئى، ميں
اعلانہ كرتا ہے كہ

”ايران نے امريكہ كى جنگ ميں افغانستان اور عراق كے
خلاف بہت مدد كى اور اس نے تاكيد كرتے ہوئے كہا كہ
اگر ايرانى تعاون نہ ہوتا تو كابل و بغداد كا سقوط اتنى آسان
كے ساتھ ممكن نہ ہوتا!“

”الشرق الاوسط“ نے اپنی اشاعت 9 فروری 2002 میں رئیس مجلس تحقیق محصلہ النظام ”رفسنجانی“ کا بیان نقل کیا جو اس نے طہران یونیورسٹی میں اپنے ایک لیکچر میں دیا کہ

”ایرانی فورسز نے طالبان سے قتال کیا اور اس کے ختم کرنے میں مدد دی اور اگر ان کی فوجیں امریکیوں کی مدد نہ کرتیں تو امریکی افغانستان کے بھنور میں غرق ہو جاتے۔ پھر اس نے اخصاف کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کو یہ بات اچھی طرح جانی چاہیے کہ اگر ایران کی قومی فوج کی مدد نہ ہوتی تو امریکہ طالبان کو ہر گز نہیں ہٹا سکتا تھا۔“

یہی نہیں بلکہ ایسی ہی وحییت خمینی نے حزب وحدت کے رافضیوں کو کی تھی جب روس جہاد افغانستان کے بعد نامراد ہو کر نکل گیا تو اس نے کہا...

”اے حزب وحدت اے افغانستان کے شیعو! تمہارا اصل جہاد روس کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد شروع ہو گا۔ اس سے اسکی مراد تھی اہل السنہ کے خلاف لڑائی اور ملک کے اندر داخلی انتشار و افتراق پھیلایا جائے!

حقیقتاً ایسا ہی ہوا جب طالبان حکومت افغانستان میں تقریباً 6000 رافضی خائوں کے قتل کے بعد قائم ہوئی، جنہوں نے طالبان کے خلاف بغاوت اور لڑائیوں میں حصہ لیا تھا۔ پس اس ساری سیاست میں امریکہ اور اس کے حواریوں نے افغانستان میں طالبان مخالف گروہوں کے خلاف مدد جاری رکھی اس خوف سے کہ ایران کے پڑوس میں ایک سنی ریاست نہ قائم ہو جائے کیونکہ ایران کی جنگ نہ یہودیوں کے خلاف ہے نہ عیسائیوں کے خلاف بلکہ ان کی جنگ شروع سے لیکر آخر تک اہل السنہ کے خلاف ہے۔

یہی چیز ہے جس کی تصریح کلمہ مرحوم قبل ”ڈاکٹر علی ولایتی“ نے کی تھی یہ کہتے ہوئے:
”ہم اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیر گے کہ افغانستان میں ایک وہابی حکومت قائم ہو۔“

یعنی اس کی مراد رافضیوں کی اصطلاح کے مطابق سنی حکومت
تھی!

کیا یہی وہ موقف نہیں جس کا اظہار عبیدی حکومتوں کے وزراء
اور بادشاہ کیا کرتے تھے سلجوق سنیوں کے بارے میں جب انہوں نے
حلیوں کے خلاف جہاد کیا!

متعدد عسکری ماہرین نے یہ بات بیان کی کہ وہ امریکی طیارے
جو افغانستان جنگ میں عربی اڈوں سے اڑ کر گئے ان کے لیے ممکن
ہی نہیں کہ وہ ایرانی فضائی حدود کی قانون شکنی کیے بغیر ایسا کر
سکیں۔ جبکہ یہ وہی دن تھے جب ایرانی فضائی حدود کے کسی کو
استعمال کی اجازت نہ دینے کا شور مچا رہے تھے اور کہہ رہے تھے
صرف اضطراری حالت میں ہر کوئی طیارہ اترنے کی اجازت دیں
گے جبکہ امریکی انٹیلی جنس کے بعض مصادر نے تصریح کی کہ
امریکی سپیشل فورسز کے دستے ہرات شہر میں موجود ہیں جو
افغانستان کے مغرب میں ایرانی حدود کے قریب واقع ہے اور
کہا کہ ایرانی فورسز علاقے میں قبائل کو دھمکیاں دے رہی ہیں۔

اکتوبر 2001ء اسی بات کی تاکید امریکی تنظیم ”پیومن رائٹ
واچ“ نے بھی کی۔ ان کی رپورٹوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ ایران نے
جنگ شروع ہونے کے بعد افغانستان کے ساتھ متحلی بارڈروں پر تازہ
دم فوج کے دستوں کا احصاف کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سینکڑوں
افغان پناہ گزینوں کو افغانستان کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ یہی وہ
کلمہ ہے جس کو ایرانی انٹیلی جنس کے ایجنٹ عراق میں بھی دہرا
رہے ہیں۔ جب کہ عراق جنگ کے بارے میں ان کے یہ تمام اقدامات
امریکہ اور اس کے حلیوں کے علم میں ہیں۔ پس ایسے وقت میں جبکہ
عراق کے ساتھ متحلی ملکوں نے اپنے بارڈروں کو سیل کر دیا ہے
تاکہ مجاہدین امریکہ صاحب کے خلاف اپنے بھائیوں کی مدد کو پہنچ
سکیں ایسے وقت میں صرف ایران نے اپنے وسیع بارڈر کو کھول
رکھا ہے تاکہ اپنے سینکڑوں ایجنٹوں کو اس میں داخل کر دے اور اپنی
سیاسی رافضی اغراض کو پورا کر سکے۔ اس میں سب سے پہلے اس
نے اپنی ریپڈنٹیل قانونی ترکیب میں عراقی مفاد کو سامنے رکھتے
ہوئے تبدیلی کی جبکہ یہ اقدام ایسے وقت میں اٹھائے گئے ہیں جس میں اہل

السنہ کو ذبح کیا جا رہا ہے اور انکی نسل کشی کی جا رہی ہے تاکہ جنوب عراق میں کم از کم رافضی علم پیدا کیا جاسکے اور پورے عراق میں اپنا نفوذ حاصل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ایرانی انٹیلی جنس کے ادارے عراق میں مجاہدین کا پیچھا کرتے ہوئے ایرانی مفادات کے لیے کلم کر رہے ہیں۔ عراق کے اندر شیعی تنظیموں کے ساتھ رابطہ کر کے عراق میں ان کا نیٹ ورک قائم کیا جا رہا ہے۔

یہ بات علم میں ہونی چاہیے کہ ایرانی جیسے کہ ان کی عادت ہے کہ وہ امریکہ کے خلاف اپنی دشمنی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اسے شیطان اکبر کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس کے لیے موت کا اعلان کرتے ہیں بلکہ طالبان کے خلاف لڑائی میں ایرانی وزیر دفاع ”علی شمخانی“ نے واضح دھمکیاں دیتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی امریکی طیارہ جو ایرانی حدود کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا گیا تو اس کو مار گرایا جائے گا لیکن اس کے تھوڑے دنوں بعد ہی امریکہ اور ایران میں باہمی اتفاق کے معاہدے حسب عادت طے پائے کہ کوئی بھی امریکی جو ایران میں گھس آئے یا گرجائے تو اسے سالر اور معافی دیتے ہوئے امریکہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔

یہاں مناسب ہے کہ میں (الزرقاوی) نے ایرانی وزیر اعظم ”احمدی نجاد“ کا وہ بیان نقل کروں جو یہ واضح کر دے گا کہ یہ رافضی اپنے آباء کے طریقوں پر ہی چل رہے ہیں... اس نے کہا ”میری حکومت اس لیے آئی ہے تاکہ مہدی کے استقبال کی تیاریاں کی جائیں!“

رافضیوں کے اخلاقی جرائم

ان کے اخلاقی جرائم بھی ایسے ہیں کہ ان کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ پس! یہ ان کے معاشرے جو رذائل، خیانت اور فحشوں کے ساتھ اٹے ہوئے ہیں اور ان کے اندر ظاہراً و باطناً فحاشی پھیل چکی ہے۔ آپ کو کوئی ایسا معاشرہ نہ ملے گا کہ وہ رذائل، فحاشی اور خباثوں سے بھر گیا ہو مگر وہ رافضی ہوں گے لیکن یہ سب کچھ ان کے رافضی دین، شریعت اور رافضی فتووں اور ”آیہ“ کی چھتری تلے کیا جا رہا ہے۔ پس یہ کیسے ہے؟

(۱) متعم کا نکاح

جس کو شریعتِ اسلامیہ نے اپنے ابتدائی زمانہ میں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ مباح قرار دیا جبکہ حدیثِ نبوی ﷺ کے زمانہ میں دور دراز علاقوں میں قتال کیے جاتے تھے اور وہاں لمبے سفروں میں آنا جانا اور قیل و طویل انہیں مشقت میں ڈال دیتا تھا تو ایسے وقت میں متعم کو اس لیے جائز رکھا گیا تاکہ ممنوع و محظور کے ارتکاب سے بچا جا سکے لیکن جب مسلمانوں کے حالات بدل گئے اور ان کی کثرت ہو گئی اور مسلمان بہت سے شہروں میں پھیل گئے تو یہ ضرورت زائل ہو گئی کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد تھے جو کہ اس کی مصلحتوں پر غالب تھے۔ چونکہ یہ مقاصد نکاح کے ساتھ متصادم تھا جسے اللہ نے حلال قرار دیا۔ جبکہ نکاح سے زواج کا سلسلہ چلتا ہے اور اسی سے خاندان مکمل ہوتا ہے اور اسی سے اولاد کی نسل چلتی ہے اور ان کی تربیت کا اہتمام ہوتا ہے۔ لیکن رافضی ابھی تک اس متعم سے چمٹے ہوئے ہیں جو زنا و شر کی چابی ہے۔ وہ ایسے نہیں کہ جو منحصر اس کے مباح ہونے اور جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں جو متعم نہیں کرتا اور جو اس نکاح متعم کو حرام جانتا ہے وہ کافر ہے ان روایات کی بنا پر جو انہوں نے جھوٹ و بہتان کے ساتھ ائمہ اہل بیت کیساتھ منسوب کی ہیں جیسے کہ ان کی رافضی کتاب ”من لا یحضرہ الفقیہ“ میں ہے:

”روی الحدوق عن الصادق علیہ السلام قال ان المتعمه دینی
ودین آیاتی فمن عمل بها عمل بدیننا ومن انکرها انکر دیننا
واعتقد بغير دیننا

ایک سچے نے جعفر صادق سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا ہے
شک متعم میرا دین ہے اور میرے آباء کا دین ہے پس جس نے
اس پر عمل کیا اس نے ہمارے دین پر عمل کیا اور جس نے
اس کا انکار کیا اس نے ہمارے دین کا انکار کیا اور
ہمارے عقیدے کے علاوہ اعتقاد رکھا۔

اس میں وہ توسیع اختیار کرتے ہیں تاکہ دودھ پلانے والی
رضعہ کو بھی اس میں داخل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس میں
”خمینی“ اپنی کتاب ”تحریر الوسیلہ“ میں کہتا ہے :

لر بأس بالتمتع بالرخصية حسماً وتفخيذاً وثقيلاً
دودھ پلانے والی کے ساتھ تمتع میں کوئی حرج نہیں اسے
ساتھ لگانے میں اور بوس و کنار کرنے میں۔

”لم نثر للتاریخ“ کا مصنف ایک حادثہ نقل کرتا ہے جو اس کے سامنے ہوا جبکہ خمینی عراق میں مقیم تھا اور وہ وہاں ایک شخص کی زیارت کے لیے آیا ہوا تھا جو اپنے آپ کو ”سید صاحب“ کہلاتا تھا تو وہ کہتا ہے کہ ”سید صاحب ہمارے آنے سے بہت خوش ہوا اور ہر اس کے پاس ظہر کے وقت کے قریب پہنچے تھے۔ اس نے کھانا بنوایا لیکن اسے مؤخر کر دیا اور اس نے اپنے بعض اقارب سے رابطہ کیا اور جب وہ حاضر ہوئے تو اس کے گھر میں بہت رشتہ ہو گیا پھر سید صاحب نے ہر سے کہا کہ آج رات ان کے ہاں قیام کریں تو اہل نے موافقت کر لی۔ پھر رات کا کھانا لایا گیا اور وہاں موجود لوگ اہل خمینی کے ہاتھ چومتے اور اس سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ جب سونے کا وقت آیا اور لوگ چلے گئے تو اہل خمینی نے وہاں ایک بچی دیکھی جس کی عمر کوئی چار سال ہو۔ گری لیکن وہ بہت خوبصورت بچی تھی تو اہل اس کے والد سید صاحب سے اسے تمتع کے لیے پیش کروانے کی اجازت چاہی تو اس کے والد نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی۔ تو ”اہل خمینی“ نے ایک حجرے میں اس بچی کے ساتھ رات گذاری اور ہر رات کو اس بچی کی پیچوں کو سون رہے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی اور ہر ناشتہ پر اکٹھے بیٹھے تو اس خمینی کتے نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور اس پر ناپسندیدگی کے واضح آثار دیکھے کہ کس طرح اس نے ایک چھوٹی بچی کے ساتھ ایسا فعل کیا جبکہ گھر میں بالغ جوان بچیاں بھی موجود تھیں اور اسکے لیے ممکن تھا کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا کر لیتا۔ تو سید مجھے کہنے لگا آپ بچی کے ساتھ تمتع کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بہتر قول آپ کا ہے اور آپ کا کلمہ ہی صحیح ٹھہرتا ہے کہ آپ اہل و مجتہد ہیں اور میرے جیسے آدمی کے لیے ممکن نہیں کہ ایسی بات کہوں سوائے اس کے جو آپ نے خود دیکھا۔ یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت میرے لیے اعتراض کرنا ممکن نہ تھا تو سید حسین کہنے لگا ”کہ بچی کے ساتھ تمتع جائز ہے لیکن یہ اس کے ساتھ کھیلنے اور اس کو ساتھ چمٹانے اور

بوس و کنار کی حد تک ہونا چاہیے جبکہ جماع کی اسے طاقت نہیں ہے!

لیکن شیعہ کے تمتع کا دائرہ تو اس سے بھی زیادہ وسعت اختیار کر گیا ہے یہاں تک کہ وہ شادی شدہ عورت کے ساتھ بھی تمتع کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ یہ ایسی بات ہے جسے تمام آسمانی شریعتیں حرام قرار دیتی ہیں بلکہ کوئی کافر عقل مند بھی اس کی حمایت نہیں کر سکتا... لیکن یہ رافضی اسے جائز قرار دیتے ہیں اور ایک پاکدامن منکوحہ عورت کے ساتھ تمتع کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر کی اجازت، علم اور اس کی رضا مندی کے بغیر ہی ایسا کر رہی ہو۔ یہ بات بھی علم میں لائی جانی چاہیے کہ بعض شیعہ فقہاء بھی نکاح تمتع کو حرام قرار دیتے ہیں۔

جیسے کہ ”وسائل الشیعہ، التہذیب اور الاستبصار“ میں ہے
”قال امیر المومنین حلوات اللہ علیہ: حرم رسول اللہ یوم
خیبر لحوم الحمر اللہیہ ونکاح المتعة“
امیر المومنین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن
پالتو جنگلی گدھوں کا گوشت اور نکاح تمتع کو حرام
قرار دے دیا۔

اسی طرح ”التہذیب“ میں ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا مسلمان نبی ﷺ کے عہد مبارک میں بغیر نکاح کے رشتہ زواج میں منسلک ہوئے تھے تو انہوں نے کہا، نہیں۔ اس پر تعلق کرتے ہوئے سید حسین الموسوی کہتا ہے ”اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں دلیلیں تمتع حرام ہونے اور اس کے ابطال کے لیے حج قاطع ہیں۔ وسائل الشیعہ میں ہے کہ عمار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مجھے اور سلیمان کو کہا تم دونوں پر تمتع حرام کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ناصر القفاری نے اپنی کتاب ”شیعہ امامی اثنا عشریہ کے اصول“ میں علامہ آلوسی سے نقل کیا ”جو کوئی رافضیوں کے موجودہ زمانے میں تمتع کے نکاح کی طرف غور کرے گا تو اسے اس پر زنا کا حکم لگانے میں کوئی تردد نہیں برتنا پڑے گا کہ حج

عورت ایک دن میں بیسیوں آدمیوں کے ساتھ دن رات زنا کرتی ہے اور پھر وہ کہتی ہے کہ میں نے ”متعّم“ کیا ہے اور میں ”متعّم“ ہوں۔ پس ان کے لیے ایسے بازار بنا دیئے گئے ہیں جہاں ان کے ایجنٹ دلال ان کے لیے مرد ڈھونڈ ڈھونڈ کے لاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ اس زنا کی اجرت طے کی جاتی ہے اور پھر وہ خیبت عورتیں انہیں ہاتھوں سے پکڑ کے اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی طرف لے جاتی ہیں۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ صرف عرب دنیا میں ہی نہیں بلکہ پوری مسلمان دنیا میں۔ حتیٰ کہ وطن ”عزیز اسلامی جمہور پاکستان میں بھی ایسے بازار جن کو ”پیرا منڈیوں“ کا نام دیا جاتا تھا وہاں یہ زنا بھی رافضی فق کے تحت متعّم کے قانونی تحفظ کی چھتری تلے اور زانی حکمرانوں کی سرپرستی میں پچھلی نصف صدی سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن آج اس شعبے میں موجود اعمال و افعال کو نئے لبادے میں اوڑھا کر خوبصورت بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ دیکھنے والا غور کرے تو اسے بہت سی نشانیاں مل جاتی ہیں۔ یہاں ہم اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں ... انسان کو خود غور کرنا چاہیے کہ پوری مسلمان دنیا کے حالات اس سے مختلف نہیں ہیں۔

پیرا منڈیوں سے اٹھنے والے کنجر اور کنجریاں جن کی نصف صدی قبل اسی نام سے کنجر یونینیں ہوئی تھی آج ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ پیرا منڈی میں زنا کی پیداوار حرامی لڑکیاں اور لڑکے جب پردہ سکرین پر رونما ہوئے تاکہ مسلمان معاشرے میں زنا اور فحاشی کلچر عام کریں تو انہیں معاشرے کے با اختیار طبقے نے بہت عزت سے نوازا اور انہیں ملک و قوم کا قیمتی سرمایہ کہا گیا۔ پھر ان کنجروں کی اولادوں کو پہلے پیرو پیئرٹز کہا گیا اور بعد میں ترقی کرتے ہوئے یہ زنا کی نسل ”سٹارز“ کہلانے لگی حتیٰ کہ زنا کو عام کرنے کے اس مکروہ عمل پر انہیں بہترین کارکردگی کے ایوارڈ یہودی اداروں کی سرپرستی میں دیے جانے لگے۔ آج وطن ”عزیز اسلامی جمہور پاکستان میں پیرا منڈیاں پچھلی نصف صدی کی کمائی سے اپنے سابق اڈوں سے منتقل ہو کر ”شرفاء“ کی آبادیوں میں جا بسی ہیں اور اب بڑے بڑے شہروں میں بسائی گئی

بڑى بڑى "دفاعى" بستيوں ميں ان كے مہذب اڈے پيں جو سب
روشن خيال لوگوں كى سر پرستى ميں چل رہے پيں۔

رافضى معاشرے پر متعم کے آثار كيا نكلے؟
اس كے آثار ميں سامنے آيا نسب كا اختلاط جسكى وجہ سے اللہ نے
زنا كو حرام ٹھہرايا جيڪم يہ سب كچھ دوسروں كى بيويوں كے
ساتھ تمتع كا نتيجہ تھا۔ جب اپنے خاوند كے علم كے بغير وہ حامل ہونے
لگيں اور نہ جانتى تھى كہ يہ بچ كس سے ہے؟ اس كا سبب يہ تھا كہ ان
ميں محارم كے ساتھ اس نكاح متعم كى كثرت ہو گئى۔ مردوں كے
كثرت متعم كے سبب وہ جب محارم كىساتھ نكاح كرنے لگے تو كئى
دفعہ ایسا ہوا كہ وہ لڑكى جس كے ساتھ اس نے متعم كيا ہے وہ اسكى
سابق متعم كى ہوئى عورت سے اپنى بيٹى ہوئى يا اس كے بيٹے كى بعد
ميں ہونے والى بيوى ہوئى يا اس كے والد كى بيوى ہوئى!

چنانچہ انہى باتوں كا تذكرہ كرتے ہوئے "سيد حسين الموسوى"
كہتا ہے "ميرے پاس ايڪ عورت ايڪ حادثہ كے متعلق مسئلہ دريافت
كرنے آئى جو اس كے ساتھ پيش آيا تھا۔ اس نے بتايا ايڪ "سيد" اور
وہ "سيد حسين الصدر" تھا ، اس نے اس عورت كے ساتھ بيس سال
قبل نكاح تمتع كيا۔ تو وہ عورت اس سے حامل ہو گئى۔ ليكن جب اس
كا دل اس عورت سے بھر گيا تو اس نے اسے فارغ كر ديا اور كچھ
مدت كے بعد اس كے ہاں ايڪ بيٹى ہوئى اور اس عورت نے قسم
كھائى كہ وہ اسى كى بيٹى ہے كيونكہ اس وقت سے ليكر اب تك كسى
نے اس كے ساتھ تمتع نہ كيا تھا۔ پھر جب وہ لڑكى جوان ہوئى تو وہ
بہت ہى خوبصورت جوان لڑكى تھى جو اب شادى كے ليے تيار تھى۔
جب شادى كا وقت آيا تو اس نے اپنى ماں كو بتايا كہ وہ حامل ہے اور
جب ماں نے حمل كا سبب پوچھا تو اس نے بتايا كہ "سيد" مذكور نے
اس كے ساتھ تمتع كيا تو وہ اس سے حامل ہو گئى تو ماں دہشت زدہ
ہو گئى اور بے ہوش ہو گئى! جب ماں نے اسے خبر دى كہ يہى
سيد اس كا باپ ہے اور اسے سارا قصہ سنايا! پس كيسے اس نے
اس كى ماں كے ساتھ تمتع كيا اور آج وہ اس كى بيٹى كے
ساتھ تمتع كر رہا ہے؟

اس کے آثار میں یہ بات بھی دیکھنے میں آئی کہ خواہش پرستوں، فسادیوں اور فاسقوں نے متع کو اپنی شہوتوں کے پورا کرنے کے لیے ڈھال بنالیا اور فسق و فجور کے نئے نئے باب رقم کیے اور یہ سب کچھ دین کے نام پر متع کی چھتری تلے کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اس کے آثار میں یہ بھی ہے کہ ان کے یہ ”سادات“ جو اس نکاح کو حلال قرار دیتے ہیں لیکن بیٹیوں اور بیویوں کو اس سے منع کرتے کیونکہ وہ اندرون خانہ اس بات کا شعور اچھی طرح رکھتے ہیں کہ یہ زنا کی مانند ہے جبکہ وہ خود دوسروں کی بیویوں کے ساتھ تمتع کر رہے ہوتے ہیں۔

اسی بات کو ”السید حسین الموسوی“ بیان کرتا ایک ایسی روایت جو اس کے ساتھ واقع ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس دو نوجوان آئے جن کے بارے میں لگ رہا تھا کہ وہ دونوں کسی مسئلہ میں اختلاف کے بیٹھے ہیں؟ تو انہوں نے امام الخوئی سے سوال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ انہیں مدلل جواب دے سکے۔ تو ان میں سے ایک کہنے لگا سید آپ کیا فرماتے ہیں کہ نکاح تمتع حلال ہے یا حرام؟ تو امام الخوئی نے اس کی طرف دیکھا اور اسے اس کے سوال سے تجسس ہوا اور وہ کہنے لگا تو کہاں رہتا ہے؟ تو سوال کرنے والے لڑکے نے جواب دیا کہ میں موصل شہر میں رہتا ہوں اور آج کل یہاں نجف میں دو ماہ سے قیام پذیر ہوں۔ تو امام کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ تو سنی ہے! نوجوان نے کہا ہاں! امام کہنے لگا تمتع ہمارے نزدیک حلال ہے اور تمہارے نزدیک حرام ہے۔ تو نوجوان کہنے لگا کہ میں یہاں دو ماہ سے غریب الوطنی کی زندگی گزار رہا ہوں تو تو کیوں اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ نہیں دیتا کہ میں اس کے ساتھ تمتع کرتا رہوں یہاں تک کہ میں اپنے گھر واپس لوٹوں۔ تو سید تھوڑی دیر کے لیے چونکا پھر کہنے لگا میں ”سید“ ہوں اور ایسا کرنا سیدوں کے ہاں حرام ہے اور شیعی عوام کے ہاں حلال ہے۔ تو اس نے نوجوان امام الخوئی ”سید“ کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور وہ سنی نوجوان سمجھ گیا کہ اس نے تقیہ سے کام لیا ہے۔ پھر وہ دونوں نوجوان اٹھے اور باہر چلے گئے۔ میں نے بھی امام سے باہر جانے کی اجازت چاہی۔ پس میں نے جان لیا کہ سوال کرنے والا سنی اور اس کا ساتھی شیعی ہے جنہوں نے ایک مسئلہ میں اختلاف کیا اور اب ایک دین مرجع امام الخوئی کی طرف آئے تاکہ اس سے سوال کریں۔ لیکن جب میں ان نوجوانوں سے

بات کرنا چاہی تو شیخ نوجوان یہ کہتے ہوئے پھٹ پڑا۔ اے مجرموں تم اپنے نفسوں کے لیے ہماری بیٹیوں کے ساتھ متع کرنا جائز ٹھہراتے ہو اور ہمیں کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اور تم اس کے ساتھ اللہ کا تقرب تلاش کرتے ہو اور خود تم اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہمارے لیے تمتع حرام کہتے ہو! پھر وہ گالیاں دیتا ہوا چلا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ اہل السنہ کا مذہب اختیار کر لے گا۔ پھر میں نے اس کے پیچھے گیا اور میں نے اس کے سامنے قسم کھائی کہ متع حرام ہے اور میں نے اس پر اسے دلائل بھی دیے۔

اس کے اثرات میں سے ایک ہے قرابت داریوں کا قطع ہونا۔ یہ اس سبب ہے کیونکہ بہت سے رافضی نہیں جانتے کہ ان کا نسب کیا ہے؟ اور ان کے آباء کا نسب کیا ہے؟ اسی لیے بسا اوقات آدمی دوسرے کا بھائی بہن ہوتا ہے اور محارم میں سے ہوتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کے اصل والدین کون ہیں؟

نکاح متع جسے رافضی حلال قرار دیتے ہیں اس کے خطرناک آثار میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کئی راہیں تلاش کر لی ہیں۔ پس ان کے داعی حضرات جب اس کی اباحت کے فتوے دیتے ہیں اور رافضی مذہب کو پھیلاتے ہیں اور ان کا سب سے بڑا ہتھیار یہی نکاح متع ہوتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے بہت سے اہل السنہ کے اہل ہوس کو بھی اس کا گرویدہ بنالیا ہے۔

مجلہ ”المنار“ نے اپنے سولہویں مجلد میں ”شیخ محمد کامل الرافعی“ کے دس رسالے شائع کیے جو انہوں نے بغداد سے اپنے دوست رشید رضا کو 1326 ہجری میں بھیجے اور اس میں انہوں نے اپنی سیاحت کے دوران رافضی علماء کے مسائل لکھ کر بھیجے کہ کس طرح وہ دیہاتیوں کو رافضیت میں داخلے کی دعوت دے رہے ہیں اور اس میں سب سے زیادہ مدد وہ ”متع“ کی دعوت سے لے رہے ہیں اور قبائل کے سرداروں کو بہت سی عورتوں کے ساتھ ہر وقت تمتع کی رغبت دلاتے پھرتے ہیں۔

ڈاکٹر ناصر القفاری اپنی کتاب ”احول مذہب الشیخ الامامیہ“ میں ”حیدری“ سے ایک خطرناک بیان نقل کرتے ہیں ان سنی قبائل کے

بارے میں جنہوں نے رافضیوں کی کوششوں اور ان کے دھوکے کے ساتھ ”رافضیت“ اختیار کر لی۔ وہ اپنی کتاب ”عنوان المجد فی بیان احوال بغداد والبحرۃ و نجد“ میں لکھتا ہے ”وہ بڑے بڑے خاندان جنہوں نے عراق کے اندر رافضیت کو قبول کیا وہ بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک ہے۔۔۔“

* قبیلہ ربیعہ جنہوں نے پچھلے ستر سال سے رافضیت قبول کر لی ہے۔

* تمیم جو کہ ایک بہت بڑا خاندان ہے انہوں نے پچھلے ساٹھ سال سے رافضیت کو قبول کر لیا۔ سب ان رافضی شیطانوں کے جو بہت زیادہ ان کے پاس آتے جاتے تھے۔

* اسی طرح ”الخزاعل“ قبیلہ کے لوگ پچھلے ستر سال سے شیعہ ہیں بسبب شیعہ کی اکثر زیارت کے سبب اور ان کے پاس اپنے علماء نہ ہونے کے سبب۔

* اسی طرح بہت سے وہ خاندان جنہوں نے رافضیت کو اختیار کیا ان میں بنو عمیر اور وہ بنو تمیم سے ہیں، الخزرج اور وہ اللزد اور شمر سے ہیں اور یہ بہت زیادہ ہیں۔

* اس کے علاوہ رافضیت کے اندر داخل ہونے والوں میں العمارة آل محمد اور ان کی تعداد اس قدر ہے کہ شمار سے باہر ہے اور انہوں نے ماضی قریب میں ہی رافضیت اختیار کی ہے، بنی لہم اور یہ بھی بہت زیادہ ہیں، دیوانیہ، پنج خاندان ہیں، آل اقرع، آل بدیر، عفج، الجبور اور جلیح کے خاندان شامل ہیں۔

(۲) شرمگاہوں کا عاریتہ دینا

کوئی کیا جائے شرمگاہوں کا عاریتہ دینا کیا ہے؟ اگرچہ حکم شرعی کے اعتبار سے وہ اصل زنا ہے لیکن اس کے وقوع ہونے کا طریقہ انتہائی قبیح ترین افعال میں سے ہے جبکہ بعض زانی اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہیں اس گناہ کے سبب جسکا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ شرمگاہوں کا عاریتہ دینا یہ ہے کہ جب رافضی سفر کا ارادہ کرے تو وہ اپنی بیوی اپنے دوست، پڑوسی یا رشتہ دار یا جس کے پاس چاہتا

ہے چھوڑ جاتا ہے تو وہ اس کے واپس لوٹنے تک اس کے پاس رہتی ہے اور اس کے لیے وہ مباح کر دیتا ہے کہ جیسے چاہے اسے رکھے تاکہ وہ اپنی بیوی کے بارے میں اس اطمینان میں رہے کہ وہ زنا نہیں کرے گی۔ رافضی طوسی "الاستبحار" میں محمد سے اور وہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ میں نے ان سے کہا:

الرجل یحل لآخره فرج جاریتم قال نعم لا بأس لہ ما احل منها۔
کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے اپنی بیوی حلال کر دیتا ہے انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں جو اس نے حلال ٹھہرا دیا۔

الکلینی "فروع الکافی" میں ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

"اے محمد یہ لونڈی لے جا تیری خدمت کرے گی اور تجھے اس سے اولاد ہوگی اور پھر جب تو سفر کے لیے نکلے تو اسے واپس لوٹادینا۔"

یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کے اوپر ایران اور عراق کے رافضی کتے فتوے داغے رہتے ہیں اور انہی کی وجہ سے یہ فعل بہت سے "سادات" اور ان کے بڑوں میں پھیل چکا ہے۔ "سید حسین الموسوی" کہتا ہے کہ "میر نے ایران میں "الحوزہ قائمہ" کی زیارت کی اور وہاں ہر نے دیکھا کہ سادات شرمگاہوں کے عاریتہ دئے جانے کو مباح کہے ہوئے تھے۔ جنہوں نے اس کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا ان میں "السید لطف اللہ الحنفی" وغیرہ شامل ہیں۔ اس لیے ایران میں یہ امر عمومی طور پر پھیل چکا ہے یہاں تک کہ رضا شاہ پہلوی کو باہر نکالے جانے کے بعد بھی یہ جاری رہا حتیٰ کہ "آب اللہ العظیمی" اور "الامام الخمینی" کے بعد اور "الامام الخمینی" کے جانے کے بعد بھی اسی پر عمل جاری ہے۔

افسوس ناک بات یہ ہے کہ عراق میں بھی شرمگاہوں کے عاریتہ دئے جانے کے فتاویٰ دائے گئے۔ پس جنوبی عراق میں بہت سے خاندان، بغداد اور الثورہ کے علاقے میں اس فعل کو بہت سے سادات کے فتووں کے بنا پر کر رہے ہیں۔ ان "سیدوں" میں سے ایک ہے سیستانی، الصدر، الشیرازی اور طباطبائی وغیرہ۔ ان میں بہت سے

ايسے ہیں کہ جب کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتے ہیں اور وہاں میزبان کی بیوی کو خوبصورت پائے ہیں تو اس سے اسکی بیوی مستعار لے لیتے ہیں جو اس کے وہاں سے کوچ کرنے تک اس کے پاس ہی رہتی ہے۔

(۳) عورتوں سے دبر کے رستے مجامعت کرنا

یہ بات جب کسی عاقل سے مخفی نہیں کہ اس فعل سے کس قدر جسمانی ضرر واقع ہوتے ہیں اور معاشرے میں کیسی برائیاں پھیلتی ہیں جب انسان فطرتی راہ کو چھوڑ دے (والعیاذ باللہ)۔

جبکہ اس کی نہیں میں حریح و حیحیح احادیث وارد ہیں جن میں عورتوں سے انکی دبر میں وطی کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے اور اس فعل کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اللہ فرماتے:

(وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَخِيضِ قُلْ هُوَ آذَى فَاُعْتَرَلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَخِيضِ وَلَا تَفْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ)

اور آپ سے سوال کرتے ہیں حیض کے بارے میں آپ! فرما دیجیے کہ وہ ادیت ہے پس! تم عورتوں سے حیض کے دوران الگ رہو اور ان کے پاک ہونے تک ان کے پاس نہ جاؤ پس جب وہ پاک ہو جائیں تو وہاں سے ان کے پاس جاؤ جہاں سے جانے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، بے شک اللہ توپ کرنے والوں اور طہارت اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

پس یہ آیت اس شخص کے لیے حجت ہے جو عورتوں کو انکی دبر سے وطی کو جائز قرار دیتا ہے۔ پس حیض دبر میں نہیں بلکہ قبل (سامنے) میں ہوتا ہے۔ اس کے اعتزال کا حکم بھی قبل سے وطی کرنے کے حکم پر دلالت کرتا ہے۔

لیکن رافحسی ، رَفَضَهُ اللہ، اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور ایسی جھوٹی روایات اور ان کی نسبت ائم اہل بیت کی طرف کرتے ہیں جیسے کہ وہ اس کے علاوہ قرآن کی آیات کی باطل تاویلات کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس ایسی دلیلیں پہنچ چکیں جو ان کا رد کرتی ہیں۔

جیسے انکے ہاں ایسی روایات ”الاستبحار“ میں ہیں جسے الطوسی ، عبد اللہ بن ابی الیعفور سے روایت کرتا ہے کہ:
میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا ایسے مرد کے بارے میں جو اپنی عورت کے پیچھے سے آتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں جبکہ وہ راحی ہو۔ میں نے کہا تو اللہ کے اس قول کا کیا مطلب ہوا ” اور وہاں سے ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں آنے کا حکم دیا ہے“ کہنے لگے یہ اولاد کے طلب کرنے بارے میں ہے اس لیے اولاد وہیں سے طلب کرو جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ فرماتے ہیں ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیں ہیں جہاں سے چاہو ان کے پاس آؤ۔“

اسی طرح ”الطوسی“ نے موسیٰ بن عبد الملک سے روایت کیا اور وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی اگر اپنی عورت کے پاس دبر سے آئے؟ تو انہوں نے کہا کہ اسے کتاب اللہ کی ایک آیت نے حلال کیا جب کہ لوط نے اپنی قوم سے کہا **لَوْ اَنَّ اُمَّيْزَةَ بَنِي هٰذَا اُمَّيْزَةَ لَكُنْتُمْ** { یہ میری بیٹی ہیں جو تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ پس معلوم ہو کہ لوط کی قوم فرج نہ چاہتی تھی (والعیاذ باللہ)۔ پس دیکھو کہ وہ کیسے اللہ عزوجل کے کلہر میں باطل تاویلین کرتے ہیں تاکہ وہ بائیں حلال ٹھہرائیں جنہیں اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ خیانت کو حلال نہیں ٹھہراتا اور عورتوں کو دبر میں آنا خیانت میں سے ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا۔

سید حسین الموسوی نے اس بات کا اپنی کتاب میں بہت بہتر رد کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ کے اس قول **لَوْ اَنَّ اُمَّيْزَةَ بَنِي هٰذَا اُمَّيْزَةَ لَكُنْتُمْ** { کی تفسیر ایک اور جگہ بھی وارد ہے جبکہ اللہ فرماتے ہیں { **وَلَوْ طَا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اِنَّكُمْ لَتَاۡثُوْنَ اِلْفَاۡحِشَةٍ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكُمْ لَتَاۡثُوْنَ الرِّجَالِ وَتَقَطُّعُوْنَ السَّبِيْلَ** } جب لوط نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ بہت فاحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی قوم نے نہیں کیا تو مردوں کے پاس آئے ہو اور راستوں کو قطع کرتے ہو۔ جبکہ راستوں کو قطع کرنا اس سے صرف راستوں کی رہزنی ہی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد نسل کا قطع کرنا بھی ہے جب کہ اس کو غیر

موضع ميں طلب كيا جائے۔ پس اكر لوگ سارے هي ادبار ميں جائے شروع كرديں مردوں اور عورتوں۔ كي ادبار ميں۔ اور اولاد طلب كرنا بهي چهوڑ ديں تو نسل انساني منقطع هو جائے كي۔ آيت كريمه مي معني بهي ديئي هي اكر خاخر۔ طور پر هم اس آيت سے ما قبل كے سياق كو بهي ملاحظه كريں۔ اس ميں شك نهيں كي يه بات امام الرضا عليه السلام سے مخفي نهيں رهي هو كي۔ ثابت هو ك اس روايت كي نسبت ان كي طرف كرنا غلط هي۔

ميں (الزرقاوي) نے ان لوگوں كے حالات پر بهت غور و تدبر كيا ك كس بات نے انهيں اس فساد تك پهنچا ديا؟ وه ظاهري ميں اسلام كا دعويٰ كرتے هيں اور سائو عفت و طهارت كي بات كرتے هيں! جبك وه ايسے قبائل هيں جو اهل اسلام كے درميان رهيے هيں اور بڑے شان و شوكت والے لباس پهنتے هيں اور وه فساد و خرابي كي ايسي حد تك جا پهنچے هيں جهاں اس سے پہلے كوئي امت نہ پهنچي تهي۔ اكر آج هم يورپ و امريكه وغيره كي طرف نظر۔ ڈالين تو هم ديكهتے هيں كي يه رافضي ان سے كهيں آگے نكل چكے هيں! بلك آج هم ديكهتے هيں وه قوانين جن كے تحت يورپ والے حكومت كرتے هيں وه خود ايسے افعال كا انكار بهت كرتے هيں چا يه ان كي قوم ميں اس فعل كو كرشي رهيں۔ مثلاً محرمات سے نكاح ان كے قوانين ميں حرام هي، اسي طرح ازدواجي خيانت بهي ممنوع هي سوائے ان جنسي شهوتوں كے جن كا وه ارتكاب كرتے هيں۔ پس يه سب كچه وه دين كے نام پر نهيں بلك شهوت كے نام پر كرتے هيں۔

ليكن يه رافضي ملعون ان كے ہاں ہر چيز دين كے نام پر مباح هي۔ تو ديكهے گا ك ايك وقت ميں ايك گھر ميں كتے بيٹے هوتے هيں اور وه سب كے سب مختلف باپوں سے هوتے هيں اس متعم كے نتيج ميں جسے انهيں نے دين كے نام پر مباح قرار ديا۔ اس ليے يه بات اكر ديكهنے ميں آئي هي ك اس طائف ميں حرم رحي كا قطع كيا جائے بهت عام هي بلك وه لوگوں ميں سب سے زيادہ ايس ميں پهٹے هوتے هوتے هيں۔ ايسا كيوں نہ هو جبك ان كے انساب كے پاني مختلط هو گئے! پس كيا تها اور كيا هو كا ايسي امتوں كا اخلاقي فساد! يه رافضي اس سے بهي بدتر هيں حتى ك جانور بهي اپني فطرت سے ہٹنے كو برا سمجھتے هيں ك وه ايسا فعل كريں جيسے كي كرتے هيں!

مجھے میرے ایک ثق بھائی نے ایک ایسا واقعہ سنایا جو اس نے اپنی آنکھوں سے خود ہوتے دیکھا ہے۔ وہ کہتا کہ میں نے اپنی جوانی کے ابتدائی ایلم میں یہ واقعہ دیکھا جس کے مثل میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جب ایک بیل نے غیرت میں آکر اپنے نفس کو قتل کر دیا۔ اسکی آنکھیں باندھ دی گئی تھیں اور پھر میری دادی اسے پکڑ کر اسکی والدہ کے پاس لے گئی اور وہ بیل نہ جانتا تھا کہ اس کی ماں ہے کیونکہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔ لیکن جڑاؤ کے اس عمل کے بعد اس کی ایک آنکھ منکشف ہو گئی اور اسے پتہ چل گیا کہ یہ اسکی ماں تھی تو وہ بیل بھاگ کر دیوار کے ساتھ سر مارنے لگا یہاں تک کہ اس کا ہونہار نکلا اور وہ جنون و بیجانہ میں ادھر ادھر بھاگنے لگا اور پھر وہ دریائے دجلہ کی طرف نکل گیا جب کہ خون اس کے جسم سے بہ رہا تھا اور اس نے اپنے آپ کو دجلہ میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ غرق ہو گیا اور اپنی ماں کے ساتھ کیے گئے اس فعل پر غیرت کھائے ہوئے مر گیا۔ جبکہ وہ ایک چوپایہ تھا... جانور! لیکن اسکی فطرت میں یہ بات نہ تھی تو اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ جانور بھی مجرم کے ساتھ زنا پر کس قدر پس و پیش کرتے ہیں لیکن کیسے انسان ان باتوں کی عقل نہیں رکھتا؟

امام بخاری نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک بندر کو زنا کرتے ہوئے دیکھا تو سارے بندر اکھٹے ہوئے تو انہوں نے اسے رجم کر دیا۔ اسی طرح کی روایت امام مسلم نے اسی رجاء العطار دی سے کی ہے۔ اللہ کی پناہ! جانوروں اور چوپایوں کی امت جن کی فطرت میں عقل نہیں لیکن وہ کس قدر نفی و پاک ہیں۔

اللہ جانتا ہے، میں (الزرقاوی) نے ان لوگوں کے احوال کے بارے میں بہت تدبیر کیا کہ کس بات نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا تو مجھ پر یہ واضح ہوا کہ جس بات نے انہیں یہاں لاکھڑ کیا کہ ان کے اعمال کے مثل ہی انہیں جزا ملی! پس جب ان لوگوں نے زمین کے اوپر سب سے اعلیٰ ترین گھر کے بارے میں زبان طعن دراز کی... خبردار! اور وہ گھر ہے محمد ﷺ کا گھر! جب انہوں نے آپ ﷺ کی ذات مبارک پر جرات کا مظاہرہ کیا!

اللہ جانتا ہے اس بات كا ترجمہ كرتے ہوئے مجھے (مترجم) بہت خوف لاحق ہوا اور ايمان گوارا نہيں كرتا كہ ايسى بے ہودہ بات كو نقل كروں اور وہ بھى اس ذات مبارك كے بارے ميں جسكى محبت كے وجود سے ميرے خون كى گردش باقى ہے۔ ليكن ميں اس ليے نقل كر رہا ہوں تاكہ ان ملعونوں كا حسد و كينہ سب كى آنكھوں پر عيار ہو جائے اور وہ كسى فيصلہ پر پہنچ جائیں۔

جيسے كہ سيد حسين الموسوى نے ”على الفروى“ سے نقل كيا جو ”الحوزہ“ كے كبار رافضى علماء ميں سے ہے وہ كہتا ہے (ان النبى لا بد ان يدخل فرج النار لان وطئى بعصر المشركات) كہ نبى كى شرمگاہ ميں آگ (نعوذ باللہ) ضرور داخل ہو گى كيونكہ آپ نے بعض مشرك عورتوں سے نكاح كيا جب كہ اس سے يہ ملعون، سيده كائنات طاہرہ ام المومنين عائشہ حديقہ اور ام المومنين حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضى اللہ عنہن سے آپ ﷺ كہ نكاح مراد ليتے ہيں۔

جيسے كہ معلوم ہے كہ اسكى مراد نبى ﷺ كے ساتھ بڑا برتاؤ كرنا ، آپ كے ساتھ بد ظنى كرنا اور اس رب العلمين كے ساتھ بد ظنى كرنا جس نے آپ ﷺ كو مبعوث كيا۔ يہ سب كا سب كفر و خيال پر مبنى اور ايسے قول پر جرأت كوئى كافر و فاسق ہى كر سكتا ہے نہ كہ مسلمان۔ جيسے كہ مومنوں كى ماؤں پر بہتان باندھتے ہيں اور ان ميں سرفرست المبراة المطهرة الصافىة النقيم حديقہ بنت الصديق عائشہ رضى اللہ عنہا ہيں اور اسميں انہوں نے نبى ﷺ كى حرمت كا بھى خيال نہ كيا۔

ليكن جب انہوں نے ايسا فعل كيا تو اللہ نے ان كى عزتوں كو پھاڑ كے ركھ ديا، پس كوئى امت ايسى نہيں كہ جس كى عزتوں كو اسطرح تاراج كيا گيا تو وہ روافض ہيں اسى ليے اے ديكھنے والے تو ديكھے گا كہ رافضى كے نزديك اپنى عزت كى كوئى قدر و قيمت نہيں چاہے وہ ظاہرى طور پے اس كے كٹا ہى برعكس عمل كرتے۔

پس ہر (الزرقاؤی) یہاں یہ کہا چاہتے ہیں کہ بات ثابت کریں کہ کوئی بھی شخص جو نبی ﷺ کے صحابہ سے اٹھام کو دور کرتا ہے اور ان کی عزتوں کا دفاع کرتا ہے اور خاصہ کرامات المؤمنین کا دفاع کرتا ہے تو اللہ اسکی عزت سے اٹھام کو دور کرتا ہے اور اسکی عزت کی حفاظت کرتا ہے کیونکہ وہ یہ دفاع کر رہا ہے۔

جیسے شرعاً بھی یہ معروف ہے {الجزاء من جنس العمل} کسی عمل کی جزاء اسی عمل کے جیسی ملتی ہے۔ یہاں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ یہاں ہم امام الشوکانی کا وہ کلام نقل کریں جو انہوں نے اپنے مشاہدہ سے کہا کہ وہ ہمیں کے رافضیوں کے اندر رہتے تھے۔ پس انہوں نے اپنی کتاب {طلب العلم و طبقات المتعلمین} میں بہت عجیب اور خطرناک انکشافات کیے۔ القفاری کی کتاب "احول المذہب الشیعہ الامامیہ" ایسا ہی کلام موجود ہے " کہ کسی رافضی کے لیے کوئی بھی امانت کا دم نہیں اس شخص پر جو اس کے خلاف مذہب کا پیروکار ہو اور رافضیت کے علاوہ کسی اور دین کو اپنائے۔ بلکہ اس کے لیے ایسے شخص کا مال اور خون۔ حلال ہے جب بھی ایسا کرنے کی اسے ادنیٰ سی فرصت مل جائے کیونکہ اس (سنی) کی حیثیت اسکے نزدیک مباح الدم اور مباح المال کی ہے اور جو کچھ وہ اپنی محبت ان کے لیے ظاہر کرتا ہے تو وہ تقیہ سے ہے جو کسی بھی فرصت میں زائل ہو سکتی ہے۔

الشوکانی کے یہاں ...

* اس بات کا تجربہ ہم نے بار بار کیا ہے پس ہم نے کسی رافضی کو نہیں دیکھا جو کسی غیر رافضی سے سچی محبت رکھتا ہو چاہے وہ ظاہراً اپنی تمام مملوک اور ہر امکان کے ساتھ محبت کا اظہار کرے۔

* ہم نے کسی بدعتی مذہب میں اپنے مخالف کی اس قدر مخالفت نہیں پائی جتنی کہ رافضیوں کے اندر پائی جاتی ہے۔

* پھر ہر دیکھتے ہیں کہ بہت زیادہ گالیاں بکنے والے ہوتے ہیں اور کسی سے ادنیٰ سے ادنیٰ جھگڑا پر بھی گالیوں کی بھر مار کر دیتے ہیں۔ اس کا سبب واللہ اعلم۔ یہی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کو گالیاں بکنا روا رکھا اور ان کو ان پاک باز ہستیوں پر گالی دینا بہت آسان ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہر گناہ میں شدت اختیار کرنے والے کو وہی آسان لگتا ہے۔

امام الشوکانی نے ذکر کیا کہ...
یہ لوگ مسلم معاشرے میں کوئی جرم کرنے سے نہیں کتراتے اور کسی بھی حرام کلمہ کے ارتکاب سے نہیں بچتے۔ ہر نے بار بار مرتبہ اس کا تجربہ کیا اور ہر نے کوئی رافضی نہیں پایا جو دین کے اندر محرمات سے بچتا ہو۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو اور نہ ہی وہ ظاہراً اس بات کا اہتمام کرتا ہے۔ حالانکہ بعض اوقات انسان کسی گروہ میں بیٹھ کر کسی معصیت کا ارتکاب کر جاتا ہے لیکن جب اسے فرصت کا لمحہ ملتا ہے تو وہ ایسے شخص سے کلمہ اٹھاتا ہے جو جنت کا امیدوار نہیں اور آگ سے نہیں ڈرتا۔ پس تجھے کوئی رافضی گھر ایسا نہیں ملے گا مگر اس حالت میں کہ اللہ نے ان کے گھروں کی عزتوں میں ان کو سزا دی۔

یہاں شیخ ابو مصعب الزرقاوی شہید کا دوسرا لیکچر ختم ہو گیا۔

هَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الرَّافِضَةِ (تیسرا درس)

پس اس تاریخی سفر کے بعد جب کہ ہر نے رافضیوں کی خیانتوں اور ان ذلتوں کا تذکرہ کیا اس لیے اب ہمارے لیے ضروری ہے کہ ایک اہم کلمہ کی نیت کریں... اور یہ اس سبب سے کہ جب ہر رافضیوں کی خیانتوں اور ان کے جرائم کا ذکر کرتے ہیں اور یہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کا اصل عقیدہ ہی فاسد ہے... کہ اس مذہب کا بانی ایک یہودی عبد اللہ بن سبأ ہے... جب ہر ان کی فروعیات کو اصل سے ملاتے ہیں... پھر جب ہر ان مجرموں کے خاتم کے لیے اللہ کے دین کی حکومت قائم کرتے ہیں اور ان کے اندر قتل و غارتگری پھیلاتے

ہیں... پس ہماری یہ حالت ... اللہ کی قسم مجاہدین نے کوئی نئی بدعتی لڑائی شروع نہیں کی بلکہ وہی کلمہ کیا ہے جو ہر سے کہیں بہتر ہمارے اسلاف نے کیا...

* امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین میں کسی مداخلت کا اظہار نہ کیا اور ان لوگوں کے بارے میں کسی انصاف کے حکم کو بھی تلاش کرنا گوارا نہ کیا جو آپ سے محبت اور آپ کا گروہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے تو آپ نے ان کو آگ میں جلا دیا جب انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق الوہیت کا دعویٰ کرتے تھے۔

* پھر آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والوں کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

* حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نکال باہر کیا جب انہوں نے پہلے سے کیے ہوئے معاہدوں کو اٹار پھینکا اور آپ نے ان سے برات کا اظہار کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور ان رافضیوں کی خواہشوں اور شہوتوں کی مخالفت کی جب انہوں نے آپ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کا مطالبہ کیا۔

* یہ حسین رضی اللہ عنہ ان کے خلاف بد دعا کرتے ہیں اور انہی کے مصادر میں مذکور ہے جب آپ کی شہادت سے قبل وہ آپ کا ساتھ چھوڑ گئے تو آپ نے فرمایا "اے اللہ اگر انہیں تو کوئی فائدہ دے تو ایسا کہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ان کے رستے جدا کر دے اور والیوں کو کبھی بھی ان سے رخصت نہ رکھ کہ انہوں نے ہمیں بلایا کہ ہماری مدد کریں اور پھر ہمارے خلاف ہمارے قتل میں شریک ہوئے اور ہمیں قتل کر دیا۔

* یہ عباسی خلیفہ "المہدی" ہے جو ان کے زندقوں اور بدعتیوں کے بہت خلاف تھا کیونکہ اس کے عہد میں ان کی دعوت پھیلنے لگی اور ان کا بازار چمکنے لگا تو اس نے متکلمین "الجدلیین" یعنی مناظرہ کرنے والوں کو کہا کہ ان کے رد میں کتابیں لکھی جائیں اور

ان کے شبہات کا رد کیا جائے۔ المہدی نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے ایک خاص محکم بنایا جس کا نام ”صاحب الزنادق“ تھا جو ان کا پیچھا کرتا اور دین میں خرابی کرنے والوں پر قتل یا حد جاری کرتا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بیٹے ”الہادی“ کو کہا کہ ان کا پیچھا کرے اور ان کی شدید پکڑ کرے۔

* مؤرخ ’المسعودی‘ مہدی کے بارے میں کہتا ہے ”اس نے ملحدین اور مداہنین کے قتل میں خوب مہارت حاصل کی کیونکہ وہ اس کے ایام میں بہت غالب ہو چکے تھے اور اپنے اعتقادات کا اظہار کرنے لگے تھے۔ جب اس سے قبل ان کی کتب مانی، ابن ذی حنا، مرقیوں وغیرہ پھیل گئیں جن کا ترجمہ فارسی اور پہلوی زبانوں سے عربی میں عبد اللہ بن المقفع نے کیا اس باب میں جو تصانیف سامنے آئیں ان میں ابن ابی العوجا، حماد، یحییٰ بن زیاد اور مطیع بن ایاس کی تصانیف شامل ہیں جن میں مانوی، دیحانی اور مرقونی مذاہب کی تائید شامل تھی۔ پس ان کتابوں سے زندقہ بہت بڑھ گیا اور ان کی آراء لوگوں میں ظاہر ہونے لگیں۔ تو مہدی نے متکلمین اور اہل مناظرہ کو ان کتابوں کے رد لکھنے پر مامور کیا چنانچہ انہوں نے ان ملحدین پر حجتیں قائم کیں اور ان کے پھیلنے سے روک دیا۔ کیا یہاں تک کہ حق واضح ہو گیا۔

سلجوقی ترک کی اہل السنہ

* انہوں نے رافضیوں اور باطنیوں کے خلاف قتال میں ایک تاریخ رقم کی ہے۔ چنانچہ سلطان ”ملک الشاہ“ نے اپنے ایک عالم کو ”حسن بن صباح“ سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجا جو کہ المزاریم الاسماعیلیہ کا حقیقی مؤسس تھا اور قلعہ الموت پر قابض ہونے کے بعد وہ 483 ہجری میں فعال طور پر ان کا رئیس بن گیا اس کا فدائین نامی لشکر بہت زور پکڑ گیا جس کا کلر زمین میں فساد پھیلانا اور امن پسند لوگوں کو قتل کرنا اور ان کے اموال لوٹنا تھا۔

پس اس نے سب سے پہلے ایک عالم کو اس لیے بھیجا تاکہ اس کی فکری اصلاح کی جائے اگر وہ حق کا مثالی ہے لیکن جب ملک شاہ پر یہ واضح ہو گیا کہ وہ خواہش پرست اور اپنے کفر پر مصر ہے تو اس نے الصباح کے خلاف قتال کرنے کا فیصلہ کیا اور اس

کے لیے 485 ہجری میں فوج روانہ کی جس نے قلعہ الموت کا محاصرہ کر لیا تو وہ اپنے بچاؤ کے لیے قزوين میں بدبدار ابوعلی کے پاس چلے گیا جس کی کوششوں سے یہ بچنے میں کامیاب ہوا لیکن بعد میں انہیں شکست ہو گئی۔ لیکن ملک شاہ نے اس باطنی کے خلاف اپنے جہاد کو موقوف نہیں کیا بلکہ وہ بے در پے حملے کرتا رہا تاکہ وہ باطنی کا مکمل طور پر خاتمہ کر دے لیکن موت نے اسے ان جنگوں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچانے کی مہلت نہ دی۔

* اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا سلطان بارتیا تخت نشین ہوا۔ اس کا سب سے اہم کلمہ یہی تھا کہ اس نے سب سے پہلے اپنی فوج کے اندر ایسے عناصر جن کے اندر رافضی فکری گند پایا جاتا تھا انہیں نکال باہر کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر وہ شخص جس کے متعلق ثابت ہو گیا یا چھوٹا شبہ بھی گذرا کہ وہ باطنیوں کے ساتھ انتساب رکھتا ہے اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد علاقے سے اور میدانوں سے اور خیموں سے تمام باطنی پکڑ لیے گئے اور ایک میدان میں لاکر انہیں قتل کر دیا گیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا یہاں تک کہ ان کے مقتولین کی تعداد جو میدان میں قتل ہوئے وہ تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ آج بھی ساری مسلمان دنیا میں ہمیں مسلمانوں کی صفوں کے اندر دیکھنا چاہیے کہ کہاں کہاں ایسے غدار چھپے بیٹھے ہیں تاکہ ان کا صفایا کر کے اپنی صفوں سے غدارى و خيانت کے امکانات کو کم کیا جائے۔

یہیں پر بس نہیں بلکہ ملک شاہ کے اس بیٹے نے عام الناس کو کھلی اجازت دے دی کہ جہاں کہیں انہیں دیکھیں قتل کر دیں۔ تو لوگ باطنی کو تلاتر کرنے لگے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کے قتل کرنے لگے۔ ایک شافعی فقیہ ”ابو القاسم مسعود بن محمد الخجندی“ خندقہ کھودتے اور اس میں آگ بھڑکاتے اور باطنی فرقہ کے افراد اور جماعتوں کو آگ کے اندر پھینک دیتے تھے۔

* شاہ نے اپنے تمام امرا کو لکھ بھیجا کہ اپنے اپنے حوہوں میں باطنی کو تلاتر کریں اور انہیں ختم کر دیں اور ان کا پیچھا کریں۔ امیر

”الجاولی“ نے تین سو کے قریب باطنیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس نے باطنیوں کے اندر اپنے جاسوس بھیجے جو ان کی صفوں میں گھس گئے اور جب وہ اس میں کامیاب ہوا تو اس نے سب کو قتل کر دیا۔

* اس کے بعد شاہ نے بغداد میں عباسی خلیفہ کے پاس پیغمبر بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ اپنے ملک میں باطنیہ کا پیچھا کرے تو عباسی خلیفہ نے انکو پکڑنے کا حکم دیا اور جس پر بھی باطنی ہونے کا گمان تھا اسے گرفتار کر لیا گیا۔

* چنانچہ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن الجوزی ”المستظم“ میں لکھتے ہیں ”اس معاملے میں کسی نے سفارش کرنے کی بھی جرأت نہ کی تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا اس مذہب کی طرف میلان ثابت نہ ہو جائے۔“

* اسی طرح شاہ نے اپنے بھائی سلطان سنجر کے ساتھ بھی تعاون جاری رکھا تاکہ باطنیہ کا مکمل طور پر خاتم ہو جائے۔

* 456 ہجری میں سلطان سنجر نے اپنے ایک امیر ”قبح“ کو ایک بڑا لشکر دے کر ”تربیث“ کے قلعہ کی طرف روانہ کیا تو اس نے ان پر حمل کیا اور ان کے گھروں کو جلا ڈالا اور جو باقی بچ گیا اسے گرفتار کر لیا اور ان کے اوپر بہت سخت پکڑ کر اور پھر وہاں سے حنیح سالر واپس لوٹا۔

* 521 ہجری میں سلطان سنجر نے باطنیہ کے قلعہ الموت پر حمل کر دیا اور قریباً 12000 بارہ ہزار باطنیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سلطان محمد السلاجوقی

* سلطان محمد السلاجوقی جو اپنی دینی غیرت، جہاد فی سبیل اللہ اور سنی مذہب کے پھیلانے میں اور رافضی باطنی مذہب کے خاتم کے لیے بہت مشہور تھا، اس نے حکومت سنبھالتے ہی اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ ملک کے اندر اللہ کا دین اس وقت تک بلند نہ

ہوگا جب تک باطنیہ کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ چنانچہ انکی پناہ گلوں کو ڈھا دیا اور سب سے اہم اعمال جو اس نے سر انجام دیے وہ یہ ہے کہ اس نے ایک عسکری لشکر امیر ”لق سنقر“ کی قیادت میں بھیجا تاکہ باطنیوں کے ”قلم تکریت“ کا محاصرہ کیا جائے۔ پھر اس نے اپنے وزیر ”ابی المہاسن الابی“ کو گرفتار کر لیا جو باطنیہ کے ساتھ نہ صرف تعاون کر رہا تھا بلکہ ان کی مدد بھی کر رہا تھا جس کی وجہ سے احبہان کا قلم فتح کرنے میں تاخیر واقع ہوئی۔ تو اس نے اسے سزا دی اور پھر اس کے چار اور ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لیا اور احبہان کے دروازے پر ان چاروں کی لاشیں لٹکادیں۔

پھر اس نے خود احبہان قلم کا محاصرہ کیا جب وہ اسکی طرف ایک بڑا لشکر لے کر گیا کیونکہ باطنیوں کی اذیتیں حد سے بڑھ گئیں تھیں۔ یہاں تک کہ باطنیوں کا داعی اور زعمیر ”احمد بن عطاش“ جو اپنے لشکریوں کو بھیجتا تاکہ وہ لوگوں کا راستہ کلیں اور ان کے اموال لوٹیں اور بے گناہ لوگوں کا خون بہائیں اور یہ سب کچھ وہ اپنے دین کے سائے میں کرتے تھے یہاں تک کہ ارد گرد کی بستیوں پر انکی حفاظت کے نام پر ان سے ٹیکس لیے جانے لگے۔

تو سلطان محمد نے ان کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ چار ماہ تک جاری رہا۔ اس محاصرے کے دوران انہوں نے ایک خبیث حیل یہ کیا کہ سلطان محمد کے بارے میں شبہات اور طوفان الزمات کی بوچھاڑ کر دی۔ جیسے یہی لوگ آج مجاہدین کے ساتھ کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آج بڑے بڑے علماء ثنی وی کے چینلوں پر آکر دعوے کرتے ہیں۔ تو انہوں نے مسلمان فقہاء کے پاس لوگ بھیجے تاکہ ان سے فتویٰ دریافت کریں کہ اس قوم کا کیا حکم ہے جو اللہ اس کے رسول اور اسکی کتاب اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن امام کی مخالفت کرتے ہیں تو کیا امام کے لیے جائز ہے کہ ایسے لوگوں کے خلاف لڑے اور انہیں قتل کرے اور ان کی اطاعت قبول کرے اور ان کی ہر اذیت سے حفاظت کرے؟

یہ حیلہ اس قدر خطرناک تھا اور قریب تھا کہ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا اور لوگوں کا موقف باطنیہ کے مفاد میں ہو جاتا جب انہیں اکثر فقہاء نے ان کے حق میں فیصلہ دیا... لیکن بعض فقہاء نے توقف کیا!

لیکن سلطان محمد نے اپنی فقہی بحیرت اور تدبیر سے تمام فقہاء کو جمع کیا اور انہیں مناظرہ کی دعوت دی۔ تو شافعی فقیہ ابو الحسن علی بن عبد الرحمن السمنگانی نے سب کو اپنے موافق بنا لیا اور اس کی رائے ہی حوالہ قرار پائی۔ یہی وہ فقہ ہیں جنہوں نے ان باطنیوں کا خون بہانے اور ان کے ساتھ قتال کرنے کا فتویٰ دیا تھا اور کہا کہ ان لوگوں کو شہادتین کا ادا کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا ایسا ان کی اس رائے کے سبب تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ان کا امل ان کے لیے وہ چیزیں بھی حلال کر سکتا ہے جو اللہ نے حرام کی ہیں اور وہ چیزیں حرام کر سکتا ہے جو اللہ نے حلال کی ہیں۔ تو ایسی حالت میں اس کی اطاعت ان کے عقیدے کے مطابق واجب تھی۔ پس ان کے خون اس سبب سے باجماع مباح ٹھہرائے گئے۔

اس کے بعد سلطان محمد نے کوشش کی کہ قلعہ الموت کو ختم کیا جائے اور حسن بن صباح سے قتال کیا جائے جو کہ اس قلعہ میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ پس اس نے کئی کوششیں کی لیکن اس کی اجل نے 511 ہجری میں اسے لیا جبکہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ قائد "انشتکین" کی قیادت میں چھ سال سے محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ پھر قائد انشتکین اپنے لشکر کے دباؤ پر محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا اور واپس لوٹ گیا۔

* سلطان محمد کی وفات کے بعد اس کے بیٹے محمود نے حکومت سنبھالی اور اس نے اپنے والد کی سیاست کو جاری رکھا اور اپنے ملک سے باطنی رافضیوں کے گند کو صاف کرنے کے لیے قتال جاری رکھا۔ پس اس نے الموت قلعہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ 524 ہجری میں اسے فتح کر لیا۔ لیکن باطنیوں نے اس کی وفات کے بعد 525 ہجری میں اسے پھر واپس لے لیا۔

* اس وقت ارد گرد كى رياستوں كا والى "الامير عباس" تھا جو "الرى" كلاكمر تھا اور يہ سلطان محمود كے خادموں ميں سے تھا اور مخلص مجاہد تھا۔ اس نے اپنے ہاں موجود باطنيوں كى كو پكڑا اور ايک خلق كثير كو موت كے گھاٹ اتار ديا۔ پھر اس نے قلعہ الموت كا محاصرہ كيا اور ان كى ايک بستی ميں داخل ہونے ميں كامياب ہوگيا اور اس نے وہاں گھروں ، بستیوں ، مردوں ، عورتوں اور بچوں تك كو جلا ديا۔

حکومتِ غوری

* اسى طرح "دولتِ غوری" كا بھى باطنى رافضيوں كے خلاف بڑا گرم كردار ہے۔ چنانچہ 597 ہجری ميں جب شہاب الدين غوری "كوہستان" كى طرف گيا تاك اس كے اندر موجود باطنيوں كا محاصرہ كرے۔ پھر جب اس كا گزر ايک ايسى بستی سے ہوا جس كے بارے ميں اسے پتہ چلے كہ اس كے باسى "اسماعيلى باطنى" ہيں تو اس نے وہاں لڑنے كے قابل تمام افراد كو قتل كرنے كا حكم ديا اور تمام عورتوں كو قيد كر ليا گيا اور ان كے اموال بطور غنيمت لے ليے گئے۔ اس كے بعد اس نے سارى بستی كو ملياميت كر ديا اور اسے ايسے بنا ديا گویا كہ وہ اپنے چھتوں پر گر چكى ہے۔ اس كے بعد اس نے "كنباد" كى طرف اپنا سفر جارى ركھا جو باطنيوں كا شہر تھا۔ تو غوری نے وہاں پڑاؤ كيا اور اس شہر كا محاصرہ كر ليا۔

پھر جب كوہستان كے باطنى بادشاہ نے حكومتِ غور كى طرف پيغام بھيجا اور اسے شكوہ كيا كہ بادشاہ كا بھائى "شہاب الدين" اسے تنگ كر رہا ہے۔ اس نے كہا كہ ہمارے درميان عہد تھا تو كس سبب سے ہمارا محاصرہ كيا گيا ہے؟ ليكن شہاب الدين نے اس كے باوجود محاصرہ شديد كر ديا۔ پس جب انہيں شديد خوف لاحق ہوا تو امان طلب كرتے ہوئے باہر نكلے تو شہاب الدين نے انہيں امان دے دى اور انہيں شہر سے نكال ديا اور شہر پر قبضہ كر كے وہاں نماز اور اسلام كے شعائر كو جارى كر ديا۔

حکومتِ خوارزمیہ

* حکومتِ خوارزمیہ نے بھی باطنیہ کے خلاف بہت سخت موقف اپنایا۔ اس میں سے ایک ہے 624 ہجری میں جب باطنیوں کا شر حد سے بڑھ گیا یہاں تک کہ انہوں نے جلال الدین خوارزم شاہ کے ایک امیر کو قتل کر دیا۔ تو وہ اپنی فوج لیکر قلعہ الموت سے ہوتا ہوا افغانستان میں واقع باطنیوں کے قلعہ ”کردیکوک“ تک گیا۔ اس نے ان تمام قلعوں کو تباہ کر دیا، ان کے اہل کو قتل کیا، ان کی عورتوں اور اموال کو بطور غنیمت لے لیا۔ ان کی اولادوں کو غلام بنالیا اور مردوں کو قتل کر دیا اور ان کے اندر بہت عظیم کام کیے!

قائد صلاح الدین ایوبی کا موقف

وہ بھی ان کے خلاف سخت ترین موقف رکھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی مستقل حکومت کا خاتمہ کر دیا جو اس سے پہلے ایک لمبے عرصہ سے چلی آرہی تھی۔ اس سے قبل سلجوقی امرا و قائدین کے ساتھ ان کے بہت خون ریز معرکے بیا ہو چکے تھے جن میں ان کے اموال تباہ ہوئے اور لوگ قیدی ہوئے۔ لیکن وہ شکست و ریخت جس کا سامنا انہیں صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہوا وہ ان پر بہت شاق تھی۔ کیونکہ اس نے انکی ہوا اکھاڑ دی اور ان کے خوابوں پر پانی پھیر دیا جبکہ ان کی حکومت کے پاس سیادت تھی اور وہاں رافضی دین چلنا تھا لیکن اس کے بعد اہل السنہ کا غلبہ ہوا۔ اسی لیے انہوں نے بار بار دفعہ صلاح الدین کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ کے فضل سے ان کی تمام کوششوں پر پانی پھر گیا۔

صلاح الدین نے رافضیوں کے ساتھ جو کیا اس کا کچھ تذکرہ ہم سابق صفحات میں کیا ہے۔ پس اس کے قتل کی متعدد کوششوں کے بعد اس نے محصر میں ان امراء کو گرفتار کر لیا جنہوں نے فرنگیوں سے رابطہ کیا تھا تاکہ وہ محصر پر حملہ کریں۔ اس نے ان سب کو علیحدہ علیحدہ کر کے اقرار کروایا اور اس کے بعد فقہاء سے ان کے متعلق فتویٰ دریافت کیا۔ پھر ان کے تمام سردار قتل کر دیے گئے اور ان کے اتباع و غلمان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد ایوبی نے رافضی قلعہ ”محیاف“ کا محاصرہ کر لیا جب انہوں نے ایوبی کے قتل کی کوشش کی۔ اس وقت وہ حلب کا بھی محاصرہ کیے ہوئے تھا۔

پس اس نے 572 ہجری میں ان کے قلعہ کا قصد کیا اور اس پر منجنيق نصب کی اور اس قلعہ کو خراب کر دیا اور جلا دیا۔ پھر خوب خون ریزی کی اور ان کے اموال غنیمت بنائے اور انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک انہیں ایک نہ بھولنے والا سبق نہ پڑھا دیا۔

پھر جب سوڈانی رافضیوں نے اس پر حملہ کیا جو عیودیوں کی بادشاہت کے امین کے قتل کا بدلہ لینے آئے تھے تو حلاج الدین ایوبی نے ان کے معروف محلہ ”المنصورہ“ میں فوج بھیجی اور انہیں ان کے اموال و اولاد سمیت جلا کر راکھ کر دیا۔ جب ان رافضیوں کو پتہ چلا تو یہ بیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے تو اس نے تلوار ان پر مسلط کر دی اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا یہاں تک کہ حلاج الدین کے ایک ساتھی نے ان کے آخری علاقہ الجیزہ میں توران شاہ کا خاتم کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا موقف

پس ان کا موقف دو نقاط میں واضح ہوجاتا ہے
(پہلا موقف) انہوں نے رافضیوں کی بدعتوں اور انکی کفریات کا علمی رد کیا اور ان کی حقیقت کا بیان کیا اور شریعت میں ان کا حکم بیان کیا جیسے کہ آپ کی ضخیم کتاب منہاج السنہ النبویہ سے واضح ہے۔

(دوسرا موقف) آپ نے ان کے خلاف عملی قتال کیا جب آپ نے تاتاریوں کے خلاف جہاد کے بعد رافضیوں کے خلاف قتال کیا تاکہ تاتاریوں کے خلاف جہاد میں ان کے تاتاریوں کے ساتھ اتحاد کرنے کی سزا دی جائے۔

الملك المظفر قطز

مسلمانوں کی تاتاریوں کے خلاف فتح کے بعد اس نے شہر میں ان کے خلاف ”عین جالوت“ کے مظہر پر قتال کیا۔ ملک قطز اس معاملہ میں بہت بڑا کردار رہا۔ جب اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ حلیبیوں اور رافضیوں سے انتقام لے گا جنہوں نے جنگ کے دوران تاتاریوں کی مدد کی تاکہ وہ مسلمانوں کے اموال لوٹ لیں۔ پس بہت ہی اختصار

كے ساتھ رافخسيوں كے جراثيم، ان كى خيانتوں اور غداريوں كا
اجمالاً ذكر كرنے كے بعد ہم اس كا خلاصہ و خاتم چند نقاط پر
كرتے ہيں۔

(۱) رافخسيوں كے عقائد ميں تدبير كرنے والا يہ بات جان لے گا كہ ان
لوگوں نے اللہ سبحانہ و تعالىٰ كے ساتھ شرك كا ارتكاب كيا ہے۔ انہوں
نے رب العلمين كے ذات و صفات عاليہ ميں حوادث كا ظہور ثابت كيا۔
جيسے كہ ان كا يہ كہنا كہ اللہ سبحانہ و تعالىٰ نے ان كے بعض ائم
كے اجسام كے اندر حلول كر ليا ہے اور يہ ايسے ائم ہيں جنكى يہ
اللہ كے علاوہ عبادت كرتے ہيں۔

اسي طرح انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالىٰ كى عبادت ميں بھى شرك
كا ارتكاب كيا اور انہوں نے ائم كے ليے نذر، نياز، تقرب و عبادت
كوروا ركھا جبكہ وہ انہيں مقدس و معصوم خيال كرتے ہيں۔ ليكن يہ
معاملہ يہاں تك ہى نہيں ركھا بلكہ انہوں اللہ سبحانہ و تعالىٰ كى صفات
جيسے رزق دينا، علم غيب وغيرہ بھى ائم كے ساتھ منسوب كيا۔
پس انہوں نے اللہ عزوجل كى ربوبيت و الوهيت پر ہى حملے نہيں
كئے بلكہ انبياء عليهم السلام پر بھى حملے كئے جيسے كہ فضيلت
ميں انبياء كواپنے ائم كے ساتھ فضيلت ميں كمر تر ركھا۔ اپنے ائم
كے ليے ايسى صفات و مناقب وضع كئے جو ان انبياء عليهم السلام كے
مناقب سے بھى اعلیٰ ہيں يہاں تك كہ انہوں نے يہ بھى دعوىٰ كيا كہ
يہ انبياء ان كے مزعوم معصوم ائم كے ليے ”ولایت كا عقيدہ“ دے
كر بھيجے گئے۔

ان مبنى بر ظلم افعال كے ساتھ انہوں نے اپنے ذليل عقيدہ ميں يہ
بھى اخصاف كر ليا كہ اللہ كى كتاب ”قرآن مجيد“ معنى و الفاظ كے
اعتبار سے محرف ہے۔ پس اسي بنا پر انہوں نے اللہ كى كتاب اور
اسكے رسول كى سنت كو اپنا مرجع نہيں بنايا كيونكہ انہوں نے
قرآن پر نعوذ باللہ يہ طعن كى كہ انہيں اس ميں كوئى صريح نص
نہيں ملے جو ان كے عقائد پر دلالت كرتى ہو۔ ليكن انہوں اسي پر
اكتفاء نہيں كيا۔

اسی طرح انہوں نے سنت نبوی پر اعتراض کیا اور اسکے لیے ائم اہل سنت کی روایات اور ان کی ذات کو طعن کا وسیلہ بنایا یا اور اس کا سبب یہ بتایا کہ انہوں نے اہل بیت سے منسوب جھوٹی روایات کو قبول نہیں کیا جو انہوں نے اپنے پاس سے گھڑ لیں تھیں۔ پس ائم اہل سنت زندقوں، منحرف، اور باطل پرست لوگوں کی روایت کو ان کی جہالت کے سبب قبول نہ کیا کرتے تھے۔

چنانچہ مشہور تابعی ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب فتور کا ظہور ہوا اور بدعتیں رواج پا گئیں اور لوگ ہمارے پاس حدیث بیان کرنے آتے تھے تو ہم انہیں کہتے (سموا لئلا نکلم فان کان من اهل السنة فيؤخذ حديثهم وان کان من اهل البدعة والروافضی یطرد حديثهم) ہمیں اپنے راویوں کا تعارف کروائو پس اگر وہ اہل السنہ میں سے ہوتے تو ہم ان کی احادیث لے لیتے اور اگر وہ بدعتی رافضی ہوتے تو ہم انکی حدیثیں چھوڑ دیتے تھے۔

(۲) رافضی اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ ﷺ کی اولاد کی نصرت کا دم بھرتے ہیں، جناب حسینؑ پر روتے ہیں پھر اپنے مونیوں پر ٹھپڑ مارتے ہیں اور اہل السنہ پر یہ بہتان دھرتے ہیں کہ وہ ناحیبی ہیں یعنی اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہ رافضی وہی لوگ ہیں جنہوں نے جناب حسین کو قتل کیا جبکہ اس سے قبل وہ جناب حسن کو قتل کرنے اور امیر معاویہ کے حوالے کرنے کے درپے تھے۔ یہ تعلم باتیں ان کے حاصل مراجع اور اصہبات الکتب میں ثابت ہیں۔

کتاب "الارشاد للمفید" میں امام حسینؑ کا قول مذکور ہے جب انہوں نے شیعہ کے خلاف بدعتی کی جسے ہر نے اوپر کے صفحات میں ذکر کیا ہے اسی طرح کتاب "الاحتجاج" میں ہے کہ آپ نے کہا
لکنکم اسرعتن الی بیتنا کطیرۃ الدباء وتهاقن کھاقت الفرائس،
ثم نقضتموها سفها وبعداً وسحقاً لطواغیت هذه الامة، وبقية
الاحزاب، ونبذة الكتاب، ثم انتم هؤلا تتخادلون عنا وتقتلوننا، ال
لعنة اللہ علی الظالمین۔
لیکن تم نے ہمارے گھروں پر وحشیانہ دھاوا بول دیا اور سارے
عہد کو توڑ دیا، دوری و بربادی ہے اس امت کے طاغوتوں،

کتاب اللہ کو چھوڑنے والے گروہوں کے لیے پھر اب تم
ہمیں رسوا کرتے ہو اور ہمیں ہی قتل کرتے ہو، خبردار اللہ
کی لعنت ہو ظالموں پر۔

ان دو روایتوں پر تعلق لگاتے ہوئے ”سید حسین الموسوی“ کہتا
ہے کہ یہ دو نصوص ہمیں بیان کرتی ہیں کہ جناب حسینؑ کے حقیقی قاتل
کون ہیں؟ وہ کوفہ کے شیعی ہیں! یعنی ہمارے اباؤ اجداد تو پھر ہم اہل
السنہ کو حسین کے قتل کا کیوں کر ذمہ دار ٹھہرائیں؟ اسی طرح ”سید
محسن الامین“ اپنی کتاب ”اعیان الشیعہ“ میں کہتا ہے کہ ”حسینؑ نے
اہل عراق کے بیس ہزار افراد کے ہاتھوں بیعت کی جنہوں نے ان
کے ساتھ غداری کی اور ان کے خلاف خروج کیا جبکہ جناب
حسین کی بیعت کا بار ان کی گردنوں پر تھا پھر انہوں نے انہیں
قتل کر دیا۔

اسی طرح کتاب الاحتجاج میں میرے کہاملر ”زین العابدین“ علیہ
السلام نے اہل کوفہ سے کہا
”کیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے بابا کی طرف خط لکھے
اور انہیں دھوکہ دیا اور تم نے ہی انہیں عہد و میثاق دیا تھا
پھر تم نے ان کے ساتھ لڑائی کی اور انہیں رسوا کر دیا۔ تم
رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دو گے جب وہ تم سے
فرمائیں گے کہ تم نے میری اولاد کو قتل کر دیا اور میری
حرمت کو روند ڈالا پس تم میری امت سے نہیں ہو!“۔

اسی طرح ان کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ یہ لوگ ہم پر روتے
ہیں، ان کے علاوہ کس نے ہمیں قتل کیا۔ اسی طرح ”الاحتجاج“ میں
فاطمہ الصغریٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے اہل کوفہ کو اپنے خطبے میں
کہا :

يا اهل الكوفة، يا اهل الفدر والمكر والخيلاء، ان اهل البيت
ابتلنا الله بكم، وابتلناكم بنا فجعل بلئنا حسناً فكفرتونا
وكذبتمونا ورأيتم قتالنا حلالاً واموالنا نهباً كما قتلتنا جدنا
بالامس، وسيوفكم تقطر من دمائنا اهل البيت، تباً لكم فانظروا
اللعنة والعذاب فكان قد حل بكم ويذيق بعصكم بأس بعن،
وتخلدون في العذاب الاليم يوم القيامة بما ظلمتمونا، الا لعنة الله

علی الظالمین۔ تیل لکم یا اهل الکوف کم قرآنم لرسول اللہ
قیلکم تم غدیر تم باخیز علی بن ابی طالب وجدی وبنی وعترت
الطیبین۔

اے اہل کوفہ... اے اہل غدیر و مکر و تکبر! اللہ نے ہم اہل بیت
کی تمہارے ذریعے آزمائش کی اور تمہارے ذریعے تمہاری
آزمائش کی۔ تو اس نے ہماری آزمائش کو آزمائش حسن بنا دیا
تو تم نے ہمارا انکار کر دیا، ہمیں جھٹلایا اور ہماری آواز
لڑائی کو حلال کر لیا اور ہماری اموال کو لوٹنا مباح کر لیا
جیسے کہ تم نے اس سے قبل ہماری جد اعلیٰ کو قتل کیا۔
تمہاری تلواروں سے اہل بیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ تم پر تباہی
ہو، پس تم اللہ کے عذاب اور اس کی لعنت کا انتظار کرو کہ وہ
تم پر آیا چاہتی ہے۔ اللہ تمہارے بغض کا زور تمہارے اوپر
مسلط کرے اور ہم پر ظلم کرنے کے سبب تم قیامت تک
دردناک عذاب میں مبتلا رہو۔ خبردار اللہ کی لعنت ہو ظالموں
پر۔ اے اہل کوفہ تم پر تباہی ہو تم نے اس سے قبل اللہ کے
رسول اور آپ کی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کیا! پھر
تم نے ان کے بھائی اور میرے دادا علی بن ابی طالب اور ان
کے بیٹوں کے ساتھ غداری کی۔ ان کی یہ باتیں سن کر
اہل کوفہ کے ایک فرد نے بڑے فخر سے جواب دیا۔

نحن قتلنا علیا وابن
علی
وسینا نسائهم سبی ونطحنا
ہم فای نطاح
ترک

ہم نے علی اور اسکے بیٹے کو تیز دھار ہندی تلواروں اور
نیزوں سے قتل کیا۔
اور ان کی عورتوں کو ترکوں کی طرح قیدی بنایا انہیں۔
زخمی کیا پس کیا ہی زخمی کرنا تھا۔

(۳) مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق تفکر کرے
اور پہلے ہو گذری امتوں کے احوال پر غور فکر کریں لہذا ہم ان سے
سبق و عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں

(أَوَّلًا يَدْرُونَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَكَّرُونَ)
کیا وہ دیکھتے نہیں کہ وہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ فتنہ میں مبتلا کیے جاتے ہیں پھر وہ ہیں کہ نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا (لَا يَلِدُخُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جَدْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ) مومن ایک سوارخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

رافھیوں کے اس طرح قریب ہونے سے ہمارے اوپر بہت سے اضرار اور نتائج مرتب ہوئے۔ ان کی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے خیانتیں ہمارے اوپر ظاہر ہو گئیں، انہوں نے کافروں سے دوستیاں لگائیں، ملکوں میں سرکشیاں کیں اور اس میں بہت فساد برپا کر دیا۔ ان کی کفار سے دوستی نے ان کا دین سے خروج واجب کر دیا اور انہیں رب العلمین کے امر سے باہر لا کھڑا کیا۔ جبکہ انکا اہمات المومنین کے بارے میں طعن و فساد ہی کیا کافی نہ تھا ان کے کفر ہونے میں اور وہ بھی ایک ایسی ہستی کے لیے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں قطعی طور پر بری قرار دیا۔ پس یہ باتیں جو میں (الزرقاوی) نے اوپر کی ہیں، میں تنبیہ کرتے ہوئے کہتا ہوں... کہ جب بھی مسلمانوں کا یہودیوں اور حبشیوں کے ساتھ سامنا ہوا... ہر اس جنگ میں جو تاریخ میں ہو گئی اور ہمارے موجودہ دور کی جنگوں تک... ہر دیکھتے ہیں کہ رافھی ہمیشہ کفر کے کیمپ میں نظر آئے اور ان کی عسکری و معلوماتی میدان میں تمام ممکن وسائل کے ساتھ مدد کرتے ہوئے نظر آئے۔ وہ موت کو اس بات پر ترجیح دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو کفر کے خلاف غلہ ملے یا یہ کہ ان کو کہیں اختیار حاصل ہو۔ وہ کبھی بھی اسلام کے اصل دشمنوں کے خلاف قتال نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ بہت سے حالات میں جب وہ قتال کے لیے نکلنے پر تیار ہوتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ قتال کر رہے ہیں وہ اکثر سنی قیادت کے تحت مجبوراً متحرک ہوتے ہیں یا باپ تقیم کے تحت ایسا کرتے ہیں۔ ان کا اس طرح لڑائی کے لیے نکلنا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے یا ایسی حالت میں جب وہ عداری یا رسوائی کی نیت سے یا اپنی زمینوں کے لیے یا اپنے خبیث مفادات کے لیے نکلتے ہیں۔

جیسے کہ اس کا مظاہرہ وزیر "الرافضی" کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ جب اس نے دمشق کے سنیوں کی قوت کو دیکھا اور حلیبیوں کے اپنے ساتھ کیے گئے سلوک کو دیکھا جو اس کے مصالح کے خلاف تھا تو وہ اپنی فوج لیکر "طفتکین اراتاک" کی قیادت میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح عبیدی رافضی بادشاہ "العاصد" کا قہقہہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ فرنگی اس کے ملک کی طرف چلے آئے ہیں اور اسے اپنے محل پر اور اپنی عورتوں کے چہنچہن جانے کا خوف لاحق ہوا تو اس نے نورالدین زنگی سے مدد طلب کی اور ساتھ ہی اپنی عورتوں کے کچھ بال کاٹ کے بھیجے یہ کہتے ہوئے کہ یہ میرے محل کی عورتوں کے بال ہیں جو تجھ سے مدد طلب کرتی ہیں تاکہ تو انہیں حلیبیوں سے بچائے!

(۴) مسلمانوں کے لیے یہودیوں، حلیبیوں اور محارب کافروں کے خلاف غلبہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ وہ ان تمام مرتد ایجنٹوں سے چھٹکارا حاصل نہ کر لیں اور ان میں سر فہرست ہیں رافضی۔

جیسے کہ تاریخ اس معاملے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے کہ بیت المقدس جب مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر عبیدی رافضیوں کی خیانت و مدد کے باعث حلیبیوں کے ہاتھوں میں چل گیا وہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں واپس ہوا۔ باوجود اس بات کے کہ نورالدین زنگی خود حلیبیوں کے خلاف بہت شدید موقف رکھتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیت المقدس کی فتح صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہو لیکن کیسا؟ اس سے قبل صلاح الدین کئی سالوں تک عبیدی رافضیوں کے خلاف لڑتا رہا اور اس نے ان کی حکومت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔ اسکے بعد وہ حلیبیوں کے خلاف قتال کے لیے فارغ ہوا یہاں تک کہ اسے فتح حاصل ہوئی اور بیت المقدس واپس مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا جو اس سے قبل کئی سالوں تک اہل خیانت و غدیر رافضیوں کی وجہ حلیبیوں کے قبضے میں رہا۔

یہ بہت اہم سبق ہے جو ہمیں تاریخ بتلاتی ہے اور اس سے کسی قسم کا تغافل نہیں برتا جانا چاہیے۔ ہمارے لیے کافروں کے خلاف

کہی بھی فتح ممکن نہیں جب تک ہم مرتد کفاروں سے قتال نہ کریں۔ یہ تاریخ کا بہت اہم سبق ہے کہ صحابہ کرام کی عہدِ خلافتِ راشدہ میں فتوحاتِ جزیرۃ العرب میں مرتدین کے مکمل خاتم کے بعد ہی مکمل ہوئیں۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ رافضی سب سے زیادہ سے جس سے بغض رکھتے ہیں وہ حلاج الدین ایوبی ہے۔ وہ موت کی طاقت تو رکھتے تھے لیکن اس کے خلاف نہ ٹھہر سکتے تھے۔

(۵) ہر سلیم فطرت رکھنے والا انسان یہ جانتا ہے کہ کہ آخرت میں کامیابی کا دار مدارِ صحیح سلیم عقیدہ پر ہے جو شرک و بدعت سے پاک ہو۔ پس عقیدہ حق اور رافضی عقیدہ کا اجتماع کیونکر ممکن ہے جسے ہم نے اوپر کے صفحات میں ذکر کیا ہے۔ پس تمہیں اللہ کا واسطہ ہے کہ صحیح عقیدہ کے ساتھ کس طرح عملی طور پر ان کے ساتھ قرب اختیار کیا جائے اگر ہم ان کی بعض چیزوں کو اختیار کر لیں جو کفر و خلیفہ سے بھر پور ہیں تو ہمیں ہلاکت اور دینی خسارے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ پس دین تو اس لیے آیا ہے تاکہ بندوں کو غلامی سے نکال کر رب کے ارادے کی طرف لے جائے۔ تو پھر کیسے صحیح سلیم عقیدہ کو چھوڑ کر آخری نجات حاصل ہوگی۔

جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ "کسی چیز کا صحیح آغاز اس کے اچھے انجام کی طرف لے کر جاتا ہے اور اس کا فساد اس کے نتائج کے فساد کی طرف لے کر جاتا ہے۔ پس اگر کوئی دعویٰ کرنے والا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ موافقت رکھتے ہیں کہ صحیح اعتقاد ہی اللہ کے عذاب سے بچانے والا ہے۔ لیکن وہ ایسی بات یا تو تقیہ کے باب میں کہتے ہیں وہ بھی ایسے وقت میں جب وہ اہل السنہ کے ہاں کمزور ہوں یا یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ مذہبِ حق حراہِ مستقیم پر اتفاق کر لیں۔ تو ایسی صورت میں وہ گمراہ رافضیت کے وصف سے خارج ہو کر حق کی طرف آجائیں گے۔ پس یہ تقارب و قربت ایک ہی صورت میں آئے گی اور اس کا عنوان ہوگا حق میں کی طرف پلٹنا۔

ان باتوں کے باعث میں (الزرقاوی) کہتا ہوں کہ اہل السنہ اور رافضیوں کے درمیان ادنیٰ سا فکری تقارب بھی ممکن نہیں۔ ہم نے

تاریخ میں اس قربت کا نتیجہ دیکھ لیا ہے جب عباسی خلفاء نے ان رافضیوں کو اپنے قریب کیا اور انہیں وزارتوں کے عہدے دیے اور انہیں قائد بنایا۔ جیسے کہ ابن العلقمی اور نصیر الدین الطوسی جو کہ عباسی خلیفہ مامون کے سسرالی رشتہ دار تھے جنہ کامامون کی ماں مراجل کے تذکرہ میں ہر نے ذکر کیا ہے۔ جب بھی ایسی قربت کی راہیں کھلیں ان کا نتیجہ امت کے لیے ہلاکت کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ یہ قربت اسلامی ممالک کے انہدام کا باعث بنی اور اس کی تباہی پر چھوٹی چھوٹی رافضی ریاستیں وجود میں آ گئیں۔

اسی طرح اس قربت کے باعث عقائد میں فساد پیدا ہوا جب ان کے ذریعے لوگوں میں بدعات کو رواج دیا گیا اور مسلمانوں میں شکوک و شبہات پھیلنے لگے۔ یہاں تک کہ عقائد ٹیڑھے ہو گئے اور ان میں بہت زیادہ انحراف واقع ہو گیا۔ جیسے کہ خلق قرآن کا فتنہ اور اس جیسے دوسرے افکار جسے عباسی خلفاء نے اپنی فارسی ماؤں سے حاصل کیا۔ یہاں ہمارے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بہت سے ان علماء کا تذکرہ بھی کرتے چلیں جو ماضی قریب میں جہالت کے سبب رافضیوں کے ساتھ قربت کی دعوت دیا کرتے تھے لیکن جب حق ان پر واضح ہوا تو وہ واپس لوٹے اور اپنے وعظ و تذکیر میں ان لوگوں کو اس قربت سے تنبیہ کرنے لگے جو اس قربت کے ابھی تک روادار ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی اپنی کتاب ” السنۃ ومکاتھا فی التشریح الاسلامی “ میں کہتے ہیں کہ قاہرہ پچھلی چار دہائیوں سے {دارالتقریب بین السنۃ والشیعۃ} کے مراکز کھولے گئے لیکن رافضیوں نے خود اس بات سے انکار کر دیا کہ اس جیسے دفاتر ان کے علمی مراکز نجف اور قم وغیرہ میں کھولے جائیں کیونکہ وہ صرف ہمیں اپنے دین کے قریب کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر علی احمد السالوس جو اصول الفقہ کے استاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ”محمد المدنی“ کے کہنے پر سنی اور شیعہ میں قربت کی راہوں کا مطالعہ شروع کیا تاکہ میں اس بات کو نقطہ بناؤں کہ شیعہ اہل السنۃ میں پانچواں فقہی مذہب ہے۔ لیکن جب میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا اور ان کے اصل مراجع پر نظر ڈالی تو میں

نے اس معاملہ کو یکسر مختلف پایا جو کچھ میں نے سنا تھا۔ پس میں نے اپنے مقالے کو اپنے استاد محمد المدنی کی توجیہ پر شروع کیا تاکہ قربت کی راہیں نکالوں لیکن کوئی بھی علمی مقالہ شہوتوں اور خواہشوں کے تابع نہیں ہو سکتا۔ پس ان کے بارے میں اللہ کا حکم جاننے کے بعد... اور یہ جاننے کے بعد کہ رافضی مذہب دین اسلام کے ساتھ کسی فرع اور کسی اصل میں اتفاق نہیں رکھتا کیونکہ اس کی بنیاد ہی اسلام کی عمارت کو ڈھانے پر رکھی گئی ہے۔

مہر کہتے ہیں کہ رافضیوں کا دفاع کرنا اور ان کی برأت کا اعلان کرنا اور دن رات ان کے ساتھ قربت کی راہیں تلاش کرنا اور ان کے لیے معذرتیں کرنا... یہ سارے کلمہ ایسا شخص ہی کر سکتا ہے جو کوئی جاہل غافل ہو اور نہ جانتا ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے... یا وہ ان سے بڑھ کرامت کا خائن و غدار ہو! تو ایسے آدمی کا حکم ان کا حکم ہے بلکہ اس کے بارے میں اللہ کا قول صادق آتا ہے :
(إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَيْنَاهُمْ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ، أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ)
بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ آیات و نشانیوں کو چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے انہیں کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے۔

اس کے بعد میں (الزرقاوی) کہتا ہوں کہ شیعہ اور سنیوں کے درمیان قربت کی دعوت دینے والا دو آدمیوں میں سے ایک ہے۔ وہ آدمی جس نے حق کو پہچاننے کے بعد امت کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا اور دین کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالا۔ دوسرا وہ شخص جو ان لوگوں کے احوال سے جاہل ہے لیکن وہ ایسا جاہل ہے جو علم رکھتا ہے۔

اے اہل السنہ اور رافضیت کے درمیان تقرب کی راہیں نکالنے والو...

تم کیسے اس بات کی دعوت دیتے ہو حالانکہ وہ واضح شرک پر
ہیں اور کفر بواح پر ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کی شان میں طعن کرتے
ہیں اور ان صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں کہ نبی ﷺ اس دنیا سے
رخصت فرمائے وقت جن سے راضی تھے اور وہ آپ سے راضی
تھے۔ اللہ کی قسم اگر ان میں کسی کی عزت کے بارے میں اور اسکی
بیوی کے بارے میں طعن کیا جائے تو ساری دنیا اس کے لیے کھڑی
ہو جاتی لیکن ایسے شخص کو کیوں گوارا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ
نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں اپنی خبیث زبان طعن دراز کر رہے
ہیں۔

اے اللہ! میں (الزرقاوی) گواہی دیتا ہوں کہ
نبی ﷺ کی عزت ہمیں اپنی عزت سے زیادہ
پیاری ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امار عائشہ
رض کے سر کا ایک بال مجھے اپنے نفس اور اپنے
اہل و عیال سے اور ساری انسانیت سے زیادہ
محبوب ہے۔

پس ہر بیمار یہ کہنا بھی نہ بھولیں گے کہ رافضی جب بھی کافروں
اور یہود و نصاریٰ کے خلاف موت کے نعرے لگاتے ہیں تو ہر دفعہ وہ
ایسا اپنی تقیہ کے بد عقیدہ کے باعث کرتے ہیں اور وہ اسے دین
کے ارکان میں سے ایک رکن شمار کرتے ہیں۔ پس جس قدر ان
کے اس قسم کے شعارات اور نعرے زیادہ ہوں اسی قدر ان کا
جھوٹ اور دعوے اس میں شامل ہوں گے۔

چاہے تو اس کے لیے موجودہ وقت میں ایرانی صدر احمدی
ٹراد کی بڑھک پڑھ لیں جو چیخ چیخ کے دنیا کو یہ باور کروانے
کی کوشش کرتا ہے کہ اسرائیل کو نقشے سے مٹا دینا بہت
ضروری ہے... ہاں اللہ کی قسم صرف نقشے سے ہی مٹانا۔

(۶) رافضی دین ان تمام قواعد کے انہدام کے لیے آیا جو اسلام لے کر آیا۔ پس وہ دین کی عمارت کو گراتے ہیں اسکی تحریف کر کے... قرآن میں زیادتی و نقصان کا عقیدہ رکھ کر... صحیح احادیث کا انکار کر کے... صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تکذیب اور ان پر زبانِ طعن دراز کر کے... اللہ کے دین حق میں تشکیک پیدا کر کے... بدعتوں اور باطل چیزوں کو فروغ دے کر... اور اللہ کے دین میں الحاد و زندق کو راہ دے کر۔ اسی طرح وہ نفس و اموال کو تباہ کرتے ہیں اور اہل السنہ کا خون حلال قرار دیتے ہیں، ان کے اموال لوٹتے ہیں۔ اخلاق کو تباہ کرتے ہیں اور نسب کو مٹاتے ہیں۔ جب وہ متمع کے جواز کی بات کرتے ہیں اور دبر سے مجامعت، شرمگاہوں کا مستعار دینا اور ہم جنسوں کے نکاح کرتے ہیں (اللہ کی پناہ)۔

انسانی عقل کو تباہ کرتے ہیں جب وہ بیروئن، چرس اور نشہ آور اشیاء کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ قدیم طور پر وہ انہی چیزوں کو اپنے پیروکار فدائیوں کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ جدید طور پر ان کے سینہ کو بی کرنے والے انہیں استعمال کرتے ہیں۔ جب ان کے ”آپ“ (شیعہ مذہب میں بڑے عالم کو آپ اللہ یعنی اللہ کی نشانی کہا جاتا ہے) عالم لوگوں کی عقلوں پر ہنستے ہیں اور اہل بیت کے ساتھ ان کی نسبت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ پھر ایسوں کے معصوم ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ اپنی شخصی خواہشوں کے تابع گمراہیوں کو پھیلاتے ہیں۔

(۷) ہمارے نزدیک ایران کے صفوی رافضیوں اور عرب رافضیوں میں کوئی فرق نہیں جیسے کہ عراق، لبنان، شام کے رافضی۔ رافضیوں کا دین ایک ہے ان کے اصول و فروع ایک ہیں اور ان کا مرکز و مرجع ایک ہے اور ان سب کی دشمنی اہل السنہ کے خلاف ایک ہی ہے۔

(۸) رافضیوں اور یہودیوں کے اصول ایک جیسے ہیں اسی لیے رافضیوں کی تعلیمات یہودیوں کی تعلیمات سے بہت زیادہ تشابہ رکھتی ہیں... ان کے اجتماعات اور خفیہ کانفرنسوں کی طرح... ان کا تقیہ استعمال کرنا... اس بات کا اظہار مسلمانوں کے لیے جو وہ باطنی طور پر نہیں چاہتے... یہ سب کچھ ان کے یہودی بھائیوں کے مماثل

ہے۔ یہودیوں کے پروٹوکول اور تلمود کا مطالعہ کرنے والا یہ جلد ہی پتا چل لیتا ہے کہ یہودیوں کی غیر یہودیوں کے بارے میں وہی تعلیمات ہیں جو ان آیت، سیدوں رافضیوں کے فتاویٰ میں موجود ہیں۔

یہودیوں کی تعلیمات یہ ہیں کہ وہ یہودی کے ساتھ سودی لین دین کرنے اور اس کے ساتھ دھوکہ دہی کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور اسے غیر یہودی کیساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔ رافضیوں کا دین بھی ایسے ہی ہے کہ وہ آپس میں سود اور دھوکہ دہی کو حرام قرار دیتے ہیں اور ایک دوسرے کا مال حرام سمجھتے ہیں لیکن اہل السنہ کے اموال کو لوٹتے اور اسے حلال قرار دیتے ہیں۔ یہودیوں کی تعلیمات یہ ہیں کہ یہودی پر یہ حرام ہے کہ وہ غیر یہودی کی مدد کرے یا اسے کہیں غرق ہوئے ہوئے بچائے بلکہ اگر کوئی دیوار کسی غیر یہودی پر گرا چاہتی ہے تو یہودی پر واجب ہے کہ اسے اس پر گرا دے۔ اسی طرح یہ رافضی اپنے عوام کو ایسے فتوے دیتے ہیں۔

پس کتاب ”الانوار النعمانیہ“ میں ان کا عالم ”نعمہ اللہ الجزائری“ اور کتاب ”نحب النواصب“ میں محسن المعلم کہتا ہے ”روایات میں آتا ہے کہ علی بن یقظین جو ہارون الرشید کا وزیر تھا۔ وہ مخالفین کی ایک جماعت کے ساتھ جیل میں اکٹھا ہو گیا جبکہ وہ شیعہ کے خواص میں سے تھا۔ اس نے اپنے لڑکوں سے کہا تو انہوں نے جیل کی چھت کو قیدیوں کے اوپر گرا دیا جس سے وہ سب مر گئے جبکہ وہ پانچ سو کے قریب لوگ تھے۔ پھر انہوں نے ان کے خون سے برأت چاہی تو الکاظم کی طرف فتویٰ طلب کیا تو جناب ”علیہ السلام“ نے لکھا کہ وہ انہیں قتل کرنے نہ آیا تھا تو اسے بری قرار دے دیا!

پس یہ معاملہ ہمارے زمانے میں بھی چل رہا ہے چنانچہ تلعفر کے علاقہ میں ایک ڈاکٹر ہے جسے عباس قلندر کہا جاتا ہے جو ان کی رافضی انقلابی مجلس اعلیٰ کے تابع ہے جس کا سربراہ عبد العزیز الحکیم ہے۔ یہ ڈاکٹر تلعفر میں لوگوں کا علاج کرتا ہے اس کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے اسے ایسی دوا دی جو مرض میں اور اخصاف کر دیتی تھی اور اس کا سبب بہت چھوٹا سا تھا اور وہ یہ کہ بچے کا نام تھا ”عمر“!

اسی طرح بعقوبہ میں مرکز محافظ ”دیالی“ میں ایک ڈاکٹر تھا اس نے اعلان کر رکھا تھا کہ کوئی ایسا مریخ جس کا نام عمر ہے اور کوئی ایسی مریخ جس کا نام عائشہ ہے وہ اس کا علاج نہیں کرے گا۔ اللہ کے فضل سے مجاہدین نے اس خیبت رافضی کو اس کے کلینک میں ہی قتل کرنے کی کوشش کی جب انہوں نے اس پر فائر کیا تو اسے گردن میں بہت شدید چوٹیں آئی اور وہ ایران بھاگ گیا۔

(۹) خنداری اور خیانت اور سیاسی جرائم اور لوگوں کو قتل کرنے کے میدان میں رافضیوں کے جرائم انفرادی یا کسی غنڈہ گردی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ وہ جرائم ہیں جن کی منصوبہ بندی اور حکم ان کے علماء و روساء کی طرف سے آتا ہے۔ یہ سارے افعال عقیدہ و سیاست کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں اور یہ سارے اعمال عسکری طور پر منظم ہوتے ہیں۔ جبکہ ایسے گروہوں کے افراد رافضیوں کے ہاں بہت معزز اور رافضی بازو کہلاتے ہیں! کیسے نہ ہوں کہ ان کی دعوت، ان کی حکومت اور ان کا حکم انہی کے بل بوتے پر چل رہا ہے۔

اس لیے ان گروہوں کے افراد... قائلوں کے گروہیں... جو مکمل تربیت یافتہ ہیں اور ان کے اوپر بہت سے بھاری اموال خرچ کیے جاتے ہیں اور وہ اس بات کے حریص کہ انکی ثقافت غالب رہے اور ان کے ہاں متعدد زبانوں کی معرفت رہے۔ ان کے وظائف اور تنخواہیں بہت اعلیٰ ہیں۔ یہ سب کچھ انہیں دین کے نام پر دی جانے والی تاثیر اور خیرات کے علاوہ جس کے بل بوتے پر وہ ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں حتیٰ کہ انہیں حشیش اور نشہ کروایا جاتا ہے جیسے کہ ان آیات میں قراہت کے فدائی اور اسماعیلی کیا کرتے تھے۔ جدید دور میں اس قسم کے متعدد گروہ موجود ہیں جو اپنی نسبت اور تعلق خفیہ طور پر ایک ہی مرکز کے ساتھ رکھتے ہیں۔ خبردار وہ ہر علاقہ میں ان کے نواب و امام کا مرکز ہے۔

انہیں میں سے ایک ”ایرانی انقلابی گارڈز“ کے لوگ، التعبہ عام بالباسیج، مسلح تحریکیں ”حزب لامل“ اور قائلوں کے گروہ ”حزب اللہ“ وغیرہ ہیں۔ حتیٰ کہ قتل و غارتگری کے یہ جرائم اور ان کا ارتکاب سب ان کے اہل السنہ کے قتل کے فتاویٰ اور تحریخ کی

طرف لوٹے ہیں جب وہ انہیں مستباح الدم والمال قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ دو کتابوں ”وسائل الشيعہ“ اور ”بحار الانوار“ میں داؤد بن فرقد سے روایت ہے:

قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ما تقول فى قتل الناصب ؟ فقال
حلل الدم ولكن اتقى عليك فان قدرت ان تقلب عليه الحائط
او تغرق فى ماء لكى لا يشهد عليك فافعل -

کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ناصبی (سنی) کو قتل کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس کا خون۔ حلال ہے لیکن مجھے تجھ پر ڈر ہے اس لیے اگر تیرے لیے ممکن ہو تو اس سنی پر کوئی دیوار گرا دے یا اس طرح پانی میں اسے غرق کر دے کہ کوئی تجھے دیکھ نہ لے تو ایسا ہی کر۔

اس پر ”امام خمینی خنزیر“ تعلیق لگاتے ہوئے کہتا ہے ” پس اگر تجھے استطاعت ہو کہ تو اس کا مال بھی لوٹ لے تو اس کا خمس یعنی پانچواں حصہ بھیج دے۔“

کتاب ”الم ثمر للتاریخ“ کا مصنف کہتا ہے ” جب ایران میں آل پہلوی کی حکومت ختم ہوئی اور اس کے فوراً بعد امام خمینی کا انقلاب آیا اور زلمہ اقتدار امام خمینی کے حوالے کر دی گئی۔ تو شیعہ علماء کو اس کی زیارت اور اس کی مبارکباد واجب قرار دے دی گئی اس فتح پر اور اس جدید دور میں دنیا کی پہلی شیعہ حکومت کے قیام پر جس پر فقہاء حکومت کرتے ہیں۔ مبارک و زیارت کا یہ عمل مجھ پر بھی بہت زیادہ واجب تھا کیونکہ میرا امام خمینی کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ تو میں نے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ایران کی زیارت کی ، بلکہ زیادہ مرتبہ کی جب امام طہران میں داخل ہوا اور اس سے قبل وہ پیرس میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا۔ اس نے مجھے بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ میری یہ ملاقات عراق کے باقی علماء سے علیحدہ اکیلے میں تھی۔ جب ان کے ساتھ ایک خاص مجلس ہوئی تو مجھے کہنے لگا وقت آگیا کہ ہم ائمہ صلوات اللہ علیہم کی وصیتوں پر عمل پیرا ہو جائیں۔ ہم ناصبیوں (سنیوں) کا خون بہائیں گے، ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے جو ہماری پکڑ

سے بچ پائے گا اور ان کے اموال شیعی اہل بیت کے لیے خاص ہوں گے۔ ہر زمین کے صفحہ پر سے مدینہ و مکہ کو مٹا دیں گے کیونکہ یہ دو شہر وہابیوں کی پناہ گاہیں بن گئے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کی مقدس زمین کربلا کو لوگوں کا قہل بنا دیا جائے۔ اس طرح ہم اپنے ائم علیہم السلام کے خوابوں کی تکمیل کریں گے ہماری حکومت قائم ہو گئی ہے جسکے لیے ہر نئے طویل جہد کی ہے اور اب صرف اس کی تنفیذ باقی ہے۔ پس آج جب ہم اس بات کو موجودہ عراقی حالات پر مطبق کرتے ہیں ہر دیکھتے ہیں ”فیلق الفدر“ اور مزعوم ”جیش المہدی“ وغیرہ جماعتوں نے اس کام کو بہت بہتر طور پر سر انجام دیا ہے۔

وہ اہل السنہ کے گھروں پر دھاوے بولتا ہے اور اس بہانے کے ساتھ کہ وہ مجاہدین کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انگریزوں اور مجاہدین نہ بھی ملیں تو وہ وہاں مردوں کو قتل کر دیتے ہیں اور عورتوں کو قید کر لیتے ہیں اور ان کی عزتوں کو دلال کر لیتے ہیں اور ان سنی گھروں سے جو کچھ لوٹ سکتے ہیں لوٹ لیتے ہیں۔ پس ان رافضی ملیٹیوں نے وہاں بہت سے جرائم و فساد کا ارتکاب کیا ہے کہی انفرادی، کہی امریکیوں کی مدد کے ساتھ اور کہی امریکیوں کے ابھارنے پر پچھلے چند سال میں ہونے والے واقعات اس بات پر کافی گواہ ہیں۔

سینکڑوں کی تعداد میں ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسر اور اعلیٰ ڈگریوں کے حامل افراد کو قتل کر دیا گیا۔ جبکہ وہ لوگ جن میں مساجد کے خطباء و علماء اور عام الناس شامل ہیں ان کا تو ذکر ہی نہ کریں۔ وہ افراد جیلوں میں پڑے ہیں جو ”دیوان الوقف السنی“ سے تعلق رکھتے تھے۔ کتے ہی مدارس، مساجد ہیں جنہیں ڈھا دیا گیا ہے۔ سینکڑوں مساجد و مدارس ہیں جنہیں ڈھایا گیا اور شدید نقصان پہنچایا گیا۔ بہت سی مساجد کو ”حسینیات“ اور تعذیب کے مراکز میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایسا کمر وسطی اور جنوبی علاقوں میں بہت کیا گیا ہے۔

لیکن ان کی سرکشی مردوں تک نہیں۔ رکی بلکہ عورتوں کو قید کرنے اور انہیں غصب کرنے کے قبیح افعال کیے گئے۔

حامل عورتیں قتل كر دى گئى ، دودھ پیتے پچے قتل كیے گئے... لیكن مسلمانوں كى طرف سے كوئى مدد نہ پہنچى سوائے اس كے كہ جس پر اللہ نے رحم كیا ہو... انا لله وانا اليه راجعون۔

(۱۰) پورى امت اسلاميہ ڈنمارك ميں ہونے والى نبى كائنات ﷺ كى توہين پر سيخ پاء ہو گئى جو اس كے غيرت مند ہونے كى دليل ہے كہ وہ نبى ﷺ كے ساتھ كس قدر محبت ركھتى ہے ۔ كيونكہ علماء اسلام ، داعى خضرات نبى ﷺ كے شرف و مقام كے ليے غيرت كھاتے ہيں جبكہ آپ كے شرف كو يہ لعنتى رافضى رسوا كرتے ہيں۔ نبى ﷺ كى ازواج پر زباں طعن دراز كرتے ہيں اور آپ كے اصحاب كو گالى ديتے ہيں اور پھر اہل بيت كى محبت كا لباس پہن كر ايسا كرتے ہيں جبكہ اہل بيت ان سے برى ہيں۔

اللہ كى قسم كوئى بهى شخص جو ان بدعتى رافضىوں كے ساتھ تقرب اختيار كرتا ہے وہ ايسا شخص ہے كہ جس كا دل سخت ہو گيا ہے، اس كا چہرہ سیاہ ہو گيا ہے اور اس كى آنكھيں اندھى ہو گئى ہيں۔

(۱۱) يہ سب سے پہلے رافضى ہى تھے جنہوں نے تكفيرى منہج كى بنياد ركھى جب انہوں نے ابتداء ہى سے نبى ﷺ كے اجمہ صحابہ كرام كو كافر قرار دے ديا... وہ صحابہ جنہوں نے دين كو پھر تك منتقل كيا اور اللہ تعالىٰ نے جن كے ذريعے اسلام كو دنيا كے كوئے كوئے تك پہنچا ديا۔ ليكن ان كى تكفير كا يہ خطرہ صرف نظريات ميں ہى محصور نہ تھا بلکہ انہوں نے اسے عملى طور پر بهى اپنایا۔ پس وہى پہلے لوگ ہيں جنہوں نے مسلمانوں كے ائمہ و خلفاء كو قتل كرنے كا طريقہ ايجاد كيا جيسے كہ انہوں نے امير المومنين سيدنا عمر بن الخطاب رضى اللہ عنہ وارضاہ وغيرہ كے ساتھ كيا۔

ان كا يہ تكفيرى عقيدہ اپنى حدوں سے نكل كر سارے اہل السنہ كى تكفير سے بهى گريز نہيں كرتا۔ جنہيں وہ علم النواحيب كا نام ديتے ہيں۔ ان كے اہل السنہ كے انكار كى احوال ان كے دين ميں ہے اور وہ احوال ہے امامت اور عصمت يعنى معصوميت۔ ان دو چيزوں پر انہوں

نے اپنے اہم ترین خبیث عقائد کی بنیاد رکھی ہے۔ اس معنی کو حقیقت میں تبدیل کرتی ہوئی انکی موجودہ عملی حالت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی انہیں خدااری اور خیانت کے حالات میسر آئے تو انہوں نے اس منہج کی تطبیق کی اور اسی انحراف کی راہ چل دیے۔

آج انہوں نے مباح کر لیا ہے... جسے زبان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ حال خود اسے بیان کرنے کے لیے کافی ہے... خون، اموال اور اہل السنہ کی عزتوں کو مباح کر لیا گیا ہے اور بعض اوقات انہوں نے اہل السنہ کے بعض شرکیہ مقبروں کو خراب لگانے کا بہانا بنا لیا ہے۔ جب یہ بات جانتا چاہیے کہ ان کے ان تمام سرخ منصوبوں کی پلاننگ تو ان کے بڑے امریکہ نے چند میل دور بیٹھ کر کی ہے۔ ان کے بڑے تو ملک سے باہر بھی متوج نہیں ہوئے۔ ان کے یہاں بسنے والے عوامل اہل السنہ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ لیکن قابض قوتیں جنہوں نے جناب علیؑ کے مزعوم روخ پر حمل کیا اور وہاں جیش المہدی کو ذلیل کر کے اسلحہ بھی چھین لیا اور ان کی مقدسات کی بے حرمتی کی اور پھر اسی سلسلہ میں ہادیؑ اور عسکری کے مزاروں پر دھاوا بولا گیا۔ یہ سارا ڈرامہ اس لیے کیا گیا تاکہ اس کا وبال اہل السنہ پر ڈالا جاسکے اور وہ اپنا حسد و کینہ ظاہر کرنے کا بہانہ تلاش کریں۔

جس بات سے حیرت اور حیرانگی اور بڑھتی ہے وہ یہ کہ یہ وحشی افعال پوری دنیا میں ان کا ہدف کوئی بھی یہودی یا حبیبی نہ تھا بلکہ اس کے برعکس یہ رافضی تو ان کے لیے بہترین مددگار ثابت ہوئے تاکہ مسلمانوں اور اسلام کا خاتمہ کر دیں۔ پس اس سے سارے لوگوں پر ظاہر ہو جانا چاہیے ان کا انقلابی شور محض ان شرکیہ مزاروں کی وجہ سے ہی تھا... یہ شرکیہ تحریک جسے ان کے مجوسی استادوں نے شروع کیا تھا... یہ بہترین دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اپنے آئمہ معصومین کی حرمتوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی حرمت پر مقدم رکھتے ہیں جب کافروں کی طرف سے زمین کے کونے کونے میں انکی پامالی کی جاتی ہے۔ انکی غیرت آج کافروں کی طرف سے نبی ﷺ کے کارٹون شائع کرتے وقت نہ جاگی اور نہ ہی ان قابض فوجوں کے خلاف جاگی جنہوں نے اسلام اور اس کے عقیدہ

کو تباہ کیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اپنے ائمہ کو کس قدر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر فصیلت دیتے ہیں۔

اے اہل سنت... جاگ جاؤ... اٹھ کھڑے ہو... تیار ہو جاؤ...
آستینوں کے اس رافضی سانپ کو نکالنے کے لیے جو تمہیں ڈنک
مار رہا ہے اور تمہیں عراق پر قبضے کے دن سے آج تک دردناک
عذاب دے رہا ہے۔ چھوڑ دو یہ جھوٹے نعرے... ”گروہ بندی
چھوڑنا“ اور ”وحدت وطن“... یہ ایسے نعرے ہیں جو آج تمہیں زیر
کرنے اور تمہیں بزدلی پر آمادہ کرنے کے لیے بہانہ بنائے گئے ہیں۔
جبکہ تم ہی ان لوگوں کا شکار بنتے ہو جو سب سے پہلے ان
لوگوں میں شامل ہوئے جنہوں نے قابض فوج کی مدد کی اور ملک
کے اموال لوٹنے اور اس کی املاک کو تباہ کرنے کی سعی
کی۔

وہ اس پر ہی نہیں رکے بلکہ انہوں نے اپنے زہریلے منصوبوں
کو جاری رکھا اور نیشنل گارڈ، اور پولیس کے یونیفارم پہنے پھر
چڑھ ائے اور انہوں نے پھر کتے ہی جراثیم کا ارتکاب کیا...
تمہاری حصفوں میں فتنہ برپا کیا... مرد قتل کیے، عورتوں کی عصمت
دریاں کی... کبھی غاصب قوت کی مدد سے اور کبھی اپنے سرکاری
عہدوں کے بل بوتے پر... یہ سارے مناصب جنہیں انہوں نے ڈھال بنالیا
ہے جس کے ذریعے وہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کرتے
ہیں... تمہارے بیٹوں کو قتل اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ
دیتے ہیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے مشترکہ خیبت منصوبے بنا رکھے
ہیں اور اپنے کلمہ کو تقسیم کر لیا ہے۔ پس سیستانی ایرانی غاصبوں کا
واعظ کفر و نفاق کا املر وہ اہل السنہ پر بلوڑ کے فتوے دانتا ہے۔
اسی طرح حکیم، جعفری اور ان کے چیلے چانٹے بھیڑوں کی کھالیں
پہنے ہوئے اور ظاہراً سیاسی عمل کا لباس پہنے ہوئے غاصب فوجوں
کے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ جب کہ ان کے یہ سارے کلمہ
علاقے میں فارسی رافضی ایرانی اثر و رسوخ بڑھانے کے لیے ہیں۔

اس ڈھال کے پیچھے وہ پچھلے تین سالوں سے معاشرے کے مختلف طبقات کے خلاف نسل کشی کے منظم حملے کر رہے ہیں۔ قتل و غارتگری، داخلی جیل خانے، حسینیات اور بعض جگہیں جہاں وہ اہل السنہ کو دردناک عذاب سے دوچار کرتے ہیں ان میں خاص طور پر البناء السنہ کا گروہ معاشرے میں ان کا خاص ہدف رہا ہے۔ جہاں تک ان کے مزعوم ”جیش المہدی“ کا تعلق ہے تو اس کی بنیاد خاص طور اس لیے اٹھائی گئی کہ رافضی عقیدہ کا دفاع کیا جائے اور اہل السنہ کے خاتم کے لیے کلمہ کیا جائے۔ اس کو تیار کرنے کا مقصد تھا کہ ایک متبادل قوت تیار کی جائے تاکہ سیاست کے میدان میں رافضی عقیدہ علم و تمکین حاصل کرے۔

جس بات سے ہمیں ان کے گہرے حسد و کینہ کی دلیل ملتی ہے وہ یہ ہے کہ مقتدی الصدر ملعون نے کوفہ میں حلیبیوں کے داخلے کے بعد اپنے لشکر کی تشکیل دیتے ہوئے خطبہ کے دوران کہا ”یہ جیش ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے بنایا گیا ہے جنہوں نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کنارہ کیا تھا“... اے میرے مجاہد بھائیو!... اس کلہر پر غور کرو جو اس کے منہ سے نکلا ہے قبل اس کے ہمارے اور ان کے درمیان ناٹم ختم ہو۔

آج خبر آئی ہے جس سے ہر عقل مند کے لیے ان کی برائی ظاہر ہو گئی ہے۔ ہر سنے والے اور دیکھنے والے کے لیے ان کی حقیقت واضح ہو گئی... جس سے شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی... کیونکہ یہ حسد و کینہ سے بھرے ہوئے لوگ کسی مومن کے معاملے کسی عہد و میثاق کے پابند نہیں... جو ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے... جب انہوں نے بغاوت و شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بوڑھوں، معصوم لوگوں اور عام الناس کو قتل کیا یہ سب کچھ ایک ایسی کارروائی میں کیا گیا جس کی منصوبہ بندی پچھلی راتوں میں کی گئی اور ایک تھوڑے سے وقت میں دو سو کے قریب مساجد پر حمل کیا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بزدلانہ عمل پہلے سے طے شدہ تھا اور باقاعدہ مطالعہ کے بعد کیا گیا تھا۔ اللہ فرماتے ہیں:

{وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۗ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا جَزَاءٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ}

اور اس شخص سے بڑھ كر كون ظالم هوگا جو اللہ كى مساجد سے اور ان كے اندر ذكر اور ان كى خرابى كى سعى كرتا ہے۔ يہ ايسے لوگ ہيں جو مسجد ميں نہيں داخل ہوئے مگر خوف كھائے ہوئے ان كے ليے دنيا ميں رسوائى اور آخرت ميں عذاب عظيم ہے۔

ليكن وہ كسى حد پر نہ ركے بلکہ انہوں نے ايسے افعال كيے جس سے تاريخ بھى شرمنا گئي ہے كم انہوں نے ايسے كفرى اعمال كيے ہيں اور ان كے ارتكاب كے ساتھ وہ اصلى كفروں سے بھى كئي ہاتھ آگے نكل گئے ہيں۔ جب انہوں قرآنى محصف پھارے اور آيات كو پھار ڈالا اور اللہ كے گھروں ميں اسلامى شعائر كامذاق لڑايا يہاں تك كم انہوں نے ثابت كر ديا كم وہي اللہ كے اصل اور حقيقى دشمن ہيں ... اللہ انہيں قتل كرے يہ كہاں بھنكے پھرتے ہيں۔

ہم اسے كہتے ہيں... تو نے حدود كو پھلانگ ديا ہے اور اہل السنہ كى عزتوں پر حمل كيا ہے پھر تو نے اس كے بعد بہتان باندھتے ہوئے... جھوٹ بولتے ہوئے اور ... حقيقت كو چھپاتے ہوئے بيان ديا كم تو ان لوگوں ميں سے ہے جنہوں نے اپنے پيركاروں كو حكم ديا تھا كم اہل السنہ كى مساجد كى حفاظت كريں۔ چنانچہ ہم نے تيرے ساتھ لڑائى كے ميدان ميں داخل ہونا قبول كر ليا ہے اور تيرے چيلوں چانٹوں كے خلاف لڑائى كا ارادہ باندھ ليا ہے ليكن دو شرطوں كے ساتھ جس پر تجھے ضرور عمل كرنا ہو گا۔

* پہلى شرط يہ كم تو اور تيرے چيلے مردوں كى طرح ميدان ميں اتر اؤ اور اپنا وہ اسلح جو تم نے حليبيوں كو بيچ ديا ہے وہ بھى لے اؤ اس حالت ميں كم تم ذليل تھے جبكہ اس نے تم سے اپنى شروط بھى منوائى اور تمہارے گھر ميں تمہيں ذليل كيا اور اس كے فوجيوں كے لشكر نے تمہارے مزعوم حيدرى حدنـ كو پامال كيا۔

* دوسرى شرط تيرے جيش سے ہمارے ساتھ لڑائى كے ليے صرف وہ نكلے جس كو اپنے اصلى باپ كا پتہ ہو۔

واللہ غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون

عداری و خیانت کا فرق، کفر و نفاق کا مجموعہ
الشیخۃ یہودیوں کا ایجنٹ کافر گروہ

والحمد للہ رب العلمین
جمادی الاولیٰ 1427 ہجری

اہل علم و ایمان کا اجماع طہران کے مجوسی دین کا انکار

امت کے فتاویٰ کا انحصار اہل السنۃ والجماعہ پر ہے
اور اہل الرأی والحديث
ہر دو گروہ رافضی مذہب کے رد پر متفق
ہیں (ابوالمظفر الاسفراہینی)

جمع و اعداد۔
فصیح الشیخ صادق الکرخی (دفتر اللہ تعالیٰ)
شعبان 1427 ہجری

مجمع الزوائد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے باسناد حسن مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ
میں نبی ﷺ کے پاس تھا اور علی رضی اللہ عنہ
بھی آپ ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے
فرمایا:

{یا علی سیکون فی امتی قوم یتحلون حب
اہل البیت، لہم نبد، یسمون الرافضۃ، قاتلوہم
فانہم المشرکون}

اے علی رضی اللہ عنہ! میری امت میں ایک
ایسی قوم ہوگی جو اہل بیت سے نسبت کا
دعویٰ کرے گی اور وہ علیحدہ ہو جائے گی
ان کا نام رافضہ ہو گا، ان سے قتال کرنا کہ
بے شک وہ مشرک ہیں۔

انتساب

”عمر بریگیڈ“ کے جری شیر جوانوں کے
نام... رافضیوں میں جناب امیر المؤمنین علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل
کرنے والوں کے نام... جب انہوں نے
فرمایا...

میر جب کوئی منکر امر دیکھتا ہوں تو آگ
جلا لیتا ہوں اور قُبَّز کو بلا لیتا ہوں

فہرست اقوال اسماء الفقہاء

رافضیہ کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال

۱۔ علقمہ کا قول

۲۔ عامر الشعبي کا قول

- ۳۔ طلحہ بن مصرف کا قول
- ۴۔ قتادہ بن دعامہ کا قول
- ۵۔ ابن شہاب الزہری کا قول
- ۶۔ سفیان الثوری کا قول
- ۷۔ رقیہ بن مصقلہ کا قول
- ۸۔ عاصم الاحول کا قول
- ۹۔ مسعر بن کدام کا قول
- ۱۰۔ الاعمش کا قول
- ۱۱۔ الاوزاعی کا قول
- ۱۲۔ شریک بن عبد اللہ القاضی کا قول
- ۱۳۔ عبد اللہ بن ادريس کا قول
- ۱۴۔ ابی بکر بن عیاش کا قول
- ۱۵۔ عبد الرحمن بن مہدی کا قول
- ۱۶۔ سفیان بن عیینہ کا قول
- ۱۷۔ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی کا قول
- ۱۸۔ محمد بن یوسف الفریابی کا قول
- ۱۹۔ ابی بن معین کا قول
- ۲۰۔ ابی عبید القاسم بن سلام کا قول
- ۲۱۔ حمد بن یونس کا قول
- ۲۲۔ بشر الحافی کا قول
- ۲۳۔ اسیدق بن راہویہ کا قول
- ۲۴۔ محمد بن اسماعیل البخاری کا قول
- ۲۵۔ ابی زرعہ الرازی کا قول
- ۲۶۔ ابی سعید عثمان بن سعید الدارمی کا قول
- ۲۷۔ محمد بن الحسین الاجری کا قول

- ۲۸۔ ابوبکر بن ہانی کا قول
 ۲۹۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب کا قول
 ۳۰۔ حسن بن علی بن ابی طالب کا قول
 ۳۱۔ زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول
 ۳۲۔ حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا قول
 ۳۳۔ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
 ۳۴۔ زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول
 ۳۵۔ عبد اللہ بن حسن بن الحسن بن علی کا قول
 ۳۶۔ جعفر الصادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی
 طالب کا قول
 ۳۷۔ عمر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول
 ۳۸۔ عبد اللہ بن الحسن بن حسین کا قول
 ۳۹۔ عبد اللہ بن الحسین بن حسن کا قول
 ۴۰۔ الحسن بن زید بن محمد کا قول
 ۴۱۔ محمد بن زید بن محمد کا قول

حناہل کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

- ۴۲۔ امام احمد بن حنبل کا قول
 ۴۳۔ حرب بن اسماعیل الکرمانی کا قول
 ۴۴۔ الحسن بن علی البرہاری کا قول
 ۴۵۔ ابی عبد اللہ ابن بطہ کا قول
 ۴۶۔ الفاضل بن یحییٰ کا قول
 ۴۷۔ ابن عقیل کا قول
 ۴۸۔ بی الفرج ابن الجوزی کا قول
 ۴۹۔ ابی العباس ابن تیمیم کا قول

- ۵۰۔ ابن القیم کا قول
۵۱۔ ابن رجب کا قول
۵۲۔ محمد بن عبد الوہاب کا قول
۵۳۔ عبد الرحمن بن حسن کا قول
۵۴۔ عبد اللطیف بن عبد الرحمن کا قول

مالک کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

- ۵۵۔ امام مالک کا قول
۵۶۔ عبد الملک بن حبیب کا قول
۵۷۔ سحنون کا قول
۵۸۔ القاضی عیاض کا قول
۵۹۔ ابو ولید الباجی کا قول
۶۰۔ القاضی ابوبکر ابن العربی کا قول
۶۱۔ ابی العباس ابن الخطیب کا قول
۶۲۔ ابو عبد اللہ القرطبی کا قول
۶۳۔ ابو عبد اللہ الخرشبی کا قول
۶۴۔ علی الاجہوری کا قول
۶۵۔ ابی العباس الصاوی کا قول

شافعی کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

- ۶۶۔ امام الشافعی کا قول
۶۷۔ اللہ اللالکائی کا قول
۶۸۔ عبد القاہر بن طاہر البغدادی کا قول
۶۹۔ خطیب البغدادی کا قول
۷۰۔ ابو عثمان الصابونی کا قول
۷۱۔ ابو مظفر الاسفراہینی کا قول

- ۷۲۔ ابو حامد الغزالی کا قول
۷۳۔ فخر الدین الرازی کا قول
۷۴۔ ابو عبد اللہ الذہبی کا قول
۷۵۔ تقی الدین السبکی کا قول
۷۶۔ ابن کثیر الدمشقی کا قول
۷۷۔ ابو حامد محمد المقدسی کا قول
۷۸۔ جلال الدین السيوطی کا قول
۷۹۔ شہاب الدین الرملى کا قول
۸۰۔ احمد بن حجر الہیتمی کا قول
۸۱۔ ابی الثناء الالوسی کا قول

احناف کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

- ۸۲۔ امام ابوحنیفہ کا قول
۸۳۔ القاضی ابو یوسف کا قول
۸۴۔ ابی جعفر الطحاوی کا قول
۸۵۔ ابوبکر السرخسی کا قول
۸۶۔ صدر الدین بن ابی العز کا قول
۸۷۔ محمد انور شاہ بن معظم شاہ کشمیری کا قول
۸۸۔ ابن عابدین کا قول
۸۹۔ نظام الدین الہندی کا قول
۹۰۔ شیخ زادہ کا قول
۹۱۔ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول
۹۲۔ ابی المعالی الالوسی کا قول۔

جب ہم شیعیت کا تذکرہ کرتے ہیں!

جب ہم شیعیت کی بات کرتے ہیں تو ہم بات کرتے ہیں اس شیعیت کی کہ جس نے اہل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھ کر صرف اسے ہی دین منزل بنالیا۔

اس شیعیت کی جس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ میں تفریق ڈال دی اور پھر آپ کے اصحاب میں تفریق کی اور انہیں دو قسموں میں تقسیم کر دیا۔ ایک قسم کو نعوذ باللہ کافر قرار دے دیا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور دوسری قسم کو اس قدر تقدیر دی کہ ان کی عبادت شروع کر دی اور وہ اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر انہوں نے آپ کے اہل بیت میں تقسیم کی تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات امہات المومنین کو اہل بیت سے خارج کر دیا۔ پھر جو باقی بچے ان کو دو قسموں عباسی اور علویوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر جب عباسیوں کو انہوں نے کافر قرار دے دیا تو اب علویوں پر ہر لوٹے اور انہیں فاطمی، حنفی، بدوی وغیرہ اہل اسلام میں تقسیم کر دیا۔ لیکن انہوں نے پلہر تک ہی اکتفا نہ کیا اور اسکے بعد فاطمیوں کو حسنی اور حسینی میں تقسیم کر دیا۔ لیکن تقسیم کی لہجہ بنانے کا یہ عمل بالکل نہ رکا یہاں تک کہ بنو ہاشم کو دین میں کھیل بنالیا گیا اور ایسا اسلام کے ساتھ ان کے اندرونی کینہ و بغض کا مظہر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سوائے نو افراد کے تمام حسینیوں کو کافر قرار دے دیا جن میں ایک موہوم و معدوم ہے۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ معاملہ پیچ پر رک گیا۔ قطعاً نہیں بلکہ ان کی زبانوں کا خنجر جناب محسن انسانیت کی تین پوتر و پاکباز بیٹیوں پر بھی چلا اور انہوں نے کپاہ کو اہل بیت کی بیٹیوں ہی نہیں بلکہ آپ کی پہلی بیوی کریمہ تھی جنہیں نکال دیا گیا تھا (نعوذ باللہ) پس اہل بیت میں سے باقی کیا رہ گیا۔

شيعيت سے ہمارى مراد شيعيت — ہے جو نبى كائنات كى تمام احاديث كارد كرتى ہے۔ اجمالاً و تفصيلاً! اس ميں ان كى دليل يہ ہے كہ يہ سارى احاديث صحابہ كے طريق سے آئى ہيں اور وہ ان كے عرف ميں نفوذ باللہ مرتد ہيں اور دين سے خارج ہيں۔ اس كے ساتھ وہ اللہ سبحانہ و تعالىٰ كى آيات كى باطل جھوٹى اور بے بنياد تاويلات كرتے ہيں اور اسے جھوٹ طور پر سيدنا جعفر بن محمد رحم اللہ كى طرف منسوب كرتے ہيں۔ ہے شيعيت بنا كتابكے بنا سنتكے بنا احباب كے....!

وہ شيعت جو نبى كے جانشان صحابہ كى تكفير كرتى — ہے اور ان كے بارے ميں بكواس كرتى ہے كہ وہ اللہ طمع ہيں جن كا مقصد زن زر اور كرسي كے علاوہ كچھ نہيں تھا۔ وہ شيعيت جو عربوں سے كراہت كرتى ہے اور ان كى طرف ہر عيب كو منسوب كرتى ہے اور وہ قوجسے اللہ اپنے دين كے ابلاغ ليے اختيار كيا ان كى طرف اپنى نسبت كرنے سے كتراتى ہے۔

وہ شيعيت جو يہ كہے — ہے كہ عمر الفاروق جيسے ادرادى جس نے كسر كے تكبر كو زوالا اور اس كى ناك كو خاك الود كيا كہ وہ (اللہ كى پناہ) اور ان كى ماں حصة زانيہ عورت ہے اور يہ كہ على نے آپ كى بيٹی كے ساتھ متعم كے تحت زنا كيا اور اس كے ہار رات بتائى۔ اسى ليے عمر نے انہيں محروم كر ديا۔ وہ شيعيت جو يہ كہے — ہے كہ نبى كے خالو سعد بن ابى وقاص رضى اللہ عنہ فاتح عراق اور متكبروں كا غرور توڑنے والے وہ ”نعل بن سفاح“ ہيں بلکہ سارے بنو زجر ہيں۔ ہے شيعيت جو فاتح مصر و فلسطين عمر و بن العاص رضى اللہ عنہم كے بارے ميں كہتى ہے وہ بھى زنا كى اولاد ہيں اور عبد اللہ بن زبير ابن اسماء بنت ابى بكر ذات النطاقين و بطلہ الهجرة رضى اللہ عنہم، امير المومنين و خليفہ المسلممين سب متعم كى اولاد ہيں۔

وہ شيعيت جو يہ كہے — ہے كہ صديق و فاروق نبى كے دونوں خليفہ منصب، خلافت كے غاصب ہيں اور على رضى اللہ عنہ نے ان پر يہ احسان كيا كہ وہ ان كے ائحصاب پر خاموش رہے اور انہوں نے غيرت نہ كھلى۔ وہ شيعيت جو نبى كى بيويوں اور امہات المومنين

رضی اللہ عنہن کے بارے میں زبان طعن درگزرتی ہے اور ان پر کفر و فحاشی کے بہتان باندھتی ہے۔ وہ شیعیت جو زنا کو متعم کے پردے میں جائز قرار دیتی ہے۔

وہ شیعیت جو ہمارے علماء اور فقہائے عظام کا اعتراف بھی نہیں کرتی اور ائم اربعہ کی شان میں اور اکابر کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے۔ وہ شیعیت جس کے پیروکار اپنی نسبت ایران کے ساتھ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وزن لے رکھتے ہیں اور عین کرتے ہیں اور اس کے اوقات کی پابند کرتے ہیں۔ وہ شیعیت جس کے آپس کی کسی کا کوئی وزن نہیں، جب تک کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے دعویٰ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ کرے۔ چاہے وہ سات اسیمانوں کے رب کی قسم کھائے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے لیکن وہ واجب القتل ہے جب وہ عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے۔ اے سنی کیا تو عمر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا؟!

وہ شیعیت جو اہل بیت کے نام پر درختوں پر پھوس، اور آگ کی تقدیر کرتی ہے۔ وہ شیعیت جس نے اولیاء کے درباروں اور ان پر لگنے والے میلوں کو لوگوں کے اموال بٹورنے کا بہانہ بنالیا اور لوگوں کو عبت میں مبتلا کیا اور ان کی عزتوں سے کھلواڑ کیا۔ وہ شیعیت جو جھوٹ کو واجب قرار دیتی ہے اور نفاق و دھوکے کو "تقیہ" کے پردے میں جائز قرار دیتی ہے۔ کوئی شیعیہ اپنی زبان سے کہے گا ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں ہم تو مختلف فروع کے اور معمولی اختلاف ہذا بہ کے لوگ ہیں جبکہ اس کا دل آپ پر لعنت کی تسبیح کر رہا ہوگا اور ایسا بک بھی دے گا جب اسے فرصت ملے گی! وہ شیعیت جو "قم" کی ناپاک و غلیظ زمین کو مسلمانوں کا مرکز گردانتی ہے اور اسے "مقدس" کا ندیہتی ہے اور کعبہ کی بے حرمتی کرتی ہے جو اس زمین کا سب سے پاک ترین علاقہ ہے۔

وہ شیعیت جو مساجد کو معطل کرتی ہے اور مزاروں اور درباروں کو اچھلوتی ہے اور آپس کی عبادت اور ضرار کی مساجد تعمیر کرتی ہے اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی فصیل کو مزید وسعتی ہے ایسی۔ ہی شیعیت کے بارے میں ہم بیان

كرتے يہى اور ايسى۔ ہى شيعيت كى چير۔ دستور كالج۔ ہم
شكار ہيں۔

{شيخ المجاہد ابو انس الشامى الشيبكے ليكچر بعنوان ”شيعہ
واباطيل شيعۃ اقتباس }

مقدم

بسم اللہ الذى لہ الحکم والامر کم و الیہ المصار۔ والحمد للہ
الذی قدر الافتراق لہ الامۃ فرقا فلا تقارب ولا یکاد والصلاة والسلام
على من استثنی من لہ الفرق بالنجاة واحدة ومن عداہم وعاداہم
یکاد۔

اما بعد...!!!

پچلہ کے چھ عرصے مسلمانوں کے درمیان افضیوں اور
مسلمانوں کے اتحاد و اقتراب کی دعوت نے زور شور سے دی
جلی ہے جبکہ ہتسے لوگ یسمجتھے ہے کہ رافضیت کی
دعوت غرق ہو چکی ہے اور اب دوبارہ یہ واپس نہ لوٹے گی۔

لیکن دجلہ و فرات کے ملک میں افضیوں کا حقیقہ پر عیاں ہو
گیا جبکہ انہوں نے تقیہ کا لباس اتار پھینکا۔

”یہ بات جان لینی چاہیے کہ فقہاء نے ”الرافضہ“ کی اصطلاح کیوں
استعمال کی۔ اس لیے یہ نام صرف لغوی اور تاریخی اعتبار سے ہی
نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ان کے احکام اور معنی کو سمجھنا بہت
ضروری ہے جس بنا پر انہیں یہ نام دیا گیا امام الشافعی اس کی تعریف
کرتے ہوئے کہتے ہیں (جس نے یہ کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ
عنہما امام ہیں تو وہ افضی۔) { السیر للذہبی فی ترجمہ }۔ امام
احمد کہتے ہیں رافضی وہ ہیں جو نبی ﷺ کے اصحاب پر تبرا کرتے ہیں
اور ان کو گالیار دیتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے
ہیں { السنۃ للخلیل }۔ الخرشہ کہتے ہیں یہ لقب ہر اس شخص کے لیے

استعمال كيا گيا ہے جس نے دين ميں غلو كيا اور صحابہ رضى اللہ عنہم كى شان ميں طعن كو جائز قرار ديا {شرح مختصر خليل}۔

الكرمانى بيان كرتے ہيں اہل علم و اثر اور اہل السنہ كا اجماع ہے كہ جس نے نبى كے اصحاب كو گالى دى يا كسى ايك كو گالى دى يا ان كى شان ميں گستاخى كى يا ان پر طعن كيا يا ان كى عيب جوئى كى يا كسى ايك ميں عيب لگايا تو وہ ”رافضى“ ہے۔

ليكن رافضيوں اور مسلمانوں كے ساتھ اتحاد كى يہ دعوت اآخر ميں كانفرنسوں اور كتابوں كى شكل اختيار كر گئى جس ميں اس دعوت كے تمام اعيوں نے ايك يہ كوشش كى كہ مسلمانوں اور رافضيوں كے دين ميں كوئى فرق نہيں ہے اور يہ كہ جو كوئى ان دو گروہوں ميں تقريقرق كى كوشش كرتا ہے وہ مسلمانوں كى جماعت ميں تقريقرق كرنے والا ”تكفيرى“ ہے... اور اس طرح بہت سے القاب جو اس دعوت كے داعى اپنے مخالفين كو ديتے ہيں۔

ليكن جو گروہ اس دعوت كے ليے سب سے زيادہ پيچ و تاب كھاتا ہے، وہ اسلام كى طرف منسوب ہے اور حقيقت ميں ”العلماني“ كا گروہ ہے... ميں مراد جماعہ الاخوان ہے اپنى تمام مصرى ، سعودى اور شامى شاخوں سميت!

” اسلام كا مطلب ہے تمام تر امور ميں كتاب و سنت كى نصوص كا ليے جھكنا يہ كام دمى اپنى سارى زندگى ميں اس رستے پر چلے جو شارع نے اس كے ليے وضع كيا ہے اور يہ اعتقاد ركھے كہ سارى مصلحت شريعتيہ ہے۔ ليكن علمانيہم ہے كہ دنيا كى زندگى كو دين اور نصوص سے عليحدہ كر ديٹائے۔ پس اگر كہر كوئى مصلحت دينى نہر كے ساتھ متعارض ہو جائے تو مصلحت كو مقدم كر ديا جائے۔ پس ہر وہ شخص جس كا منہج يہ ہے كہ وہ مصلحت كو نہر شريعى پر مقدم ركھتا ہے تو وہ ”علماني“ ہے چاہے وہ جو مرضى اسلامى نام لگھے كيونكہ اعتبار حقائق كا ہے نہ كہ ناموں كا۔“

عام لوگوں میں فریب کاری اور تلبیس سے کام لیتے ہوئے اس دعوت کے داعی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی یہی سوچ صحیح اسلامی فکر کی عکاس ہے جس پر کہ جمہور فقہاء گمازن تھے۔

پس انہی میں سے ایک ہے فیصل مولوی۔ وہ کہتا ہے کہ جمہور کے کبار علماء کا ماضی و حاضری اس بات لائق ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ مسلمان ہیں اور اہل قبلہ میں سے ہے اور کسی بھی محقق عالم نے اس کا انکار نہیں کیا۔

”اس کے رد میں شیخ ابن جریر کا فتویٰ ”حزب اللات“ کی مناہرت کے حکم میں موجود ہے۔“

ایک دوسرا اخوانی عالم اور وہ ہے یوسف القرضاوی۔ وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں اور افضیو کے درمیان قربت کی دعوت کے مخالفین جو ان کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ یہ مخالف دعوت ہے، خبیث دعوے ہیں جنہیں گمراہ لوگ اچھالتے ہیں اور گمراہ لوگ یہاں بھی ہیں اور وہاں بھی ہیں... جن کی اپنی اغراض ہیں اور وہ دھوکے میں مبتلا ہیں۔

” یہ بیان بتاریخ جولائی 2006 میں اس ادارہ سے صادر ہوا جسے وہ ”الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ کوئی جدید بات نہیں ہے بلکہ الاخوان کے مؤسس حسن البنا خود کہتے ہیں ” یہ بات جان لو کہ اہل السنہ اور شیعہ دونوں مسلمان ہیں اور انہیں کلم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جمع کرتا ہے اور یہی عقیدہ کھیل ہے اور اس میں۔ ہل سنت اور شیعہ برابر ہیں۔ یہ تو ملنے کی بات ہے اور جہاں تک اختلاف کی بات ہے تو وہ ایسے امور ہیں کہ جس میں تقریباً ممکن ہے! (بحوالہ ذکریات لا مذكرات للتمسانی)۔“

اس رسالہ میں ہم مسلمان فقہاء کے موقف پر روشنی ڈالیں گے اور دیکھیں گے کہ حقیقت میں افضیو کے بارے میں ان کا کیا موقف ہے تاکہ ہم جان سکیں کہ قربت کی دعوت کو رواج دینے کی حقیقت کیا ہے!

اس رسالہ میں میں نے افسوس کے ساتھ بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے اوپر
فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں جو مختلف اسلامی فقہی مذاہب سے
تعلق رکھتے ہیں۔

”میں نے اس کے ساتھ ان فقہاء کا مختصر تعارف بھی ذکر
کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والا ان کی قدر و قیمت جان لے اور یہ بات بھی
جان لے کہ ان کی مخالفت وہ لوگ کر رہے ہیں جو اپنی نسبت علم
کے ساتھ رکھتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ لوگ چھوٹے ہیں کہ ان فقہاء
کے چھوٹے سے شاگرد کی طرح بھی نہیں بلکہ وہ تو ان کے حقائق
میں بیٹھنے کے بھی اہل نہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ ﴿ان ذالعلم دین
فانظروا عن تاخذون دینکم﴾ یہ علم دین ہے پس تم دیکھو کہ کس
سے اسے حاصل کر رہے ہو۔“

اس کے ساتھ متعدد تاریخی وقائع کا ذکر بھی کیا ہے جو
مسلمانوں کے موقف کو واضح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمِنَ
يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ
مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ اور جو کوئی رسول کی راہ
کو چھوڑتا ہے بعد اس کے اس کے سامنے ہدایت واضح ہو گئی اور
غیر مومنین کی راہ چلتا ہے تو۔ پھر اسے اس راہ و الابدان دیں گے اور
جہنم میں پناہ دیں گے اور وہ کیا پھرا۔ ﴿النساء 115﴾۔

صَادِقُ الْكُرْحَى (حَفْظُ اللَّهِ تَعَالَى)

وہ اقوال جن میں اجماع نقل کیا گیا ہے رافضیوں کے کافر ہونے پر!!!

اجماع ہے!... شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ان کے ساتھ قتال کے حکم کی بحث کرنے کے بعد طائف ممتنعہ (جیسے کہ ان کا حال آج عراق میں ہے) کے متعلق کہے ہیں کہ ان کے ساتھ قتال کا وجوب روایت کیا گیا ہے۔ لیکن ان کے کسی ایک آدمی کا قتل جو اختیار میں ہو اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ اسی طرح ان کی تکفیر و تخلیص میں بھی علماء کے دو مشہور اقوال ہیں اور اس کے بارے میں امام احمدیہ دو روایتیں ہیں۔ پھر کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے جس کو جاننا چاہیے کہ یہ (شیعیت) رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی مخالفت سے عبارت ہے اور یہ ”کفر“ ہے۔ اسی طرح ان کے افعال کافروں کے کفریہ افعال کی۔ جنس ہے یہ اور وہ کفر ہے۔ لیکن کسی ایک معین شخص کی تکفیر و تخلیص کفر کے ثبوت کے ساتھ شرط ہے کیونکہ ہم نصوص وعد و وعید، تکفیر و تقسیق کو مطلقاً بیا کرتے ہیں اور کسی معین کو اس عام حکم میں داخل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ کوئی دلیل اس کے متعارض قائم نہ ہو جو الٰہی مسئلہ فی الرافضہ الامامیہ)۔

عبد القادر بن عبد العزیز ”الاجماع“ میں رافضیوں کی گمراہیوں کے متعلق بحث کے بعد لکھتے ہیں ”لیکن اس کے ساتھ کسی نے بھی متعین طور پر رافضیوں کی تکفیر کے بارے میں نہیں کہا بلکہ یہ قول پچھلے سالوں سے بعض سیاسی اسباب کے تحت پھیل گیا ہے جب 1399 میں ایران میں شیعہ حکومت قائم ہوئی تو پٹرول پیدا کرنے والی کمزور عرب ریاستیں رعبیہ اور گنئی اور۔ ہر اس شخص کی حوصلہ افزائی کی گئی جو شیعہ کے خلاف کچھ بھی لکھتا تھا تو بعض لوگوں نے انہیں کافر قرار دے دیا تو یہ اہل السنہ کا قول نہیں ہے۔ اس کے بعد جناب کہتے ہیں کہ یہ بات جانتی چاہیے کہ کفر کفر ہی ہے اور جس بات پر ایک رافضی کی تکفیر کجاتی ہے اسی پر ایک سنی کی بھی کجاتی ہے۔ لیکن سارے فرقوں میں شیعہ کو خاص کر لگایا ہے اور اس میں کچھ بھی لکھے مقالات جن میں تکفیر واضح ہے بہت پھیل گئے ہیں۔

اور صحیحین میں... ابراہیم التیمی سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن ابی طالب نے خطبہ دیا تو کتے لگے کہ جو شخص یہ زعم کرتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز ہے جسے ہر پڑھتے ہیں اور وہ اللہ کی کتاب میں نہیں وہ یہ صحیفہ ہے اور یہ کہ ایسا صحیفہ ان کی تلوار کے ساتھ معلق ہوتا ہے جس میں نوے دانتوں اور زخموں سے متعلق احکامات ہیں تو ایسا شخص جو ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور یہ رافضی فرقہ پر رد ہے جو یہ گما کرتا ہے کہ نبیؐ کے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی۔ لیکن اگر معاملہ ایسا ہے۔ ہوتا جیسا کہ وہ زعم رکھتے ہیں تو اس بات کو کوئی بھی صحابی رد نہ کرتا کیونکہ صحابہ نبیؐ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی سب سے زیادہ آپ کی اطاعت کرنے والے تھے۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ایسی چیز کو مقدم کرتے یا ایسی چیز کو مؤخر کرتے جسے بغیر نص کے مقدم یا مؤخر کرنا جائز نہ تھا۔ حاشا وکلا جو کوئی صحابہؓ سے ایسا گمان رکھا ہے اور نبیؐ کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھا ہے وہ ان کی طرف فسق و فجور کو منسوب کرتا ہے۔ پس جو کوئی لوگوں میں سے اس حال پر پہنچ گیا ہے تو وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہو گیا ہے اور امت کے ائمہ اعلم کے اجماع کے ساتھ کافر ہے اور اس کا خون بہانا زیادہ حلال ہے بنسبت شراب بہانے کے۔ (۱۹)۔ (۲۰)۔

اس کے بعد ذیل میں ہم ان اقوال کا ذکر کریں گے جنہوں نے اس اجماع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وہ اقوال جن میں اجمالی طور پر فقہاء کے احکام ہیں افضیوں کے متعلق

(۱) قاضی ابو یعلیٰ (۲۸) کہتے ہیں کوفہ کے فقہاء کے ایک گروہ نے صحابہؓ کو گالی دینے والے کے قتل کا اور رافضیوں کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (۲۹)

(۲) تقی الدین السبکی (۲۹) کہتے ہیں کہ میں نے کتب حنفیہ میں "الفتاویٰ البدیعیہ" کو دیکھا اور اس میں "قُسم الرافضة الی کفار وغیرہ" میں اور ان کے بعض اختلافات کے متعلق جانا اور ان لوگوں کے بارے میں جو ابو بکر و عمرؓ کی امامت کا انکار کرتے ہیں اور صحیح بائیں ہے کہ ایسا شخص کافر ہے۔ اسی طرح میں نے "المحیط" جو کتب حنفیہ میں ہے اور اس میں امام محمد سے مروی ہے کہ رافضی کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ انہوں نے ابو بکرؓ کی خلافت کا انکار کیا جبکہ تمام صحابہؓ کا انکی خلافت پر اجماع ہے۔ اسی طرح ان کی کتب اصول "الخلاصہ" میں ہے کہ اگر وہ حدیث کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے اور اسی طرح "تتمۃ الفتاویٰ" میں ہے کہ وہ غالی رافضی جو ابو بکر کی خلافت کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ "الغایہ" للسروری میں اور "المرغینانی" ہے کہ صاحب۔ ہ۔ وی اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضی کے پیچھے ناجائز۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کا حاصل ہے ایسا شخص صاحب۔ ہ۔ وی جو موجب کفر ہو تو اس کے پیچھے جائز نہیں لیکن اگر ایسا نہیں تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ شرح المختار للابن۔ بلدی من الحنفیہ میں ہے اور صحابہؓ میں سے کسی ایک کو گالی دینا اور اس سے بغض رکھنا کفر نہیں ہے لیکن گمراہی ہے کیونکہ کعلی نے اپنے گالی دینے والے کو کافر نہیں گردانا یہاں تک کہ اسے قتل نہ کیا اور "الفتاویٰ البدیعیہ" جو کتب حنفیہ میں ہے میں ہے کہ جس نے ابو بکرؓ الحدیق کی امامت کا انکار کیا تو وہ کافر ہے اور بغض نے کہا وہ بدعتی ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور یہ بھی کہا کہ کتب و الے ہیں ہی کہے ہیں کہ صحابہؓ کو گالی دینے والا کافر نہیں بلکہ وہ فاسق ہیں۔

اسی طرح نوپڑے۔ ہا کہ اس کا خلاصہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کو گالی دینا مذہب ابوحنیفہ کے مطابق اور ایک روایت میں شافعی کے مطابق کفر ہے اور چہار تک امام مالک کا تعلق ہے تو یہ مشہور ہے کہ انوپڑے ایسے شخص کے لیے کوہوں کی سزا مقرر کی ہے۔ جو اس بات کی متقاضی ہے کہ کفر نہیں لیکن میں نے ان کے ہا اس کا خلاف نہیں پایا۔ خوارج کے مسئلہ میں انہوں نے کہا کہ وہ کافر ہیں پس مسئلہ ان کے نزدیک دو حالتوں پر ہے کہ اگر وہ صرف گالی دینے تک رہے بنا تکفیر کیے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی لیکن اگر وہ تکفیر کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی کہ وہ رافضی ہے (۳۱)۔ اللہ کی اس پر لعنت ہو کہ اس نے تکفیر میں زیادتی کی تو ایسا شخص اممطلک ہے، امام ابوحنیفہ اور ایک جہت میں شافعی کے نزدیک کافر ہے اور امام احمد کے نزدیک زندقہ ہے (۲۳)۔

(۳) جلال الدین السیوطی کہتے ہیں کہ یہ بات جان لو کہ شیخیرہ کو گالی دینے والے کا حکم ملے۔ اصحاب (۳۴) کے نزدیک دو جہتوں پر ہے۔ ایسے قاضی الحسین (۳۵) وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور اس پر جزم کیا ہے الماحملی نے ”اللباب“ میں کہ وہ فاسق ہے اور اسی پر اصحاب کے فتویٰ ہے اور جو کوئی اپنی بدعت کے سبب کافر نہیں ٹھہرتا تو اس کی حالت دو احوال سے خارج نہیں یا کفر یا فسق (۳۶)۔

(۴) ابو المعالی الالوسی (۳۷) کہتے ہیں ان سے (۳۸) اور سارے ائمہ اہل السنہ سے ثابت بات یہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب تک انہیں کسی ایسی بات کا صدور ثابت نہ ہو جس کی معرفت دین میں ضرورت کہتے ہیں اور اگر ایسے ہو تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا جیسے کہ عالی شیعہ... قرامطہ رافضی فرقہ اور اثنا عشریہ وغیرہ۔ پس ماوراء النہر کے اکثر علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے (۳۹) اور انہوں نے ان کے اموال، خون اور ان کی عورتوں کو مباح قرار دیا ہے اس سبب کہ وہ صحابہ کو گالی دیتے ہیں خاص طور پر شیخینؓ کو جبکہ وہ دونوں نبی علیہ السلام کی آنکھوں کے تارے اور آپ کے کان تھے۔ پھر وہ صدیق کی خلافت کی صحت سے انکار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ علی

رضی اللہ عنہ کو تمام فرشتوں اور تمام اولی العزم پیغمبروں پر فضیلت تھی۔ یہ اور ان میں سے وہی جو انہیں نبی علیہ السلام کے علاوہ ہر ایک پر فضیلت تھی۔ یہ اور قرآن کے کامل۔ ونے کا انکار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کی کئی ذلتیں ہیں (۴۰)۔

(۵) ابوالثناء اللوسی کہتے ہیں کہ قاضی حسین اس طرف گئے ہیں کہ شیخین کو گالی دیکھر۔ بچا ہے اس میں تکفیر نہ۔ یہی مذہب اختیار کیا ہے اکثر حنفی نے اور شافعی کا صحیح مذہب بھی یہی ہے کہ گالی ایسی جس میں صحابہ کی تکفیر۔ ہو کھر۔ ہے پس یہ ایسی گالی ہے جسے ہمارے زمانے کے شیعوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اس پر کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ان کے کفر میں شک کرے اس بنا پر صحابہ کو گالی دینے میں کھر۔ ہے یا نہیں۔ ان سے بغض رکھنا وہی کھر۔ ہے جیسے کہ امام طحاوی نے اس کی تصریح کی ہے اور ”الانوار“ میں ہے کہ اگر کوئی کسی ایک صحابی کو ایذا دینے کو حلال جانتا ہے وہ بھی کھر ہے اور ”الاعلام“ میں ہے کہ غیر صحابہ یعنی عام مسلمانوں کو ایذا دینا جائز قرار دینا ہی کھر ہے تو صحابہ کے بارے میں کسی کا کیا خیال ہے؟ ”البرزخ“ میں ہے کہ جس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا تو وہ صحیح مذہب کے مطابق کھر۔ ہے اور جو عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے تو وہی الاصح کافر ہے۔

تاتارخانیہ میں بھی ایسے ہی ہے۔ اسی طرح کتاب ”الغنیہ“ جو شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب ہے اس میں شیخ نے افضیوں کے مشابہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کیساتھ یہودیوں اور عیسائیوں کا معاملہ ہے۔ پس وہی ان کے کھر۔ میں ظاہر نظر آئے ہیں (۴۱)۔

اور انہوں نے کہا کیونکہ یہ مخلوق کے سب سے بد عقیدہ لوگ ہیں اور سب سے زیادہ گستاخ اور سب سے زیادہ گمراہ ہیں... انہوں نے ”بحرہ الحقائق“ میں لکھا کہ ان کے کھر میں شک کرنے والا... یعنی اگر اسے یہ شک ہو کہ کیا یہ قول فاسد ہے یا نہیں ایسا شخص کھر۔ ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ایسا قول گمراہی اور بدعت ہے اور اس کا کھر ہونا مشکوک ہو تو اس میں

اختلاف ہے۔ ان میں بعض نے شیعہ کے کفر کا حکم دیا ہے اور ان کے علاوہ کو "دار الحرب" قرار دیا ہے۔ ان میں متاخرین کی ایک جماعت جیسے کہ علامہ ابن کمال، شیخ الاسلام ابو السعود وغیرہ شامل ہیں (۴۲)۔

(۶) زین العابدین بن یوسف الکردی (۴۳) کہتے ہیں علماء کے ان تکفیری فتاویٰ کے ذکر میں کہ تحقیق امام مالک اور امام الشافعی نے اس کا فتویٰ دیا اور بہت سے ائم مسلمین نے ان کی موافقت کی۔ قاضی عیاض نے امام مالک سے ان کی سزا کی کیفیت کے بارے میں نقل کیا... شیخ طاہر بخاری امام ابو حنیفہ کے کبار اصحاب میں سے ہیں، انہوں نے "الذخیر" میں کہا کہ رافضی اگر شیخین کو گالی دے اور ان پر لعن طعن کرے تو کافر ہے۔ اسی طرح النوع الثالث من الفصل الثالث "کتاب الاسلام والکفر" میں ہے کہ جب وہ نبی علیہ السلام کی کسی حدیث کے ساتھ مذاکرے تو وہ بھی کافر ہے... انتہی۔

ان گمراہ لوگوں نے کتے ہی احادیث کے دیوان جلائیے ان کی توہین اور ان کا مذاق اڑتے ہوئے جیسے کہ بہت سے لوگوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ امام فخر الاسلام البزدوی اپنے اصول میں لکھتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے مسئلہ خلق قرآن میں سزا مانگی۔ ہناظر۔ ہ کیا اور میری اور انکی رائے متفق تھی کہ جو کوئی کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور یہی بات امام محمد سے ثابت ہے۔ پس یہ بھی (خلق قرآن) ان گمراہ لوگوں میں واضح ہے کیونکہ یہ معتزلہ کے ساتھ قرآن کے مخلوق ہونے پر اتفاق کرتے ہیں بسبب اس ثبوت کے جو ہماری اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے۔ امام الرازی نے اپنی تفسیر میں ان کے کفر کا قول نقل کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جن علماء نے ان کی حریج تکفیر کی ہے ان میں العالم الزاہد المحقق المدقق مفتی الثقلین استاذ الفریقین ابو السعود قدس اللہ سرہ بھی ہیں۔ اور ان میں۔ العالم الفاضل المدقق الحافل **عبد اللہ بن جلال الدین الدوانی** نے کمال علم کے ساتھ ان گمراہوں کی معرفت رکھتے تھے۔ اسی طرح الفاضل الکامل المولیٰ

عصام الدین الاسفراہینی جو ان کے ساتھ اکثر مناظر کرتے تھے اور انہیں میرے علاء النہار۔ المولیٰ الصالح الہیکاری تھے۔ اسی طرح محقق کام لہولی محمد البرقلعی، فقیہ کامل یوسف البر سغی صاحب کتاب ”الدلائل والمسائل“ اور انہیں میا۔ پر مولیٰ حسین الشفیکی صاحب الفصائل الجلیہ والمقامات السنیہ اور ان کے بعد کے بہت بڑے بڑے علماء شامل ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو اجتہاد کے درجہ وسطیٰ کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ان کے علاقے دار الحرب ہیں یعنی ایسے علاقے جہاں جھگڑا یا لڑائی جاری ہو۔

(۷) فخر الدین رازی کہتے ہیں (۴۵) کہ اشعری تین وجوہ کی بنا پر رافضیوں کو کافر قرار دیتے ہیں...

(ا) پہلی یہ کہ انہوں نے مسلمانوں کے سرداروں کو کافر قرار دیا۔ پس جو کوئی کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ کافر ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کی حدیث ہے کہ جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی سے کفر تو دونوں میں سے ایک اس کا حق دار ہو جاتا ہے۔ پس ان کی تکفیر واجب ہے۔

(ب) پھر انہوں نے ایک ایسی قوم کی تکفیر کی ہے کہ جس کے بارے میں جناب رسالت مآب ﷺ سے تعریف و تعظیم کی نصوص وارد ہیں۔ پس ان کا صحابہ کو کافر قرار دینا نبی ﷺ کی تکذیب ہے۔

(ج) تیسری بات، امت کا اجماع ہے کہ جس نے صحابہ کو کافر کہا وہ کافر ہے (۴۶)۔

ابن عابدین (۴۷) کہتے ہیں خلافت عثمانیہ کے اکثر علماء اسلام شیعہ مذکورین کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے کہتے ہیں اور انہوں نے اس میں بہت بحث کی اور بہت سی تصانیف اور رسالے لکھے (۴۸) اس قسم کے فتویٰ دینے والوں میں المحقق المفسر ابو السعود آفندی العمادی شامل ہیں۔ ان کی عبارتوں کو علامہ الکواکبی الحلبنی نے شرح منظوم الفقہ المسماة ”الفرائد السنیہ“ میں ذکر کیا ہے (۴۹)۔

تراجم و حوالہ جات

ابوزرعہ...

* امام الذہبی کہتے ہیں الامام سید الحفاظ عبد اللہ بن عبد الکریم بن یزید بن فروخ محدث الری۔ یہ 200 ہجری میں پیدا ہوئے امام احمد لکے بارے میں کہتے ہیں کہ اس نوجوان نے ۱۰ ہزار احادیث حفظ کی ہیں۔ آپ 264 ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو حاتم...

* امام الذہبی کہتے ہیں محمد بن ادریس بن المنذر، الامام، الحافظ، الناقد، شیخ المحدثین، الحنظلی، الغطفانی۔ وہ علم کا سمندر تھے انہوں نے علم کی تلاش میں ملکوں کا طواف کیا اور متن و اسناد، جمع و تصنیف، جرح و تعدیل اور صحیح و غلط میں بہت مہارت حاصل کی۔ 195 ہجری میں پیدا ہوئے۔ خطیب ان کے بارے میں کہتے ہیں ابو حاتم ثابت ائم حفاظ میں سے ایک تھے۔ آپ کی وفات 277 ہجری میں ہوئی۔

* الرازی کہتے ہیں کہ ہر نے تمام شہروں میں علماء کو... حجاز، عراق، شام اور یمن میں اس حال پر پایا کہ ان کا مذہب یہ تھا کہ رافضیوں نے اسلام کا رخص یعنی انکار کر دیا ہے۔

* اسے اللزاکائی نے ”شرح اصول الاعتقاد اہل السنہ والجماعہ“ میں نقل کیا امامین ابو زرعی اور ابو حاتم کے عقیدہ کے تذکرہ میں۔

ابن حزم الظاہری...

(۱۴) امام الذہبی کہتے ہیں امام ابو حزم، البحر، ذوالفنون والمعارف، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الفارسی الاصل ثم الاندلسی،

القرطبي ... فقيه ، حافظ ، المتكلم ، الاديب ، الوزير ، الظاهري ، صاحب تصانيف ، ان كو بہت زيادہ ذكاوت و فہم عطاء كى گئى اور آپ كى نفيس كتب بہت زيادہ ہيں۔ 384 ہجرى ميں پيدا ہوئے۔ العز بن عبد السلام کہتے ہيں ميں نے اسلامى كتب ميں ابن حزم كى المدلى جيسى كتاب نہيں ديكھى۔ آپ 456 ہجرى ميں فوت ہوئے۔

(۱۴) کہتے ہيں کہ ”مسلمانوں كى طرف نسبت ركھنے والے كسى دو فرقوں ميں اختلاف نہيں کہ ہم تلاوت كيے جانے والے قرآن سے اخذ كريں ليكن اس ميں اختلاف كرنے والے غالى شيعم كقہوم ہيے اور وہ اس كے ساتھ كافر ہيں اور تمام اہل اسلام كے نزديك مشرك ہيں۔

(۱۵) الاحكام فى فصول الاحكام۔ الباب العاشر فى الاخذ بموجب القرآن۔

ابو سعد السمعانى ...

(۱۶) الذہبى کہتے ہيں الامام الحافظ الكبير ، الاوحد ، ثقم ، محدث خراسان ، ابو سعد عبد الكريم ... التميمى السمعانى الخراسانى المروزى صاحب مصنفات كثيرہ۔ 506 ہجرى ميں پيدا ہوئے۔ ابن النجار کہتے ہيں کہ ميں نے ايک مشہور عالم سے سنا کہ ابو سعد كے اساتذہ كى تعداد سات ہزار شيوخ تھى۔ آپ 562 ہجرى ميں فوت ہوئے۔

(۱۷) کہتے ہيں کہ امت كا اس بات پر اجماع ہيے کہ اماميہ كافر ہيں كيونكہ وہ صاحب كے گمراہہ ونہے كاعقيدہ ركھتے ہيں اور ان كے اجماع كا انكار كرتے ہيں اور ان كى طرف ايسى باتوں كى نسبت كرتے ہيں جو كسى صورت ان كے لائق نہيں۔

(۱۸) الانساب ، باب الزاى والياء۔ الزيدى۔

ابن كثير کہتے ہيں ...

(۱۹) ابن قاضى شہيد کہتے ہيں (اسماعيل بن كثير بن ضوء القرشى البصرى الدمشقى ، حافظ ابو لجاج۔ المزى كے ساتھ ان كى نسبت تھى۔ ان كا لزوم اختيار كيا اور ان سے اخذ كيا اور علم حديث سيكھا اور بہت كچھ ابن تيميب سے حاصل كيا اور بہت سے مشايخ كو سنا۔ امام

الذہبی کی وفات کے بعد ”ام الصالح“ کے شیخ نے سبکی کی موت کے بعد ”دار الحدیث الشریف“ کے شیخ بنے تھوڑی مدت کے لیے... وہ ابن تیمیہ کی آراء کی بہت پیروی کرتے اور ان سے خاص تعلق رکھتے تھے اور اس کے باعث ان پر بہت اذیتیں ہی دوچار ہونا پڑا۔ 701 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں ان کے شیخ الذہبی کے یہاں فقہ، متقن، محدث، متقن و مفسر نقال اور ان کی کئی تصانیف ہیں۔ 774 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۰) یہاں المدام کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے شراب۔

(۲۱) بحوالہ البدایہ والنہایہ، قحہ، سقیف بنی ساعده۔

ملا علی القاری ...

(۲۲) الشوکانی کہتے ہیں الشیخ ملا علی قاری بن سلطان بن محمد البروی الحنفی۔ ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ کا سفر کیا اور وہی یہ سکونت اختیار کر لی اور وہاں محققین کی ایک جماعت سے اخذ کیا جیسے کہ ابن حجر الہیتمی۔ العصامی کے یہاں کوہ نقلی و عقلی علوم کے جامع تھے اور نبی ﷺ کی سنت کی بہت پیروی کرنے والے تھے۔ مشہور جہاں میں سے ہیں اولی اللفظ والافہام ہیں۔ 1014 میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں... ہمارے زمانے میں رافضی خارجی ہیں کیونکہ وہ اکثر صحابہ کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تمام اہل السنہ کے علاوہ، پس وہ بالاجماع کافر ہیں اور اس میں کوئی نزاع نہیں۔

(۲۳) مرقاة المفاتیح میں حدیث ہے {ایما رجل قال لاخیم کافر فقد باء ب[ا احد] ما} جو کئی ہی اپنے کسی ہوائی کو کافر کہتا تو وہ ایک کو اس کا حق دار بنا دیتی ہے۔

ابو السعود العمادی ...

(۲۴) ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفی العمادی ترک عالم ہیں جنہوں نے عربیت اختیار کر لی قسطنطنیہ کے قریب 898 ہجری میں پیدا ہوئے درس و تدریس کا سلسلہ مختلف ممالک میں طے کیا بروم شہر میں اور اس کے بعد قسطنطنیہ میں قضا کے عہدہ پر فائز

رہے اور انہیں افتاء کا عہدہ بھی دیا گیا۔ بنی عثمان کے سلاطین کے ہاں۔ ان کی بہت بہ بیت تھی 982 ہجری میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں کئی زمانوں کے علماء ان کے قتل کے مباح ہونے پر مجتمع ہیں اور جو کوئی ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

(۲۴) یعنی امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت۔
(۲۵) اور سفیان الثوری اور الازواعی کے نزدیک اگر وہ توہم کر لیں اور اپنے کفر سے رجوع کر لیں تو وہ قتل ہونے سے بچ جائیں گے اور ان کے لیے معافی کی امید ہے جیسے کہ سارے کافروں کے لیے ہے۔ جب کہ امام مالک، امام الشافعی، امام احمد بن حنبل، لیث بن سعد اور تمام علماء عظام کے نزدیک ان کی توہم قبول نہیں بلکہ وہ بطور حد قتل کر دیئے جائیں گے۔
(۲۵) العقود الدرر فی الفتاویٰ الحمداۃ لابن عابدین باب الردۃ والتعزیر۔

ابو الثناء الالوسی...

(۲۶) ابو الثناء شہاب الدین محمود الالوسی۔ الانبار کی ایک بستی کی طرف یہ نسبت ہے۔ البغدادی الحسنی۔ صاحب تفسیر روح المعانی۔ شافعی المذہب لیکن وہ بہت سے مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں۔ انہیں خلافت عثمانیہ کی طرف سے حنفی مفتی مقرر کیا گیا وہ 1217 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1270 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۷) کہتے ہیں: آج کے شیعہ کے بارے میں جوہر جانتے ہیں کہ وہ صحابہ کی صریحاً تکفیر کرتے ہیں اس زعم میں کہ انہیں نے نص کو چھپایا اور نبی ﷺ کی وفات کے بعد علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت نہ کی جیسے کہ انہوں نے ابو بکر کی بیعت کی۔ اسی طرح وہ صحابہ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور ان کی ایذا رسانی میں ہی تحریج کرتے ہیں اور ان میں خلفاء راشدین کا بھی انکار کرتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔ تحقیق کہ مذاہب

اربع حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی
حیثوں سے متحرف شخص کافر ہے۔
الرجوع العراقی علی الاسئلہ الاہوریہ، الفصل الثالث۔

(۲۸) الذہبی کہتے ہیں الامام، العلامة، شیخ الحنابلہ، القاضی ابو
محمد بن الحسین... البغدادی الحنبلی ابن القراء۔ فتویٰ اور
تدریس میں مشغول ہوئے اور ایکے پاس ہتھیارے اصحاب بڑھ
کر نکلے اور فقہ میں امامت آپ پر ختم ہوئی اور اپنے زمانے میں وہ
عراق کے عالم تھے۔ اس کے ساتھ وہ علوم قرآن و تفسیر اور
نظرو اصول کے بھی متہر تھے۔ ہت درگذر کر نیوے الے نفیس
النفس بڑے قدر دان اور بہت تقویٰ والے تھے۔ 380 ہجری میں پیدا
ہوئے اور 458 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۹) فتاویٰ السبکی باب جامع فصل، سب النبی
(۳۰) ابن قاضی شہید کہتے ہیں علی بن عبد الکافی بن علی،
الانصاری الخرزجی، شیخ، الامام، الفقیہ، المحدث، الحافظ، المفسر،
المقرئ، الاحولی، المتکلم، النحووی، اللغوی، الادیب، الحکیم،
المنطقی، الجدلی، الخلافی، النظار، شیخ الاسلام، قاضی القضاة تقی
الدین ابو الحسن بن قاضی زین الدین ابو محمد السبکی۔ 683 ہجری
میں پیدا ہوئے۔ السیوطی کہتے ہیں تصنیف و فتویٰ کے میدان میں
اثرے اور انہوں نے 150 کے قریب تصانیف چھوڑی اور آپ کی
تصانیف علوم حدیث میں آپ کی مہارت کا من بولنا ثبوت ہیں۔ آپ سے
بہت سے علماء نے کتاب فیض کیا۔ آپ 756 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳۱) اس کا بیان اگلی فصل میں آئے گا۔

(۳۲) السبکی باب جامع؛ فصل سب النبی

(۳۳) ابو الفجل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد السیوطی
۔ قاہرہ میں پیدا ہوئے 849 ہجری میں اور ان کے اساتذہ کی تعداد
150 کے قریب ہے۔ ان میں مشہور البلقینی، اجلال المدلی، المناوی،
ابن، قطلوبغا، اور آپ کی مصنفات کی تعداد 500 تک ہے۔ آپ
911 ہجری میں فوت ہوئے۔
(۳۴) یعنی الشافعیہ۔

(۳۵) ابن قاضی شہم کہتے ہیں الحسن بن محمد بن احمد، القاضی، ابوعلی المرودی صاحب تلخیص مشہورہ فی المذہب، ان سے القفال نے اخذ کیا وہ اور ابوعلی قفال کے بہتر تلامذہ میں سے ہیں۔ وہ فقہ میں بہت وسعت رکھتے ہیں اور ان کا نام بہت مشہور ہے اور وہ بہت بڑے محقق ہیں، پس جب بھی کتب مراوزہ تیس القاضی استعمال کیا جائے تو اس سے مراد وہی ہوتے ہیں۔ الرافعی کہتے ہیں کہ وہ بہت باریک بین اور غور و خوض کرنے والے تھے اور انہیں خبر الام کا لقب دیا جاتا تھا۔ 462 ہجری میں فوت ہوئے۔
(۳۶) القام الحجر لم نزکی ساب ابی بکر و عمر، فصل الثالث

(۳۷) محمود شکاری بن عبداللہ بن شہاب الدین محمود الزلوسی الحسنی۔ وہ علام ابو الثناء آلوسی صاحب تفسیر کے بھتیجے ہیں۔ آپ الرضا 1273 ہجری میں پیدا ہوئے۔ حنفی المذہب تھے اور آپ بدعتیوں کے بہت سخت مخالف تھے یہاں تک کہ خلافت عثمانیہ میں ایک دفعہ آپ کے اعدام کا حکم جاری ہوا لیکن آپ کے بعض محبین کی وساطت سے وہ حکم واپس لے لیا گیا۔ پہلی عالمی جنگ چھڑنے کے بعد خلافت عثمانیہ نے 1333 ہجری میں آپ کو صلیبیوں کے ایجنٹ طاغوت آل سعود کے پاس بھیجا تاکہ اس کے صلیبی اقاؤں کے خلاف اسے مسلمانوں کی مناصرت پر ابھارا جائے۔ لیکن ایک کتا پنے مالک کے خلاف کیسے بھونکتا ہے۔ تو آلوسی کی کوششیں رائیگاں گئی اور وہ غمگین ہو کر واپس لوٹے۔ 1335 میں صلیبیوں کے بغداد پر قبضہ کے بعد انہوں نے شیخ آلوسی کو قاضی کا عہدہ پیش کیا تو انہوں نے شدت کیساتھ انکار کر دیا جبکہ وہ ان دنوں بہت تنگ دست تھے اور وہ اپنی مسند تالیف پر براجمان رہے اور اپنی مسجدمیں معتکف رہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد پچاس کے قریب ہے جن میں کتابیں اور رسالے بھی ہیں۔ آپ 1343 میں فوت ہوئے۔

(۳۸) یعنی امام ابوحنیفہ

(۳۹) یعنی دریائے جیحون۔

(۴۰) حسب العذاب علی من سب الرضا

(۴۱) الاجویہ العراقیہ علی الاسئلہ اللاہوریہ، الفصل الثالث

(۴۲) الاجویہ العراقیہ علی الاسئلہ اللاہوریہ، الفصل الثالث

(۴۳) زين العابدين بن يوسف بن محمد الطوراني الاردلاني، انہوں نے 1070 میں بغداد میں مسند افتاء سنبھالی۔
(۴۴) الیمنیات المسلمولہ علی الرافخہ المخزولہ۔ المقالہ الرابعہ۔

(۴۵) امام الذہبی کہتے ہیں علامہ الکبیر ذو الفنون فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین القرشی البکری الطبرستانی۔ الاصولی، المفسر، کبیر الاذکیا والحکماء والمصنفین۔ ان کی تصانیف شیخوں میں پھیل گئیں۔ اور آپ بہت ذکی تھے۔ 544 ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ الاشعری کے اہل علم تھے اور آخر عمر میں آپ تائب ہو گئے اور کہا کہ میں نے فلسفہ اور علم کلام کے مناہج میں بہت غور کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیمار کو علاج نہیں دیتی اور نہ بیماری کو ختم کرتی ہیں۔ آپ 606 ہجری میں فوت ہوئے۔
(۴۶) نہایۃ العقول للرازی، نقلًا عن اصول مذهب الشیعہ الامامیہ۔ لناصر القفاری۔

(۴۷) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، الحنفی جن کا لقب ابن عابدین کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کا نسب زین العابدین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب سے جا ملتا ہے۔ 1198 میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں احناف کے اہل علم تھے اور دیار شام کے فقیہ تھے۔ المفسر ، الاصولی انہوں نے قرآن حفظ کیا اور اس کی قراتوں میں مہارت حاصل کی اور لغت ، حدیث ، تفسیر ، تصوف اور میراث کے علوم کے ساتھ مشغول رہے۔ 1252 میں آپ کی وفات ہوئی۔
(۴۸) یعنی ان کے کفر میں۔
(۴۹) العقود الدرہ فی الفتاویٰ الحمدانیہ۔

تاریخی حوادث جو رافضیوں کے بارے میں فقہاء کا حکم واضح کرتے ہیں

حافظ ابن کثیر 241 ہجری کے وقائع بیان کرتے ہیں اور اس میں ہے کہ خلیفہ متوکل علی اللہ نے (۵۰) بغداد کے ایک آدمی کو مارنے کا حکم دیا تو اسے بہت شدید مارا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے ایک ہزار کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا اور یہ اس سبب تھا کہ اس کے خلاف 17 دمیوں نے قاضی الشرقیہ ابی حسان الزیادی کے پاس گواہی دی کہ وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدۃ طاہرۃ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا تھا۔ تو اس کی شکایت خلیفہ کے پاس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے نائب محمد بن عبد اللہ بن طاہر بن الحسنین کو لکھا کہ معاملہ کی خبر لے اور اسے حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے گالی دینے کی حد لگائی جائے۔ پھر اسے کوڑے مار جائے۔ پھر تک کہ مرجائے اور اس کی نعش دریائے دجلہ میں پھینک دی جائے اور نماز جنازہ نہ پڑھے کیے ہی اجازت نہ دی جائے تاکہ اہل الحداد اور معاندین اس سے عبرت پکڑیں۔ پھر اسے قبیح ملعون کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔

پھر حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ایسا آدمی بالاجمہ کافر ہے اگر وہ ام المومنین سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر بتلیل نہ دے اور ان کے علاوہ امیہات المومنین پر اگر بتلیل نہ دے تو اس میں دو اقوال ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے کیونکہ وہ سب کی سب نبی ﷺ کی ازواج۔ مطہرات ہیں۔

ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں اور وہ اس واقعہ کے خود شاہد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پل پڑھتا تھا تو ولید قاضی ابی حسان الزیادی آئے۔ متوکل نے ان کی طرف ایک خفیہ چیز بھیجی اور وہ رومال میں بندھا۔ ہا۔ ہا۔ بند ایک دیبھی (۵۱) کوڑا تھا اور انہیں حکم دیا گیا کہ ایک شخص ”خان۔ عاصم“ نامی کو ہزار کوڑے مارے جائیں کیونکہ اس کے خلاف ثقہ گواہیاں موصول ہوئیں تھیں کہ اس نے ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور عائشہ رضی اللہ عنہم پر بہتان باندھا اور گالی دی۔ تو اس شخص نے اس کا انکار بھی نہ کیا اور نہ ہی توبہ کی تو پھر

اسے قاضى كى موجودگى ميں مارا جانے لگا اور لوگ وہاں كھڑے
تھے تو وہ شخص كچلے لگائے قاضى تو مجھے ہے قتل كر ديا تو
ابو حسان قاضى نے كہا كہ تيرا قتل ہے۔ ہے بسبب نبى كى بيوى پر
بہتان باندھنے كے اور خلفا راشدین المہديين كو گالى دینے كے)
(۵۲۔

مقرىزى مصرمى رمضان 353 ہجری كے واقعات بيان كرتے ہيں
(۵۳) كہ ايك آدمى كو گرفتار كيا گيا جو ابن ابى الليث الملطى كے نام
سے مشہور تھا اور وہ شيعہ تھا۔ پس اسے دو سوز كوڑے اور ايك
درہ مارا گيا۔ پھر اسے شوال ميں پانچ كسوڑے اور ايك درہ مارا
گيا اور اسكى گردن ميں طوق۔ ڈال ديا گيا اور۔ ہر روز اسے بلایا جاتا
تا كہ اس پر كسى قسم كى كوئى تخفيف نہ ہو اور اس كے منہ پر تھوكا
جاتا۔ وہ اپنى قيے دوران۔ ہي مرگيا۔ چنانچہ رات كو اس كا
جنازہ اٹھایا گيا اور اسكى قبر كو اكھاڑنے كے ليے مسلمانوں كى ايك
جماعت گئی ليكن ايك دوسرى جماعت نے انہيں منع كر ديا (۵۴)۔

(۳) ابن الجوزى (۵۵) 460 ہجری كے واقعات بيان كرتے ہيں ”
460 ہجری، نصف جمادى الاول ہفتہ كے دن اصحاب (۵۶) اور فقہاء
كى ايك جماعت اور اہل حديث كے اعيان ديوان العزيز ميں اكلھے
ہوئے تو انہوں نے وہاں ”الاعتقاد القادري“ كى بابت سوال كيا اور وہ
كتاب وہاں ان كى موجودگى ميں پڑھى گئی۔ وہاں لوگوں كى ايك
تعداد بھى موجود تھی اور یہ اجتماع الاعتقاد القادري والقايمى پڑھنے
كے ليے منعقد ہوا تھا اور اس ميں سلطان كہنے لگے ”اور رافضيوں
پر اللہ كى لعنت ہو وہ سب كے سب كافر ہيں اور جو انہيں كافر نہيں
سمجھتا وہ بھى كافر ہے۔ ابن فور ك (۵۸) فور اكلھے ہوئے تو انہوں
نے بدعتوں پر لعنت كى اور كہا اس ميں موجود اعتقاد كے علاوہ
ہمارا كوئى عقيدہ نہيں اس پر وہاں موجود جماعت نے ان كا شكریہ
ادا كيا۔

(۴) ابن الجوزى 571 ہجری كے حوادث بيان كرتے ہيں كہ ان ايام
ميں رافضيت بہت زيادہ پھيل گئی۔ ہي تو صاحب مخزن نے امير
المومنين كى طرف لكھا كہ ان كے ہاتھ مضبوط كيے جائیں۔ پھر ميں
نے منبر پر لوگوں كو خبر دى كہ امير المومنين صلوات اللہ عليہ ، كو

خبر نیچی ہے کہ رافضیت پھیلے گی۔ ہے اور انہوں نے حکم جاری کیا ہے بدعتوں کا ازالہ کیا جائے پس جس کسی کو تفرسنو کہ وہ حداب کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کی مجھے خبر دو تاکہ میں اسے ہمیشہ لپیے قینکر دو چاہے ایسا آدمی کوئی واعظ ہی کیوں نہ ہو۔ تو اس کے بعد لوگ رافضیت سے رک گئے۔

(۵) ابن کثیر 755 ہجری کے حوادث کے بارے میں لکھتے ہیں اہل حلہ جامع دمشق کے قریب ایک رافضی شور مچانے لگا اور وہ سب سے پہلے آل محمد پر ظلم کرنے والے کو گالیاں دینے لگا اور وہ باز ہی نہ آتا تھا اور نہ ہی وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور نہ اس نے وہاں موجود نماز جنازہ میں شرکت کی جبکہ لوگ نماز میں مشغول تھے اور وہ بار بار دھراتا اور اپنی آواز بلند کرتا پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اس کی طرف لپکے اور اسے پکڑ لیا اور اچانک وہاں جنازے میں موجود شافعی قاضی نمودار ہوئے تو میں اس کے پاس آیا اور اس شخص سے پوچھنے لگا کہ کن ہے لہ محمد پر ظلم کیا تو وہ کہنے لگا ابو بکر الصدیق نے پھر وہ اونچی آواز سے یکنے لگا جبکہ لوگ سن رہے تھے ” اللہ کی (نعوذ باللہ) لعنت ہو اب وہ بکر عمر عثمان، معاویہ او یزید پر۔ اس نے یہ بکو اس تین مرتبہ دہرائی تو حاکم اسے جیل دیا اور اسے مالک نے بلایا اور اس کو مارے مارے گئے اور وہ چیخ کر لعن طعن کرنے لگا اور ایسا کلام کرنے لگا جو ایک شقی انسان ہی کہہ سکتا ہے۔ ہر جمعرات کے دن دارالسعادة میں ایک عدالت لگائی گئی اور وہاں چاروں قاضی لگے اور اللہ نے جاہا تو اس کے قتل کا حکم دیا گیا۔ پھر اسے تیز سے لے جا کر قلعہ نیچے اس کی گردن زرد ی گئی پھر عام الناس نے اس کی نعش کو جلیا اور اس کا سر لے کر شہر میں گھونٹے لگے اور یہاں واز لگانے لگے۔ یہ ہے سزا اس شخص کی جو اصحاب رسول اللہ کو گالیتا ہے۔ میں نے خود اس جاہل کو مالکی قاضی کے دفتر میں دیکھا تھا جبکہ وہ غالی رافضیوں کے جیسی بکو اسات کر رہا تھا۔ اس نے ابن مطہر کے ساتھیوں سے کفر و زندقہ سیکھ رکھا تھا، اللہ کی ان پر لعنت ہو۔

السبکی اسی واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں اور انہوں نے اس میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا اور کہا کہ اس رسالہ کی تحریر

کا سبب ہے کہ میری جامع اموی میں سوموار 16 جمادی الاولیٰ 755 ہجری کو ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا تو میرے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے نماز کے دوران مسلمانوں کی حقیقت توڑتے ہوئے بھونکنا شروع کیا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے ل محمد پر ظلم کیا تو وہ اس بات کو بار بار دہرائے لگا۔ تو میرے اس سے سوال کیا وہ کون ہے؟ کہنے لگا ابوبکر، میرے کہا ابو بکر الصدیق! کہنے لگا ابوبکر عمر، عثمان، یزید اور معاویہ رضی اللہ عنہم۔ تو میرے اسے جیل میں لانے کا حکم دیا اور اسکی گردن میں رطوق ڈال دیا پھر اسے مالکی قاضی نے مارا اور وہ اس بات پر مصتربہا اور اس پر زیادہ کرنے لگا کہ فلاں یہی اللہ تکلمن ہے اور اس پر میرے کچھ گواہوں نے گواہی دی اور کہا کہ وہ کہتا تھا ”کہ وہ غیر حق کی موت مرا اور اس نے فاطمہ کے ساتھ میرا شمیہ ظلم کیا“ یعنی ابو بکر صدیق نے اور اس نے نبی ﷺ کی نعوذ باللہ تکذیب کی اسکو میرا شمیہ محروک کر تے ہوئے۔ تو مالکی نے اسے دوبارہ مارا اور وہ اس بات پر محصر رہا۔ پھر اسے جمعرات 19 جمادی الاولیٰ کو لایا گیا اور اس کے سامنے گواہوں پیش کی گئی تو اس نے انکار بھی نہ کیا اور کچھ نہ بولا اور پھر کہنے لگا کہ ”اگر میرے ایسکے ہا ہے تو اللہ ہی اسے جانتا ہے“۔ اس پر بار بار سوال دہرائے گئے تو وہ یہی جواب دیتا رہا اور اسے کہا گیا کہ اپنے گناہ سے توبہ کر تو وہ کہنے لگا ’میرے اپنے گناہ سے توبہ کر لی۔‘ تو بکر نے اس سوال کو بار بار دہرائے جانے پر اس نے اس سے زیادہ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مجلس عدالت میں بحث ہوئی اور اس کے کفر و توبہ پر غور کیا گیا جس کے بعد مالکی قاضی نے اس کے قتل کا حکم دے دیا پھر اسے قتل کر دیا گیا (۵۹)۔

(۶) ابن کثیر 765 ہجری جمادی الثانی کے احوال بیان کرتے ہیں کہ جمعرات کے دن، دن کے آغاز میں ایک شخص جامع اموی میں پایا گیا جس کا نام محمود بن ابراہیم الشیرازقی ہے۔ وہ شیخین کو گالیاں دے رہا تھا اور بہت بلند آواز تھا۔ تو معاملہ مالکی قاضی، قاضی القضاة جمال الدین المسلمانی کے پاس لے جایا گیا۔ اسے توبہ کرنے کو کہا گیا اور ساتھ لگا لگا۔ اس نے مارنے والے کو بلایا گیا۔ پہلی ضرب پیو۔ وہ کہنے لگا لا الہ الا اللہ، علی ولی اللہ۔ پھر جب اسے دوسری ضرب لگائی گی تو اس نے ابو بکر و عمر پر لعنت کی تو

لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے خوب مارا بہار تک کہ قریب تھا وہ ہلاک ہو جائے تو قاضی انہیں روکنے لگے لیکن نہ روک سکے۔ تو وہ رافضی صحابہ کو گالیاں بکنے لگا۔ اور بکنے لگا کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے تو اس وقت اسے پکڑ کر نائب سلطنت کے پاس لے جایا گیا اور اس پر گواہی دی گئی تو پھر قاضی نے اس کا خون بانٹنے کا حکم دیا۔ اسے شہر کے مرکزی حصہ میں لے جایا گیا اور وہاں اس کی گردن اڑا دی گئی اور پھر عام لوگوں نے اسے جلا دیا۔ اللہ سے رسو گئے اور یہ مدرسہ ابی عمرو کا طالب علم تھا۔ پھر اس پر رخصت غالب آگیا تو حنبلی نے اسے چالیس دن کے لیے جیل بھیج دیا لیکن اس قینے سے نفع نہ دیا اور وہ ہر جگہ پر رہی ہو اساتکر نے لگایاں تک کہ اسی دن وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اس نے اپنے مذہب کاظہار جامع اموی میں جا کر کیا اور یہی اس کے قتل کا سبب بن گیا۔ اللہ سے رسو گئے جیسے اس سے قبل اس جیسے ملعونوں کو اس نے رسوا کیا۔

(۷) ابن کثیر 574 ہجری کے حوادث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بغداد میں ایک شاعر رافضیوں کے لیے شاعری کیا کرتا تھا اور صحابہ کرام کو شعروں میں گالیاں دیتا۔ تو اس کے لیے خلیفہ کے حکم پر ایک عدالت لگائی گئی۔ پھر اسے بانٹکر نے کا موقع دیا گیا تو وہ ایک خبیث رافضی نکلا اور وہ رافضیت کا داعی تھا۔ پھر فقہاء نے اس کی زبان اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر اس کے بعد اسے عالم گونے اچک لیا اور وہ سب اسے مارنے لگے بہار تک کہ اس نے دریائے دجلہ میں چھلانگ لگادی۔ تو لوگوں نے اسے دریائے نکالا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر لوگوں نے اس کے پاؤں میں رسی باندھی اور لے کر سارے شہر اور اس کے بازاروں کا طواف کیا۔ اس کے بعد اس کی نعش کو گندگی کے ایک جوڑے میں پھینک دی جہاں سے اسے نکالنا ممکن نہ تھا۔

ابن جوزئی نے لکھا ہے کہ اس شاعر کا نام "ابو السعادت ابن قرایا" تھا۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ وہ تسیح کرنے لگا اور لوگ اسے مارنے لگے بہار تک کہ وہ مر گیا۔ پھر انہوں نے اسے نکالا اور اسے جلا دیا۔ پھر اسے ایک گندے جوڑے میں پھینک دیا گیا۔ حتیٰ کہ چھ

دنوں بعد جبلسے نکالا گیا تو لوگ کٹے لگے کمچا ہونے لگے۔ وہی اسے کھانا گوارا نہیں کیا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں بہت شعر کہے۔ اس کے بعد افسیوں کی جماعت کیلچہ ہا کیلچانے لگا اور لوگ ان کی کتابوں کو بنا پڑھے کہ کیا لکھا ہے، جلائے لگے۔ وہ اس خوف سے نہ بڑھتے تھے کہ کہیں ان پر اثر نہ کرجائیں۔ پس یک بار گرافسیوں کا بیج ختم ہو گیا اور وہی ویڈیو سے ہی زیادہ دلیل ہو گئے۔

(۸) ابن کثیرؒ 744 ہجری کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ 21 جماد الاولیٰ کو الخیل کے بازار میں حسن بن الشیخ السکاکینی کو قتل کر دیا گیا بسبب اس رافضی عقیدے کے جس کا اس نے اظہار کیا۔ قاضی شرف الدین المالکی نے اس کی گواہی دی گئی اور بہت ساری گواہیاں آئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ رافضی عقیدہ کا مالک ہے۔ پس اس میں وہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تکفیر کرتا مومنوں کی ماؤں عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما پر بہتان باندھتا اور اس کو یہ زعم تھا کہ جبریل نے غلطی سے وحی محمد ﷺ کی طرف کر دی جبکہ انہیں دراصل علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اس طرح کے بہت سے قبیح اقوال کا وہ حامل تھا۔

تراجم و حوالہ جات

(۵۰) الذہبی کہتے ہیں المتوکل علی اللہ، خلیفہ، ابو الفضل جعفر بن معتصم باللہ محمد بن الرشید ہارون بن المہدی بن منصور، القرشی، العباسی، البغدادی۔ 205 ہجری میں پیدا ہوئے اور خلافت کے لیے ان کی بیعت 232 ہجری میں کی گئی۔ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں جب متوکل خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے سنت کو عام کیا اور اپنی مجلسوں میں اس کی بات کرتا اور اس نے تمام اطراف میں لکھ بھیجا کہ سنت کو عام کیا جائے اور اس کے اہل کی نصرت کی جائے۔ انہیں 247 ہجری میں قتل کر دیا گیا۔

(۵۱) المقریزی کہتے ہیں دبیق دمیاط کی ایک بستی ہے جہاں بھاری کپڑے، عمامے اور رنگ برنگے شربت بہت بنائے جاتے تھے۔ اور الدبیقی سونے کا رنگ چڑھے جھنڈے کو بھی کہتے ہیں [المواعظ والاعتبار]

(۵۲) تاریخ دمشق لابن عساکر تذکرہ القاضی ابی الحسن الزیادی۔

(۵۳) الشوکانی کہتے ہیں؛ احمد بن علی بن عبد القادر... التقی ابو العباس، الحسینی العبیدی البعلی الاصل، القاہری، المعروف بابن المقریزی۔ یہ بعلبک کے علاقے کی طرف نسبت ہے جسے المقارزہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے متعدد فنون میں مہارت حاصل کی فضائل میں مشارکت کی نظم و نثر بھی کی اور حکومت میں بھی۔ انہیں ایکسے زیادہ دفعہ الحسب کا محکمہ قائم بھی دیا گیا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ انکی نظم بہت فائق اور نثر بہت اعلیٰ پائے کی تھی۔ اور ان کی تصانیف بہت اعلیٰ تھی خاص طور پر تاریخ القاہرہ میں جس میں انہوں نے نقد و جرح کر کے صحیح تاریخ کو نکھارا۔ 845 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۵۴) المواعد والاعتبار بذكر الخطط والآثار۔ اہل مصر کے مذاہب اور جسبے جناب، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے

فتح کیا ائمہ کا اعتقاد یہاں پھیل گیا اور وہاں جو احداث ہوئے رہے
اس کا تذکرہ۔

(۵۵) الذہبی کہتے ہیں الشیخ العلام، الحافظ المفسر،، شیخ الاسلام
مفخر العراق، جمال الدین ابو الفرج، عبد الرحمن علی بن محمد... ابن
الفقیہ القاسم بن محمد۔ ابن خلیفہ۔ رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔ القرشی
البغدادی الذہبی، الواعظ۔ صاحب تصانیف۔ 509 ہجری میں پیدا ہوئے
وہ خود کہتے ہیں کہ میر نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں
لکھی اور کئی اتھ پر ایک لاکھ پلوگوں نے توبہ کی اور ان
کے ہاتھ دس ہزار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ 597 ہجری میں
فوت ہوئے۔

(۵۶) یعنی حناہ۔

(۵۷) اسے عباسی خلیفہ القادر نے تالیف کیا اور اس کی نص
کا تذکرہ ابن الجوزی نے ”المستظم“ میں کیا ہے 433 ہجری کے
واقعات کے تذکرہ میں۔

(۵۸) الذہبی ”اللسیر“ میں کہتے ہیں الامام العلام الصالح، شیخ
المتکلمین، ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک الاحمسانی۔ وہ اشعریہ
سے تعلق رکھتے تھے اور علم الکلام میں ماہر تھے اور ان سے
ابو الحسن الباہلی نے اخذ کیا۔ جبکہ فقہ میں وہ امام شافعی کے
پیروکار تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں ان کی تصنیفات کی تعداد سو
کے قریب ہے۔ 406 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۵۹) فتاویٰ السبکی باب جامع، قول تعالیٰ (وَوَرَّثَ سُلَيْمَنُ دَاوُدَ
(النمل 16۔

الفصل (۴)

اس دعویٰ کا رد کہ فقہاء رافضیہ کے حکم میں مختلف ہیں!

اوپر کے صفحات میں ہم نے متعدد فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں رافضیوں کے گروہ کی تکفیر پر اجماع کی حکایت بیان کی گئی ہے۔ پھر اس کے بعد ہم نے دوسرے چند اقوال نقل کیے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رافضیوں پر حکمیں اختلاف موجود ہے! پھر بعض لوگ سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا یہ تناقض نہیں ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ تناقض موجود ہے... لیکن فقط ذہن میں جس کسی نے اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال کا احاطہ نہیں کیا یا اس نے بعض سے صرف نظر کرتے ہوئے یا پھر رافضیہ پر حکم لگایا تو صرف ان کے صحابہ کے بارے میں موقف کی جہت میں اور ان اسباب کو کلی طور پر ترک کر دیا جن کے سبب فقہاء نے ان پر کفر کا حکم لگایا۔ جبکہ ایسے احکام کس قدر کثرت کے ساتھ وارد ہیں۔ رافضیہ کے کفر کے اسباب کس قدر ہیں... جیسے ان کا طاغوت کی عبادت کرنا، ان کے لیے دعا نذر اور حج کرنا۔ اپنے بعض ائمہ میں رب کی صفات کا اعتقاد رکھنا جیسے علم غیب وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں نقص بیان کرنا جیسے کہ بدی، تعطیل صفات۔ اس مسئلہ میں وہ معتزلہ کے بھائی ہیں۔ ان کا تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنا، سنت نبویہ کی نصوص کا انکار کرنا کیونکہ وہ صحابہ سے مروی ہیں اور صحابہ ان کے نزدیک کافر ہیں۔ اسلام کے دشمنوں کی مسلمانوں کے خلاف مدد کرنا... ایسے امور کس قدر مشہور ہیں....!

ابن حجر الہیتمی (۶۰) کہتے ہیں کہ اہل السنۃ علیہم السلام کو ایوب کریم پر فحشیت دینے والے کی تکفیر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ امت کے جن لوگوں نے رافضیوں کو کافر قرار دیا ہے تو اس کے اور اسباب ہیں جو ان کی قباحتوں میں سے ہیں (۶۱)۔

رافضیت کا دین دوسرے باطل ادیان کی طرح ایک بشر کا بنایا ہوا غیر ثابت دین ہے... جو زمانے کے تغیرات کے ساتھ اپنے رنگ بدلتا ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی دور میں ایک شیعہ فقہ ایک مسئلہ میں کوئی فتویٰ جاری کرتا ہے تو دوسرے کسی دور میں وہ اس سے بالکل مختلف حکم لگا دیتا ہے۔

اہل الذہبی اسی تعبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عالی شیعہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اور سلف کے زمانہ میں ایسے تھے جو عثمان، طلحہ، زبیر، معاویہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں باتیں کرتے تھے اور ایک جماعت علی رضی اللہ عنہ سے لڑتی تھی اور آج ہمارے زمانے کے شیعہ وہ تمام سرداروں پر تبرا کرتے ہیں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی کو گالیوں دیتے ہیں (۶۳)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۶۴) کہتے ہیں کہ پہلے شیعہ اصحاب علی تھے اور اس وقت وہ ابوبکر و عمر کی علی پر فحشیت کے بارے میں ذرہ برابر شک نہ کرتے تھے لیکن شیعان علی کا ایک گروہ انہیں جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر فحشیت دیتا تھا۔ (۶۵)۔

پس شیعیت نے اپنا آغاز ایسے کیا کہ وہ علی ص کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر فحشیت دیتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ ترقی کرتے گئے اور انہوں نے ایک مکمل طور پر اسلام سے مختلف نیا دین بنا لیا۔

یہ ر تکک، عبداللہ بن عبد الرحمن ابی بظین (۶۶) نے کہا کہ رافضیوں کے متاخرین نے رافضیت کے ساتھ شرک کو بھی جمع کر لیا جب وہ اپنی زیارتوں پر جا کے شرک کے کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور ایسا شرک جس حد تک جناب رسالت ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں کا شرک بھی نہ پہنچا تھا۔

زین العابدین بن یوسف الکردی اس دعویٰ کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ائمہ متقدمین بالجملہ رافضیوں کے دشمن تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ ائمہ اور علماء جنہوں نے رافضیوں کے کفر کا فتویٰ دیا وہ ان کے احوال سے زیادہ واقف تھے لیکن ان متاخرین رافضی کا کیا کریں جو کسی بھی چیز پر باقی نیچے ہلکے ہو گئے اور اس

قدر عالی۔ یہی کلپنے سے متقدمین کیچے۔ ہے۔ ہرگز ہے۔ ان۔ نم کو
ان کے حال کیا علم؟

یہ ایک جہت سے ہے۔ جبکہ دوسری جہت یہ ہے کہ فقہاء سے
منسوب جو اختلاف ذکر کیا گیا ہے وہ منحصر۔ گالی کی قسم
کے اوپر حکم۔ ہے نہ کہ رافضیوں کے عقائد کے اجتماعی حکم
بارے میں۔

یہ اس سبب ہے کہ صحابہ کو گالی دینے کا حکم متعدد اعتبارات
سے مختلف ہوتا ہے اور اس میں گالی دینے والی کی حیثیت و کیفیت
کا بھی عمل دخل ہے۔ کہ کیا وہ منحصر گالی دینے تک محدود ہے
پلہ ہو۔ ہ گالی اسے تکفیر کی طرف لے جاتی ہے۔ کیلو۔ ہ گالی
لعنت کرنے کے بملیب۔ ہے پیلہ ہر کسی اور قسم کی؟... کیا
اسکی گالی اسے مجرم بناتی ہے یا نہیں؟... الخ جیسے کہ فقہاء کے
کلام میں مذکور ہے۔

اسی لیے ابو الثناء الالوسی رافضیوں کی تکفیر پر اجماع نقل
کرنے کے بعد کہے ہیں ”کہ یہ جو روایت کیا گیا کہ گالی دینے والے کو
مار جائے اور شدید ضرب مار جائے۔ یہ اس بات پر محمول۔ ہے جب
اسکی گالی صحابہ کی تکفیر کو لازم نہ کرتی۔ ہو اور اس کے ساتھ
کوئی ایسا دعویٰ ان کی نسبت بغض، ارتداد یا استدلال ایذا کا نہ
کیا گیا ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مطلقاً صرف گالی دینے والے
کا حکم ہے جیسے کہ اس کا تابع کرنے والے سے یہ بات مخفی
نہیں ہے (۶۹)۔

السبکی کہتے ہیں جو بندہ کہے کہ صحابہ کو گالی دینے والا کافر
یہ ہے تو ایسے شخص سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ اعلام صحابہ کو
گالی دینے والے کی بھی تکفیر نہ کرے۔ پس ہمارے نزدیک دو وجوہ
ہیں۔ (۷۰) کہ ہم نے اس کو فسق پر محمول کیا جبکہ گالی
دینے والا مجرد گالی ہے اور یہ موقف امام احمدیہ کے ہے کہ ہم اس
کے قتل کے حکم سے اجتناب کریں گے جو مجرد گالی دینے کا
ارتکاب کرے (۷۱، ۷۲)۔

ذیل میں یہاں ہم ایسے اقوال پیش کر رہے ہیں جن میں فقہاء نے گالیوں کی اقسام میں تفریق کی ہے اور یہ کہ صحابہ کو گالی دینا کفریہ فعل ہے۔ یہ اقوال ان اقوال کی توجیہ ہیں جن میں آئم کے رافضیوں کے بارے میں حکم کا اختلاف ذکر کیا جاتا ہے۔

امام مالک (۷۳) کہتے ہیں جس نے کسی ایک صحابی کو گالی دے جیسے کہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی یا علی یا معاویہ یا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو، پس اگر وہ گالی دینے والا ہے کہ وہ سبگمرا تھے اور کافر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ ہو۔ وہ محض گالی دے جیسے عام لوگ گالی دیتے ہیں تو پھر اسے شدید ضرب لگائی جائے گی (۷۴)۔

(۲) محمد بن عبد الوہاب (۷۵) کہتے ہیں جس نے کسی صحابی کو گالی دینے میں خاص کیا اور ایسا صحابی اس پائے کا ہو کہ اس کے فضل و کمال میں تواتر کے ساتھ ثبوت وارد ہوں جیسے کہ خلفاء راشدین۔ پس اگر ایسا گالی دینے والا حقیقتاً اس کا اعتقاد ہو کہ وہ کافر ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ اس بات کی تکذیب کر رہا ہے جو نبی سے قطعاً ثابت ہے اور اس کی تکذیب کرنے والا کافر ہے اور اگر اس نے گالی بغیر اعتقاد رکھے دی ہے تو وہ فاسق ہے کیونکہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے جبکہ بعض فقہاء نے شیخین رضی اللہ عنہما کو مجرد گالی دینے والے کو کافر قرار دیا ہے (واللہ اعلم)۔ پس اگر کوئی ایسا صحابی جس کے فضل و کمال کے بارے میں تواتر کے ساتھ اخبار وارد نہ ہوں تو ظاہر بات یہ ہے کہ گالی دینے والا فاسق ہے لیکن اگر وہ اسے محض اللہ کے رسول کی صحبت اختیار کرنے کی بنا پر گالی دیتا ہے تو وہ کافر ہے اور ان رافضیوں کی غالب اکثریت صحابہ کو خلفاء سمیت گالی دیتی ہے اور حقیقتاً اس کا عقیدہ ہی کفر ہے بلکہ اسے واجب سمجھتے ہیں اور اس کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے دعوے کرتے ہیں اور اسے وہ اپنے دین کے امور خیال کرتے ہیں۔ جیسے کہ ہم ان سے منقول ہے (۷۶)۔

(۳) ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جو صحابہ میں سے کسی ایک کو گالی دے تو وہ بالاجماع فاسق بدعتی ہے سوائے اس کے کہ جب

وہ اس بات کے مباح و نہی کا اعتقاد ہے یا اس پر ثواب کی امید رکھے جیسے کہ بعض شیعہ کمال ہے۔ یوں صحابہ کے کفر کا اعتقاد رکھے تو وہ بالاجماع کافر ہے۔ پس دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے ساتھ ایسے قرآن پائے جائیں جو تکفیری ہوں و اگر دوسری صورت میں و فاسق ہے۔ لیکر ہماری علماء کے نزدیک سیاسی طور پر بھی قتل کی جائے گا تاکہ ان لوگوں کے شر و فساد کو ختم کیا جائے (۷۷)۔

(۴) ابن تیمیہ کہتے ہیں پس جو کوئی صحابہ کو گالی دے تو اس کا یہ گالی دینا کسی طور بھی ان کی عدالت اور دین میں قدغن عائد نہیں کرتا۔ مثلاً کوئی انہیں بخیل، بزدل، کم علم، یا عدو۔ بد وغیرہ کے الزام لگائے۔ پس یہ ایسٹلخص ہے جو تادیب و تعزیر کا مستحق ہے اور ایسا آدمی منحصر اس بنا پر کافر نہیں کہا جائے گا۔ پس اسی پر ان علماء کا کلام محمول کی جائے گا جو ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ لیکن جو لعن طعن اور مطلقاً تفتیح کرے تو اس میں ان کے درمیان اختلاف ہے اور وہ بھی اس سبب ہے کہ لعن طعن کے اندر کس قدر شدت اختیار کی گئی ہے اور اس میں اعتقاد کا کتنا عمل دخل ہے۔ لیکن اسکے برعکس اگر کوئی حد سے بڑھتا ہے اور یہ بھونکتا ہے کہ تمام صحابہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد کافر ہو گئے ہیں سوائے چند ایک کے جن کی تعداد دس ہے۔ چل پھر ہے یا کہ ہے کہ ان کے علم لوگ فاسق ہو گئے تھے تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ وہ ایسی بات کی تکذیب کر رہا ہے جسے قرآن نے کئی ایک مقامات پر بیان کیا ہے { رَحِمَ اللّٰهُ تَمَّہُمْ وَرَحُوا تَمَّہُ } بلکہ کوئی شخص جو ایسے آدمی کے کفر میں شک کرتا ہے تو اس کا کفر متعین ہے کیونکہ اس بات کا مضمون یہ ہے کہ کتاب و سنت کے حاملین کافر اور فاسق ہے جبکہ یہ امت ہے جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں { کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ } تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی۔ { بل عمران 110 } اور اس کا سب سے بہتر دور قرن اول ہے۔ یہ کہنا کہ اس امت کے سابق لوگ شریک تھے تو ایسے شخص کا کفر دین میں معلوم ہے اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جس کسی سے اس قسم کے اقوال ظاہر ہوئے تو واضح ہوتا ہے کہ وہ نزدیک ہے جبکہ عام زنادق اپنے مذہب کے پردے میں رہتے ہیں۔ بالجملہ اس قسم کی گالی دینے والے کے کفر میں کوئی

شک نہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور بعض کا حکم متردد ہے (۷۸)

(۵) ابو عبد اللہ الخرشبی (۷۹) کہتے ہیں کہ قسطنطینی نے مسلم کی شرح میں کہا احجام رضی اللہ عنہم کے احترام کے واجب ہونے اور ان کو گالی دینے کی تحریم میں کوئی اختلاف نہیں اور ایسے شخص کے کفر میں اور اس کے قتل کیے جانے میں بھی کوئی اختلاف نہیں جو یہ کہے کہ وہ کفر و گمراہی پر تھے۔ کیونکہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا ہے جو شریعت سے معلوم ہے، پس اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کی ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو خلفاء راشدین میں کسی ایک کو کافر قرار دیتا ہے یا انہیں گمراہ کہتا ہے تو کیا اس کا حکم مرتد کا حکم ہے کہ اس سے توبہ کروائی جائے یا وہ زندیق ہے کہ اس سے توبہ نہ کروائی جائے اور۔ ہر حال میں قتل کیلئے؟ ان امور میں قدر اختلاف ہے۔ پس اگر کوئی انہیں گالی دے اور اس کی گالی ایسی ہو جو حد واجب کرتی ہو جیسے کہ قذف کی تو اسے قذف کی حد لگائی جائے گی۔ پھر اس کے بعد اسے شدید مار ماری جائے گی اور۔ ہمیشہ لیے اپنا تکیہ ساتھ جیل میں پھینک دی جائے گا سوائے امارت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ ان پر الزام لگانے والے کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ وہ کتاب و سنت کے ذریعے مبرا پر الزام لگا رہا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں اختلاف گیا ہے۔ کچھ ایسے بھی قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ اس نے نبی ﷺ کو اذیت دی۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس پر حد لگائی جائے گی اور شدید ضرب لگائی جائے گی۔ لیکن جو کوئی اس کے علاوہ گالی دے جس میں قذف نہ ہو تو اسے شدید قسم کے کورے مارے جائیں گے۔

ابن حبیب کہتے ہیں اور اسے ہمیشہ کے لیے جیل میں ڈال دیا جائے گا پھر تک کہ وہ مچائے۔ امام مالک سے مروی ہے کہ جو امارت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے اسے مطلقاً قتل کر دیا جائے گا اور اس کی گالی کو قذف پر محمول کیا جانا ممکن ہے۔ انہوں نے ”الاکمال“ میں کہا اور ان کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس میں اجتہاد ہے کہ اس میں گالی کی بکواس کی کیفیت و کیفیت کو یکساں ہا جائے گا اور ایسے دمی کھائے میں ہی کوئی حق نہیں اور اگر

کسی نے کہا کہ وہ کفر و گمراہی پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

امام سحنون سے ائمہ اربعہ کی توہین کرنے والے کے بارے میں پوچھی گئی تھی۔ اس کے علاوہ میرا سے شدید ضرب لگائی جائے گی۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں وہ قتل کیا جائے گا۔ پس ان کے قول سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ امام مالک نے یہ کہا کہ جس کس نے کسی ایک صحابی کو گالی دی ہے وہ خلفائے اربعہ کے علاوہ ہر اسے قتل کی جائے گا (۸۰)۔

(۶) قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ فقہاء کا صحابہ کو گالی دینے والے کے بارے میں حکم ہے کہ اگر گالی دینے والا اسے جائز و حلال جانتا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر اسے حلال نہیں جانتا تو وہ فسق ہے اور اسکی تکفیر نہیں ہوگی (۸۱)۔

اور وہ کہتے ہیں کہ امام احمد سے سبِّ الْحَبَابِ میں اختلاف روایات کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے مطلقاً اس بات کو لیا کہ گالی دینے والا کسی صحابی کو گالی دینے سے کافر ہوگا۔ لیکن عبد اللہ اور ابی طالب کی روایت میں انہوں نے قتل سے توقف کیا۔ کمال حد اور تعزیر کو جارحانہ طور پر کھلایا ہے کہ انہوں نے اس میں کفر کا حکم نہیں لگایا۔ اس کا احتمال ہے کہ ان کا قول اس بات پر محمول کیا جائے جو میرے اہل میں اسلام کے مطابق ہے کہ اگر وہ گالی دینے کو حلال جانتے تو وہ بلا شبہ کافر ہے لیکن اس بندے پر سے قتل ساقط کرنے کا احتمال ہے جو اسے حلال نہ جانتا ہو بلکہ اس نے اپنے اعتقاد کے مطابق اس عمل کو حرام جانتا ہے وہ اسے اس کا ارتکاب کیا جیسے کوئی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ احتمال ہے میری رائے میں کہہاں کا گالی دینا انکی عدالت میں قدرتی عائد کر دینا ہے مثلاً جبو کہ ہے کہ انہوں نے نبی کے بعد ظلم و فسق کے سبب امارت کو بغیر حق کے چھینا۔ اسی طرح اس سے قتل اس قسم کے قول سے ساقط ہو سکتا ہے ایسی گالی سے جو صحابہ کے دین میں طعن نہ کرتی ہو۔ مثلاً کوئی کہے کہ وہ کفر علم تھے، سیاست نہ جانتے تھے ان میں دنیا کی محبت اور لالچ تھی وغیرہ یہ بھی احتمال ہے کہ

ان کا کلام ظاہر پر محمول کیٹا ہے۔ تو ان کی گالی دینے والوں پر
دو روایتیں بن گئی ایک میں تکفیر اور دوسری میں فسق (۸۲)۔

اس کی مزید تفصیل اس تفریق کے ضمن میں وارد ہو گی۔

تراجم و حوالہ جات

(۶۰) الشوکانی کہتے ہیں احمد بن محمد بن حجر الوائلی السعدی
الہیتمی المصری ثم المکی.. انہوں نے تمام علوم میسر مہارت حاصل
کی خاص طور پر شافعی فقہ میں اور بہت اچھی تصانیف چھوڑیں۔
وہ بہت زاهد و صالح انسان تھے اور سلف صالحین کے طریق پر
تھے۔ معروف کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے۔
909 ہجری میں پیدا ہوئے اور 973 ہجری میں فوت ہوئے۔
(۶۱) الصواعق المحرقة، الباب الثالث، الفصل الاول۔

(۶۲) ابن قاضی شہم کہتے ہیں محمد بن احمد بن عثمان بن
قائم، الامام العلام، الحافظ المقرئ منور خد الاسلام ابو عبد اللہ
الترکمانی الفاروقی الدمشقی۔ انہوں نے خلقت کثیر سے سماع کیا جن
کی تعداد بارہ سو کے قریب ہے۔ انہوں نے قرآن پڑھیں اور ان میں
مہارت حاصل کی اور باقی علوم کو بھی پڑھا۔ وہ حدیث کی
طرف متوجہ ہوئے اور اس میسر مہارت حاصل کی اور اچھے پاس
پڑھ کر بہت سے حفاظ نکلے۔ آپ نے بہت مشہور تصانیف چھوڑیں۔
آپ انتہائی متقی و پرہیز گار تھے۔ 673 ہجری میں پیدا ہوئے۔
السبکی کہتے ہیں محدث العصر، خاتم الحفاظ، حامل علم اہل السنہ
والجماع، حفظ میں اپنے دور کے لوگوں کے امام اور مہارت میں

ایسے ماہِ ناز کم ان کے عصر کے لوگ حیران رہ جائے اور کہتے
کم ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ تم ہم سے زیادہ حافظ ہو
ہمارے شیخ و استاد ہو اور ہماری تخریج کرنے والے ہو۔ 748 ہجری
میں فوت ہوئے۔

(۶۳) میزان الاعتدال فی ترجمہ اَبان بن تغلب۔

(۶۴) ابن رجب کہتے ہیں احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام... ابن
تیمم الحرانی، ثم الدمشقی، الامام، الفقیہ، المجتہد، المحدث، الحافظ
المفسر، الاصولی، الزاهد، تقی الدین، ابو العباس، شیخ الاسلام و علم
الاعلام آپ کی شہرت اقدیر ہے کہ اسکو بیان کرنا گویا عیب
لگانا ہے۔ 661 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ میں
گمان نہیں کرتا کہ اللہ اب تیرے جیسا کوئی پیدا کرے گا۔ آپ کی وفات
جیل میں۔ 768 ہجری میں ہوئی۔
(۶۵) منہاج السنہ

(۶۶) عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد العزیزا... با بطنین العائذی
الحنبلی نجد میں۔ 1194 ہجری میں پیدا ہوئے۔ انہیں طائف، شقرا اور
اس کے بعد تمام قحیم کی قضاء سونپی گئی۔ 1282 ہجری میں۔
ان کا انتقال ہوا۔

(۶۷) الرسائل والمسائل النجدیہ، الجزء الاول، القسم الثالث۔

(۶۸) الیمانیات المسلمون علی الرافض المذولہ، الخاتم

(۶۹) الوجوب الفراقیہ علی المسلم اللہوریہ، الفصل الثالث۔

(۷۰) یعنی شافعی کے نزدیک

(۷۱) اشارہ کرتے ہیں جسے ابو طالب نے روایت کیا کہ میں نے
امام احمد سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جو اصحاب رسول
ﷺ کو گالی دیتا ہے تو انہیں نہ بے پروا نہ قتل نہ کی جائے گا لیکن
اسے شدید ضرب لگائی جائے گی (بحوالہ الحارم المسلمون)۔
(۷۲) فی السبکی؛ باب جامع؛ فصل سب النبی ﷺ۔

(۷۳) الذہبی کہتے ہیں مالک، الامام، شیخ الاسلام، حج الامام،
امام دار الحرمہ، ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک... الحمیری ثم
الاصبحی، المدنی... 93 ہجری میں پیدا ہوئے نبی ﷺ سے مروی ہے

{ليضربن الناس يكباد الابل في طلب العلم، فلا يجدون عالماً، علم من عالم المدينة} کم لوگ علم کی طلب میں لمبے لمبے سفر کریں گے لیکن انہیں مدینہ کے ایک عالم کے علاوہ کوئی عالم نہ ملے گا (اسے امام احمد، ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسنک پہ اور حاکم نے اسے صحیح کہا اور ابن حبان نے اسے روایت کیا)

(۷۴) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ فصل؛ نبی ﷺ کو، آپ کے اہل بیت اور صحابہ کو گالی دینے اور ان کی تنقیص کے حرام ہونے اور اس کے فاعل کے ملعون ہونے کے بارے میں۔

(۷۵) الامام محمد بن عبد الوہاب بن سلمان التميمي - 1115 میں پیدا ہوئے اللہ نے ان کے ہاتھ پر توحید کی دعوت کی تجدید کی۔ آپ 1206 میں فوت ہوئے۔

(۷۶) رسالہ فی الرد علی الرافضیہ، مطلب السب۔
(۷۷) ہلم العوارخر فی دم الروافضیہ، نقلاً عن اصول مذهب شیعہ الامامیہ لناصر القفاری۔
(۷۸) الصارم المسلول، فصل؛ فی تفاصيل القول فيهم

(۷۹) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخرشی۔ ان کی نسبت ایک بستی کھڑف ہے جس کا نام ”ابخراش“ ہے اور یہ البحرہ مصر میں ہے۔ فقیہ، مجتہد۔ مصر میں ان پر امامت ختم ہوئی اور وہ سب سے پہلے ۱۰۱۰ھ میں جنیہ الازہر کا شیخ مقرر کیا گیا 1010 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1101 ہجری میں قاہرہ میں فوت ہوئے۔
(۸۰) مواہب الجلیل فی شرح مختصر الشیخ خلیل، باب الرد، مسئلہ سب عائشہ رضی اللہ عنہا۔

(۸۱) فی السبکی، باب جامع، فصل سب النبی ﷺ
(۸۲) الصارم المسلول، فصل فاما من سب اجداً من اصحاب رسول اللہ من اہل بیتہ وغیرہم...

الفصل (۵)

سلف کے رافضی کے بارے میں اقوال

(۱) علقم (۸۳) کہتے ہیں شیعہ نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قدر مبالغہ میزی کی جیسے کہ عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کی (۸۴)۔

(۲) عامر الشَّعْبِي (۸۵) کہتے ہیں میں تمہیں ان گمراہ خواہش پرستوں سے ڈاتا ہوں اور ان میں شریک ترین رافضیوں میں لوگ اسلام میں کسی رعیت و خوف کی بنا پر داخل نہیں ہوئے بلکہ یہ اسلام میں بغض و عداوت کے لیے داخل ہوئے۔ انہیں علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا اور انہیں ملک بدر کیا۔ نکالے جانے والوں میں سے ایک عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔ یہ یمن کے شہر صنعاء کے یہودیوں میں سے تھا اسے ساباط کی طرف ملک بدر کیا گیا۔ یہودی کہتے تھے کہ حکومت صرف آل داؤد کے لیے ہے جبکہ رافضی کہتے ہیں کہ امامت صرف اولاد علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ جائز نہیں جب تک کہ دجال کا خروج نہ ہو جائے اور آسمان سے ایک تلوار نازل نہ ہو جائے اور رافضی کہتے ہیں جہاد اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ مہدی ظاہر نہ ہو۔ اور ایک منادی آسمان سے ندا ہے۔ یہودی نماز کو ستاروں کے پس میں گڑبگڑ ہو جانے تک مؤخر کر دیتے تھے اسی طرح رافضی بھی مغرب کو اسی وقت تک اٹھا رکھتے ہیں۔ یہودی قبل سے ہٹ کے کھڑا ہوتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز کے دوران ندا دیتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں اپنے کپڑے لٹکالیتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں یہودی عورتوں کی عدت شمار نہیں کرتے اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودیوں نے تورات کی تحریف کی اسی طرح افضیوں نے قرآن میں تحریف کی (لیکن وہ اللہ کے فضل سے محفوظ ہے)۔

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی اور رافضی بھی یہی کہتے ہیں یہودی مومنوں پر سلام نہیں کہتے بلکہ

کے ہیں السَّامَ عَلَيْكُمْ اور سام کے ملعونوت ہے اور رافضیوں کا بھی یوں ہے۔ یہودی، الجری، مرماسی اور خرگوش نہیں کھاتے اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی موزوں پر مسح کے قائل نہیں اور رافضی بھی ایسا ہی موقوف کتھے ہے یہودی لوگوں کے تمام اموال کو کھانا جائز سمجھتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کے بارے میں ہمیں قرآن میں یہ خبر دی کہ انہوں نے کہا (لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيَّنَ سَبِيلٌ) ان پڑھو پڑھو پڑھو کوئی راہ نہیں ہے (ل عمران 75) اسی طرح رافضی کہتے ہیں۔ یہودی نماز میں قرون پر سجدہ کرتے ہیں اسی طرح رافضی بھی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ رکوع کی مانند متعدد بار جھک نہ لیں اسی طرح رافضی بھی کرتے ہیں۔ یہودی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں میں وہ ہمارا دشمن ہے اسی طرح رافضی بھی کہتے ہیں کہ جبریل غلطی سے محمد کے پاس وحی لے گئے۔

اسی طرح رافضیوں نے عیسائیوں کے ساتھ بھی اتفاق کیا کہ عیسائی اپنی عورتوں کا مہر مقرر نہیں کرتے تھے اور کہتے کہ وہ منحصر ان کے ساتھ تھے کرتے ہیں اسی طرح رافضی بھی متع کے ساتھ نکاح کرتے ہیں اور متع کو حلال مانتے ہیں۔ لیکن یہودیوں اور عیسائیوں پر رافضیوں کو دو تہہ زیادہ قباحت ملی دو خصلتوں کی بنا پر۔ یہو سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے اہل خیر کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے اصحابِ موسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں سے سوال کیا کہ تمہاری ملت کے اہل خیر کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا عیسیٰ کے حواری اور رافضیوں سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے شریک ترین لوگ کون ہیں تو وہ کہنے لگے اصحابِ محمد ﷺ انہیں اصحابِ رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا تو انہوں نے انہیں گالیوں دیں... پس ان کے لیے تلوار قیامت تک کام کرتی ہے... ان کا کوئی علم قائم ہو... ان کے قدموں کو ثبات نہیں اور ان کا کلمہ مجتہع نہیں... اور ان کی دعا مستجاب نہیں... ان کی دعوت مسترد ہے... ان کی... اہل بھی ہوئی ہے... ان کی جمعیت منتشر ہے... (كَلِمًا وَقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ اَلْحَقًا لِلّٰهِ) وہ جب بھی جنگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے (۸۶)۔

(۲) طلح بن مصرف (۸۷) کہتے ہیں...الرافضہ انکی عورتوں سے نکاح جائز نہیں اور نہ ان کا ذبیح کھایا جائے گا کیونکہ وہ مرتد ہیں (۸۸) اور انہوں نے کہا کہ اگر میں نے وضو نہ کیا ہوا ہوتا تو میں تمہیں بتاتا کہ رافضہ کیا کہتے ہیں (۸۹)۔

(۴) قتادہ (۹۰) کہتے ہیں کہ سبائیت ایسی بدعت ہے جو نہ کتاب میں ہے نہ نبی ﷺ کی سنت میں۔ (۹۱)۔

(۵) ابن شداب الزہری (۹۲) کہتے ہیں میں نے سبائیت سے بے گڑھ کر عیسائیوں کے مشابہہ کوئی جماعت نہیں دیکھی (۹۳)۔

(۶) سفیان الثوری (۹۴) ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے کے بارے میں کہتے ہیں اللہ العظیم کی قسم وہ کافر ہیں (۹۵)۔

رقم بن حلقم (۹۶) کہتے ہیں کہ رافضیوں نے تو بیتان کو اپنی حجت بنالیا ہے (۹۷)۔

(۸) عاصم الاحول (۹۸) کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے عثمان کو گالی دی تھی تو میں نے اسے دس کوزے مارے تو اس نے پھر گالی دی تو میں نے دس اور مارے تو وہ گالی دیتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے ستر کوزے مارے (۹۹)۔

(۹) مسعر بن کدام (۱۰۰) رافضہ کے ایک آدمی کو کہتے ہیں مجھ سے دور ہو جا کیونکہ تو شیطان ہے (۱۰۱)۔

(۱۰) الاعمش (۱۰۲) کہتے ہیں میں نے ایسے لوگ دیکھے جنہیں صرف جھوٹا کہا جانتا تھا (۱۰۳)۔

(۱۱) الاوزاعی (۱۰۴) کہتے ہیں کہ جس نے ابو بکر الصدیق کو گالی دی تو وہ دین سے مرتد ہو گیا اور اس کا خون مباح ہو گیا (۱۰۵)۔

(۱۲) شریک بن عبد اللہ القاضی (۱۰۶) کہتے ہیں تجھے اتنا ہی کافر ہے کہ رافضہ خبیث ہیں (۱۰۷) اور انہوں نے کہا ہر کسی سے علم

حاصل کر سوائے رافضی کے کیونکہ وہ حدیثیں گھڑتے ہیں اور اسے دین بنالیتے ہیں (۱۰۸) اور انہوں نے کہا چار بندوں کی گواہی مسترد ہے اور ان میں ایک ہے ایسا رافضی جو یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا کوئی امام ہے جسکی اطاعت اس پر فرض ہے (۱۰۹)۔

عبد اللہ بن ادريس کہتے ہیں (۱۱۰) کہ کسی رافضی کو حق شفعہ دینا جائز نہیں سوائے مسلمان کے لیے (۱۱۱)۔

(۱۴) ابو بکر عیاش (۱۱۲) کہتے ہیں کہ سوال کیا گیا کہ میرا ایک رافضی پوڑی ہے جو بیمار ہو گیا ہے کیا اسکی عیادت کروں توکے پاس اس کی عیادت ایسے کر جیسے تو کسی یہودی یا عیسائی کی عیادت کرتا ہے اور اس میں اجر کی امید نہ کرے (۱۱۳)۔

(۱۵) عبد الرحمن بن مہدی (۱۱۴) کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہیں جہمی اور رافضی... اور ان سے سوال کیا گیا کسی ایسے شخص کے جنازے میں حاضر ہونے کا جس نے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ایسا آدمی میری نسل سے ہو تمہیں اسے اپنا وارث نہ بنانا (۱۱۶)۔

سفیان بن عیینہ (۱۱۸) نے ایک آدمی سے کہا کہ ہر نے پانچ طبقے ایسے پائے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے اور وہ ایمان نہیں لائے اور ان میں انہوں نے رافضی کا ذکر کیا سفیان نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اسے لکھ لو اسے لکھ لو (۱۱۹) اور پھر کہا کہ کسی رافضی کی پیچھے نماز نہیں پڑھنا (۱۲۰، ۱۲۱)۔

(۱۷) عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (۱۲۲) کہتے ہیں رافضی کافر ہیں۔ (۱۲۳)۔

(۱۸) محمد بن یوسف الفریابی (۱۲۴) کہتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا اس شخص سے متعلق جو ابوبکر کو گالی دے گا کیا کافر ہے۔ کہا اس کا جنازہ پڑھیں؟ کہا نہیں۔ کہا اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ کہنے لگے لا الہ الا اللہ اپنے ہاتھ چھوؤ بھی نہیں بلکہ ایک لکڑی لے کر اسے ٹھاؤ یہاں تک کہ اسے کسی گڑھے میں

پہنک دو (۱۲۵) اور انہوں نے کہا میں رافضیوں اور جمعیوں کو
زندقہ دیکھتا ہوں (۱۲۶)۔

(۶) ابی بن معین (۱۲۷) کہتے ہیں جس کسی نے عثمان
رضی اللہ عنہ یا کسی ایک صحابی کو گالی دی وہ دجال ہے
فاسق و ملعون ہے اس کی حدیث قبول نہ کی جائے اور اس پر اللہ
کی تمام فرشتوں کی اور تمام انسانیت کی لعنت ہے (۱۲۸)۔
انہوں نے کہا کہ کسی قدری کی پیچھے ہے، جبکہ وہ داعی۔ ہو اور
کسی رافضی کی پیچھے ہے جو ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔
کو گالی دیتا۔ ہو، نماز نہیں پڑھتا (۱۲۹)۔

ابو عبید القاسم بن سلام (۱۳۰) کہتے ہیں میں لوگوں میں رہا اور
میں نے اہل۔ کلام کے ساتھ گفتگو کی تو میں نے ان سب میں سب سے
گندے اور غلیظ، سب سے کمزور دلیل کے مالک اور سب سے احمق
رافضیوں سے بڑھ کر کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ مجھے محاذ کے
لوگوں کی قیادت سونپی گئی تو میں نے تین ایامیوں کو نکال باہر کیا
جن میں دو رافضی اور ایک جہمی تھا اور میں نے انہیں کہا تمہارے
جیسے لوگوں کا اہل ثغور (مجاہدین) میں کوئی کلمہ نہیں اور میں نے
انہیں نکال دیا (۱۳۱، ۱۳۲)۔

احمد بن یونس (۱۳۳) کہتے ہیں کہ اگر ایک یہودی ایک بکری ذبح
کرے اور ایک رافضی ایک بکری ذبح کرے تو میں یہودی کا ذبیحہ
کہلوں گا اور رافضی کا ذبیحہ نہ کہوں گا کیونکہ وہ اسلام سے
مرد ہے (۱۳۴)۔

(۲۲) بشر الحافی (۱۳۵) کہتے ہیں جس نے اصحاب رسول اللہ ﷺ
کو گالی دی وہ کافر ہے چاہے وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے
اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے (۱۳۶)۔

اسحاق بن راہویہ (۱۳۷) کہتے ہیں کہ جس نے اصحاب النبی ﷺ
کو گالی دی اس کو سزا دی جائے اور اسے جیل میں ڈال دیا
جائے۔

(۲۴) امام محمد بن اسماعیل البخاری (۱۳۹) کہتے ہیں میں اس میں فرق نہیں جانتا کہ کسی رافضی وجہی کی بیچھے نماز پڑھے یا کسی یہودی و عیسائی کے بیچھے۔ ان کو سلام بھی نہ کیا جائے نہ ان کی عبادت کی جائے، نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے، نہ ان کی گواہی مقبول اور نہ ان کا ذبیح کھایا جائے (۱۴۰)۔

(۲۵) ابو زرعہ الرازی کہتے ہیں کہ جب تو دیکھے کہ کوئی آدمی اصحاب رسول اللہ ﷺ میں کسی کی تنقیح کرتا ہے تو جان لے کہ وہ زندقہ ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک رسول برحق ہیں، قرآن برحق ہے اور ہماری طرف یہ قرآن پہنچانے والے اور ان سنتوں کو پہنچانے والے اصحاب رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ یہ لوگ ہمارے ان پاکباز گواہوں پر جرح کرنا چاہتے ہیں تاکہ قرآن و سنت کو باطل ٹھہرا دیں جبکہ جرح کے زیادہ لائق یہی زندقہ ہیں (۱۴۱)۔

(۲۶) ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی (۱۴۲) کہتے ہیں کہ ہم سے ابو الربیع الزاہرانی نے بیان کیا کہ ایک آدمی جو جہمیہ میں سے تھا اور اس کی رائے رافضیت کی بوائے تھی تو ایک آدمی جو اس کو کلمتاتھی تھا اور اس کے مذہب کو جانتا تھا کہ لگا کہ میں جانتا ہوں کہ تم لوگ اسلام کو اپنا دین نہیں مانتے اور نہ اس کے عقیدہ کے حامل۔ ہو تو پھر تم کس بات پر رافضی۔ ہو اور حب علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو وہ کہنے لگا کہ اگر میں تجھ سے سچ کہوں کہ اگر ہم اپنی رائے ظاہر کر دیں جس کا ہم عقیدہ رکھتے ہیں تو ہمیں کافر و زندقہ کہا جائے گا جبکہ ہم نے ایسی اقوام کو دیکھا ہے جو حب علی رضی اللہ عنہ کے دعوے کرتی ہیں اور اسے ظاہر ہی کرتی ہیں پھر وہ جس رستے کو چاہتی ہیں اختیار کر لیتی ہیں اور وہ عقیدہ رکھتی ہیں۔ اور وہی یہ ہے اور وہی کہتی ہیں جو چاہتی ہیں پس ان کی نسبت رخص اور تشیع کی طرف کر دی گئی ہے۔ اس لیے کہ ہمیں نرم ترین گوشہ ہی دیکھتے ہیں کہ اس شخص سے محبت کے دعوے کی جائے اور پھر جو ہمارے مرضی ہو عقیدہ رکھے، جو مرضی ہو کہیں اور جس چیز میں مرضی ہو داخل ہو جائیں پس ہمیں تشیع رافضیہ کہا جائے تو یہ بات ہمیں اس سے زیادہ پسند ہے کہ ہمیں زندقہ یا کفار کہا جائے... اس شخص نے اپنے بارے میں بہت درست تشبیہ بیان کی ہے حتیٰ کہ ان کے بعض بڑے بڑے

عقلاء نے اس بات كو بيان كيا كه وه تشيع كے پردے ميں پناہ ليتے هيں اور اپنے كلهر اور خطبوں ميں اس كا سهارا ليتے هيں ۔ پهر اس تشيع كو غافل لوگوں كا شكار كرنے كا ذريعہ بنا تے هيں۔ پهر اپنے خطبوں كے دوران اپنے كفو و زندق كو بيان كرتے هيں تاك جاهلور كے دلور ميں يہ كفر گهر كر جائے۔ پس اكر اهل جہالت خود اس كے بارے ميں مشكوك هيں تو اهل علم كو يقين ہے... ولا حول ولا قوة الا باللہ (۱۴۳)۔

(۷۲) محمد بن حسين الاجرى (۱۴۴) كہتے هيں رافضہ لوگوں ميں سب سے برے حال كے لوگ هيں وه جھوٹے اور جھگڑالو هيں اور يہ كے على رضى اللہ عنہ اور آپكى پاك اولاد رافضى كے ان دعووں سے برى۔ پهر اور اللہ الكريفىے۔ هى على رضى اللہ عنہ اور آپ كى پاك اولاد كو رافضيتكے گند اور گندگى سے محفوظكے هيا (۱۴۵)۔

(۲۸) ابو بكر بن ہانى كہتے هيں كه رافضى اور قدریہ كا ذبيح نہ كھايا جائے جيسے كه مرتد كا ذبيح نہيں كھايا جاتا جبكے كتابى كا ذبيح كھايا جاتا ہے۔ كيونكه يہ لوگ مرتد كے قائمقام هيں جبكے اهل ذمہ تو اپنے دين پر قرار پكڑتے هيں اور اس پر جزية ديتے هيں (۱۴۶)۔

تراجم و حوالہ جات

(۸۶) منہج السنة، فصل؛ مشابيه الرافضیہ ۱ و والنصارى من وجوه كثيره۔

(۸۷) امام الذہبی کہتے ہیں امام، الحافظ المقرئ المجدد، شیخ الاسلام، ابو محمد الیامی البمدانی الکوفی۔ انہوں نے انس بن مالک رحمہ اللہ سے اور عبد اللہ بن ابی اوفیخس سے حدیث بیان کی۔ 112 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۸۸) اسے روایت کیا ابن بط نے ”الشرح والایمان“ میں

(۸۹) اسے روایت کیا اللالكائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں۔

(۹۰) الذہبی کہتے ہیں قتادہ بن دعام بن قتادہ... حافظ العصر، قدوۃ المفسرین والحديث، ابو الخطاب السدوسی البصری۔ انہوں نے عبد اللہ بن سرجس اور انس بن مالک رخصی اللہ عنہما سے روایت کی۔ وہ علم کی بلندیوں پر تھے اور قوت، حافظہ میں ان کی مثالیں بیان کی جاتی تھیں۔ ان سے بڑے بڑے ائمہ نے روایت کیا ہے۔ 60 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں سفیان الثوری نے فرمایا وہ دنیا میں قتادہ کی مانند تھے۔ 117 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۹۱) تفسیر طبری قول تعالیٰ (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ... الرِّبَاةِ) لعل عمران 7۔

(۹۲) ابن کثیر کہتے ہیں الزہری محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب... ابوبکر القرشی الزہری۔ ائمہ اعلام ہیں۔ جلیل القدر تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے تابعین سے سماع بھی کیا ہے۔ 58 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تم اس ابن شہاب کو لازہکڑو کیونکہ تمہیں سنت ماضیہ کا اس سے بڑھ کر عالم نہیں ملے گا۔ 124 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۹۳) اللّٰجری نے اسے کتاب الشریعہ میں روایت کیا۔

(۹۴) الذہبی کہتے ہیں وہ شیخ الاسلام، امام الحافظ، سید العلماء العالمین فی زمانہ، ابو عبد اللہ الثوری، الکوفی المجتہد ہیں ان سے ایک جماعت نے چھ دیوان نقل کیے۔ 97 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابن عیینہ

كہتے ہیں ميں نے حلال و حرام كا سفیان ثوري سے بے گڑھ كر كوئى
عالم نپير ديكاھا۔

(۹۵) اسے امام الذہبى نے السير ميں ان كے ترجمہ ميں ذكر كيا

ہے۔

(۹۶) الذہبى كہتے ہيں الامام الثبت العالم ابو عبد اللہ العبدى الكوفى
انہوں نے انس بن مالك، عطاء بن ابى رباح اور نافع سے حديث بيان
كی ہے۔ العجلى كہتے ہيں وہ ثقہ تھے اور عرب كے رجالات ميں
شمار كيے جاتے تھے۔ 129 ہجرى ميں فوت ہوئے۔

(۹۷) اسے ابن بطن نے الشرح والابانہ ميں روايت كيا۔

(۹۸) الذہبى كہتے ہيں عاصم بن سليمان الامام۔ الحافظ، محدث
البحرۃ، ابو عبد الرحمن البحرى، الاحول، محتسب المدائن۔ انہوں نے
عبد اللہ بن ابى سرجس اور انس بن مالك معاذہ اور حفص بنت سيرين
، عبد اللہ بن شقيق العقبلى، ابو قلابہ، الشعبى، ابو العثمان النهدى،
حسن، ابن سيرين سے روايت كى اور آپ معدود حفاظ ميں سے
تھے۔ 134 ہجرى ميں فوت ہوئے۔

(۹۹) اللالكائى نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنہ والجماعہ ميں
بيان كيا۔

(۱۰۰) الذہبى كہتے ہيں امام الثبت، شيخ العراق، ابو سلمہ اللہلى،
الكوفى، الاحول، الحافظ، من اسنان شعبہ، انسے سفیان بن عيينہ اور
يحيى القطان نے روايت كى۔ يعلى بن عبيد كہتے ہيں كم مسعر نے
علم اور تقوىٰ كو جمع كيا ہوا تھا۔ 155 ہجرى ميں فوت ہوئے۔

(۱۰۱) اسے اللالكائى نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنہ
والجماعہ ميں روايت كيا۔

(۱۰۲) الذہبى كہتے ہيں سليمان بن مهران الامام، شيخ الاسلام،
شيخ المقرئين والمحدثين، ابو محمد الاسدى الكابلى مولانا، الكوفى،
الحافظ، ان كے اندر كچھ تشيع بھى تھا۔ 61 ہجرى ميں پيد اہوئے۔

یحییٰ بن سعید بن القطان کہتے ہیں وہ اسلام کے علامہ تھے۔ 148
ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۰۳) ابن تیمیہ نے المنہاج میں کہا یکم اہل ثار ثابت ہیں جنہیں ابو
عبد اللہ بن بطلان نے "الایمان الکبریٰ" میں روایت کیا۔

(۱۰۴) الذہبی کہتے ہیں عبد الرحمن بن عمرو بن یحییٰ، شیخ
الاسلام، اہل شلم کے عالم، ابو عمرو الازواعی۔ وہ دمشق میں محلہ
الازواع میں رہتے تھے پھر بیروت کی طرف محاذوں کی طرف
منتقل ہو گئے اور اپنی موت تک وہیں رہے۔ ان کی ولادت صحابہ
کے زمانہ میں ہوئی۔ وہ بہت خیر والے، کثیر علم والے حدیث و فقہ
کے ماہر اور حج تھے۔ 88 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام مالک کہتے ہیں
الازواعی امام ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ 157 ہجری میں فوت
ہوئے۔

(۱۰۵) اسے ابن بطلان نے "الشرح والایمان" میں روایت کیا۔

(۱۰۶) الذہبی کہتے ہیں، شریک بن عبد اللہ العلام، الحافظ
القاضی، ابو عبد اللہ النخعی، اعلام میں سے ایک۔ پھر اور ان کا
شمار کبار فقہاء میں ہوتا ہے۔ 95 ہجری میں پیدا ہوئے امام احمد بن
حنبل ان کے بارے میں کہتے ہیں وہ عاقل، حدود، اور محدث تھے
اور اہل ریب و بدعت کے خلاف بہت شدید تھے۔ 178 ہجری میں
فوت ہوئے۔

(۱۰۷) اسے الازجری نے کتاب الشریعہ میں روایت کیا۔

(۱۰۸) ابن تیمیہ نے المنہاج میں کہتے ہیں اہل ثار ثابت ہیں جنہیں ابو عبد
اللہ بن بطلان نے "الایمان الکبریٰ" میں روایت کیا۔

(۱۰۹) المعنی لابن۔ قدم، مسئلہ معتبر فی الشاہد سبعہ شروط۔

(۱۱۰) ابن ابی حاتم کہتے ہیں عبد اللہ بن ادريس بن یزید الاودی
الکوفی ابو محمد۔ انہوں نے اپنے والد، الشیبانی، مطروف، مالک بن
انس سے روایت کی اور ان سے مالک بن انس نے روایت کی۔ امام

احمد کہتے ہیں کہ وہ اپنی مثال آپ تھے۔ 192 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱۱) الصارم المسلول، فصل؛ فاما من سب احداً من اصحاب رسول اللہ ا من اللہ۔ بیتہ وغیرہ م ...

(۱۱۲) الذہبی کہتے ہیں ابو بکر بن عیاض ابن سالم الاسدی مولاہم، الکوفی المقری الفقیہ، المحدث، شیخ الاسلام و بقیہ۔ الاعلام ... انہوں نے قرطبہ اور تین مرتبہ عاصم بن ابی النجوکے پاس تجوید پڑھی۔ 95 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابن مبارک کہتے ہیں میں نے سنت کی طرف سبقت کرنے میں ابوبکر بن عیاض سے تیز کوئی نہیں دیکھا۔ 193 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱۶) کیونکہ وہ صحابہ کو گالی دینے والے کو کافر قرار دیتے ہیں اور نبی سے روایت کم {لا یتوارثوا} ملتی ہیں {سنتی} دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ اس لیے احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

(۱۱۷) اسے ابن بطہ نے الشرح والایمان میں روایت کیا۔

(۱۱۸) الذہبی کہتے ہیں سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون ... الامام الکبیر، حافظ العصر، شیخ الاسلام، ابو محمد الہلالی، الکوفی، ثم المکی ... انہوں نے حدیث کی طلب کا سفر اس وقت شروع کیا جبکہ بہت کم سنی کی عمر میں تھے۔ انہوں نے کبار علماء سے اکتساب علم کیا اور بہت کثیر علم جمع کیا۔ انہوں نے پارت حاصل کی تحنیف کا کلمہ کیا اور ساری عمر اس سفر کو جاری رکھا۔ آپ کے پاس خلقت کا ازدھم رہتا تھا اور آپ کی سند انتہائی اعلیٰ تھی لوگ زمانوں تک دور دور سے آپ کے پاس سفر کر کے آتے رہے۔ 107 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام الشافعی ان کے بارے میں کہتے ہیں میں سفیان بن عیینہ کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کے اندر علم کا آلہ جمع تھا۔ 198 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱۹) اسے البیہقی نے "کتاب القضاء والقدر" میں روایت کیا۔

(۱۲۰) اس کے بارے میں ان ائمہ کی تفصیل آئے گی جنہوں نے رافضی کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا۔ یہ ان لوگوں پر رد ہے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف خروج کرتے ہوئے افضیوں کے ساتھ مشترک نماز کی بدعت ایجاد کی۔ یہ اس مقصد کے تحت کیا گیا تاکہ بتپرستوں کا اتحاق قائم ہو اور ایسے لوگوں کو جان لینا چلے کہ ان کی نمبلوطل ہے کیونکہ امام کی شرطیں یہ ہیں۔ وہ مسلمان ہونا چاہیے!

(۱۲۱) اسے اللؤلؤی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنہ والجماعہ میں روایت کیا۔

(۱۲۲) الذہبی کہتے ہیں عبد الرزاق بن ہمام بن نافع، الحافظ الکبیر یمن کے عالم ہیں ابوبکر الحمیری مولانا، الصنعانی، الثقف انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے بیان کیا اور ان کے بھائی عبد اللہ سے، ابن جریح اور معمر سے بیان کیا۔ اسی طرح انہوں نے حجاج بن ارطاة، الازراعی، سفیان الثوری، مالک بن انس اور اپنے والد سے بیان کیا۔ جبکہ ان کے شیخ سفیان بن عیینہ، امام احمد بن حنبل، ابن راہویہ، یحییٰ بن معین اور علی المدینی ان سے روایت کیا۔ شیخ الاسلام، اپنے وقت کے محدث اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے اصحاب حجاج نے دلیل پکڑی ہے۔ 126 ہجری میں پیدا ہوئے اور 211 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۲۳) اسے ابن عساکر نے ان کے ترجمہ میں تاریخ دمشق میں ذکر کیا۔

(۱۲۴) الذہبی کہتے ہیں محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الفریابی، الامام الحافظ، شیخ الاسلام ابو عبد اللہ الحنبلی، مولانا، انہوں نے فلسطین میں قیساریہ کے ساحل پر سکونت اختیار کی۔ ان سے امام بخاری اور امام احمد بن حنبل نے سماع کیا۔ بخاری نے کہا کہ وہ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں سے تھے۔ 212 ہجری میں وفات پائی۔

(۱۲۵) اسے الخلال نے کتاب السنہ میں روایت کیا۔

(۱۲۶) اسے اللالكائى نے شرح اعتقاد اصول اہل السنہ والجماعہ میں روایت کیا۔

(۱۲۷) الذہبی کہتے ہیں امام حافظ مجتہد شیخ المحدثین ابو زكريا يحيى بن معين ابن عون۔ کہا گیا کہ ابن معين اصلہمى الانبار سے ہیں اور ان کی پرورتن بغداد میں ہوئی۔ 185 ہجری میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔ 233 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۲۸) اسے ابن حجر تہذیب التہذیب میں تليدين سليمان المحاربى کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

(۲۹) تاريخ نجى بن معين للدورى

(۱۳۰) ابن كثير کہتے ہیں ابو عبيد القاسم بن سلام البغدادى لغت ، فقه حدیث ، قرآن ، اخبار ، ایام الناس کے ائمہ ہیں۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ 175 ہجری میں پیدا ہوئے۔ طرطوس میں قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اسحاق بن راہوی نے کہا کہ اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا ، ابو عبيد جہے ، احمد بن حنبل اور شافعی سے زیادہ علم والے ہیں۔ 224 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۱) دیکھو کہ کیسے امام نے انہیں بدعتی ہونے کے سبب (مجاہدین کے ساتھ سے محروم کیا) انہیں محاذوں سے نکال دیا کیونکہ بدعت اللہ کی معصیت ہے اور معصیت دشمن کے سامنے شکست کا سبب ہے۔ پس ان کے لیے نصرت کا جو رافضی سے دوستی لگا کر اپنے زعمی مشترک دشمن کے خلاف ہاد کرتے ہیں۔

(۱۳۲) اسے الخلال نے کتاب السنہ میں روایت کیا۔

(۱۳۳) الذہبی کہتے ہیں الامام الحجہ ، الحافظ ، ابو عبد اللہ احمد بن عبد اللہ بن یونس التمیمی۔ 132 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ایک آدمی نے امام احمد سے سوال کیا کہ میری کس کی بانٹک ہے تو انہوں نے کہا

کہ تو احمد بن یونس کے پاس چلا جا کہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔ 227
ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۴) الصارم المسلول، فصل، فامامن سب احداً من اصحاب
رسول اللہ ﷺ من الل بیتہ وغیر۔

(۱۳۵) الذہبی کہتے ہیں بشر بن حارث بن عبد الرحمن بن عطاء،
الامام العالم، المحدث الزاہد، الربانی، القدوة، شیخ الاسلام، ابو نصر
المروزی، ثم البغدادی المشہور بالحافی۔ انہوں نے علم کی طلب میں
سفر کیا تو اسے مالک، شریک، حماد بن زید، فضیل بن عیاض اور ابن
مبارک سے حاصل کیا۔ آپ ورع و زہد و اخلاص میں یکتا تھے۔
152 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں الدارقطنی نے کہا
زاہد، جیل، ثق۔ 227 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۶) اس ابن بط الشرح والابانہ میں روایت کیا۔

(۱۳۷) الذہبی کہتے ہیں امام کبیر، شیخ المشرق، سید الحفاظ، ابو
یعقوب بن ابراہیم بن مخلد التمیمی ثم الحنظلی المروری۔ وہ اپنے
حافظ کے ساتھ تفسیر کے امام تھے، فقہ کے سردار اور ائمہ
اجتہاد میں سے تھے۔ 161 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ
اسحاق امام احمد کے ہم پل تھے وہ احادیث کو جاری کرنے والے
اور اہل زیغ کو تباہ کرنے والے تھے۔ 238 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۸) الصارم المسلول، فصل، فامامن سب احداً من اصحاب
رسول اللہ ﷺ من الل بیتہ وغیر۔

(۱۳۹) ابن کثیر کہتے ہیں وہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن
المغیرہ بن بردزبہ الجعفی، مولہم، ابو عبد اللہ البخاری، الحافظ، اپنے
زمانے میں۔ ہل حدیث کے اہل علم تھے اور ان کے لقتدی کی جاتی
تھی۔ وہ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں سے تھے۔ 194 ہجری
میں پیدا ہوئے۔ ابو حاتم الرازی کہتے ہیں محمد بن اسماعیل عراق میں
سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ وہ 256 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴۰) خلق افعال العباد، باب ما ذکر اسئل العلم للمعطلۃ الذین یریدون ان یبدلو کلام اللہ۔

(۱۴۱) الکفایہ فی علم الروایۃ للخطیب البغدادی۔ باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسول الصحابہ

(۱۴۲) الذہبی کہتے ہیں عثمان بن سعید بن خالد بن سعید، الامام العلم الحافظ الناقد، شیخ تلك الديار، ابو سعید التمیمی الدارمی السجستانی انہوں نے علم۔ حدیث حاصل کیا اور اس کی علل علی، یحییٰ، اور احمد سے سیکھی۔ اپنے زمانے میں فائق تھے۔ وہ سنت کی زبان بولتے اور مناظر کی آنکھ رکھتے تھے۔ 200 ہجری۔ میں۔ پیدا ہوئے اور 280 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴۳) الرد علی الجہمیۃ باب الاحتجاج فی اقرار الجہمیۃ۔

(۱۴۴) الذہبی کہتے ہیں الامام المحدث القدوة شیخ الحرم الشریف، ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ البغدادی، الاجری صاحب۔ تالیفات۔ وہ صدوق ہے، خیر تر ہے اور عبیدہ صاحب سنت و اتباع تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں وہ دیندار اور ثقہ تھے۔ 360 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴۶) الصارم المسلول، فصل، فامان سب احداً من اصحاب رسول اللہ ﷺ من اول بیتہ وغیرہ۔

الفصل (۶)

ائم اہل بیت کے اقوال و افسیوں کے بارے
میں

اس فصل کا آغاز ہم اہل آلِ اَجرى کے کلہر سے کرتے ہیں جو انہوں رافضیوں کے متعلق اپنی کتاب ”الشریعہ“ میں اہل بیت کے ائمہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ اَجرى کہتے ہیں کہ تمام اولادِ علی بن ابی طالب، فاطمہ، سیدۃ نساء اہل الجنۃ الزہراء، حسن، حسین، عقیل بن ابی طالب اور انکی اولاد، جعفر الطیار رخصی اللہ عنہم۔ بن ابی طالب اور انکی تمام پاک و پوتر و مبارک اولاد مذہبِ رافضیت سے اتنا ہی بری ہیں جتنا رافضیت ہدایت کے رستے سے دور ہے۔

اہل بیت رسول اعلیٰ قدر والے، سب سے بہتر رائے والے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی سب سے زیادہ پہچان و معرفت والے ہیں جنکی طرف رافضیت جھوٹی نسبت رکھتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے علی بن ابی طالب رخصی اللہ عنہم اور جن کا ان کی اولاد میں سے ہم تذکرہ کریں گے ان سب پاکباز لوگوں کو ان کے شر محفوظ رکھا کہ وہ براہین و دلائل کے ساتھ ان سے بری ہیں اور جن کا ہم نے ذکر کیا وہ ابو بکر عمر و عثمان، طلحہ و زبیر، عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام صحابہ کے ساتھ جنت میں آپس میں بھائی بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے ہر قسم کی ”غل“ اور میل کچیل کو نکال دیا ہے جیسے کہ اللہ فرماتے ہیں {وَوَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ} اور ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے امن سے سامنے تختوں بیٹھے ہیں۔ (الحجر 47)۔

اس سے قبل ہم نے علی بن ابی طالب رخصی اللہ عنہم کا ابو بکر و عمر و عثمان اور باقی صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں مذہب و موقف بیگناہ ہے جیسے کہ ذکر کیا گیا کہ عثمان رخصی اللہ عنہ کے قتل کے عظیم فتنے کے بارے میں اور پھر جناب علی رخصی اللہ عنہ کا اللہ کے سامنے اس سے برأت کا اظہار کرنا۔

یہ رافضیہ کے بارے میں ان اہل بیت کے اقوال ہیں !

(۱) امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
”اے اللہ ہمارے ساتھ، بغض رکھنے والے اور ہمارے ساتھ محبت کرنے
والے پر غالی پر لعنت فرما (۱۴۸) اور فرماتے ہیں کہ کوئی مجھے
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہ دے اور جو کوئی ایسا
کرے گلیں اسے بہتان کی حک کیے۔ ماروں گا (۱۴۹)۔ جناب
علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ مسجد کے دروازے پر کچھ لوگ
ہیں جو آپ کو رب کہہ کر پکار رہے ہیں تو آپ نے انہیں بلوا بھیجا
اور اپنے فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ کیا بکتے ہو؟ کہنے لگے آپ ہمارے
خالق ہیں، ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں ہلاکت ہو میری
تمہاری طرح کا الہی۔ وہیں اور تمہاری طرح گھانکھا۔ وہیں اور
ویسے ہی پیتا وہیں جیسے تپتے ہو اگر میری اللہ کی اطاعت کروں گا
تو وہ اگچھے گا تو ہے ثواب ہے گا اور اگر میری اس کی
نافرمانی کروں گا تو ہے اس کے عذاب کا ہے۔ پس اللہ ہے ڈرو
اور یلپ سے چلے جاؤ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اگلے دن وہ پھر
آگئے۔ تو جناب علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر آئے اور انہوں
نے آپ کو خبر دی کہ وہ لوگ واپس آگئے ہیں اور وہی بائیں دہرا رہے
ہیں۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں اندرا۔ نے دو۔ پھر جب
تیسرا دن ہوا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم باز نہ
آئے تو میری تمہیں بدترین طریقے سے قتل کر دوں گا تو انہوں نے یہ
بھی انکار کر دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قنبر ان کے
ساتھیوں کو بھی لے آؤ اور ان کے لیے مسجد کے دروازے اور
قصر خلافت کے درمیان خندق کھودی گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
خندق زمین میں گہری کھودی پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں اس میں
ڈالنے والا ہوں اپنے کلام سے لوٹ جاؤ تو انہوں نے انکار کر دیا تو آپ
نے انہیں خندقوں میں جلا دیا اور جب وہ جل گئے تو اپنے یہ شعر
کہا...

أُوقِدْتُ نَارِي وَدَعَوْتُ
قَبْرِي

إِنِّي إِذَا زَأَيْتُ أَمْرًا
مُنْكَرًا

مىسى جب كوئى منكر كا ميكلهوا۔ وپس تو اگ جلاتا وپس اور قنبر كو بلا
ليتا هور (۱۵۰)۔

(۲) حسن بن على بن ابى طالب رضى اللہ عنہ فرماتے ہيں جب
انپس كہا گیا كہ شيعہ كہے يپس كہ على رضى اللہ عنہ قىامت سے قبل ہر
مبعوث كہے جائیں گے تو كہا وہ جھوٹ بولتے ہيں نہ يہ ان كے شيعہ
ہيں اور اكر على رضى اللہ عنہ نيويار اہ۔ نا ہوتا تو ہم نہ ان كى
بيويور كى ساديار كرواتے اور نہ انكى وراثت تقسيم كرتے
(۱۵۱)۔

(۳) زين العابدين، على بن حسين بن على بن ابى طالب رضى اللہ
عنہ (۱۵۲) نے ايكر رافضى كو جس نے ابو بكر صديق رضى اللہ
عنہ كے متعلق سوال كيا ، فرمايا تيرى ماتو جھے گھائے اسے تو اس
ہستى نے صديق كا لقب ديا تھا جو مجھ سے بہتر تھے ، رسول اللہ ﷺ ،
مہاجرین اور انصار نے تو جو كوئى اسے صديق كہے ہے اللہ اس كو
سچا نہ كرتے گا اور فرماتے ہيں كہ كچھ لوگ ميرے پاس عراق سے
ائے اور انوہنے ابو بكر و عمر رضى اللہ عنہما كا ذكر كيا اور ان
دونوں كو گالى دي۔ ہر انوہنے عثمان كے بارے ميں زبان طعن
دراز كى تو ميں نے انپس گالى دي (۱۵۴)۔

(۴) حسن بن حسن بن على بن ابى طالب رضى اللہ عنہ ايكر
رافضى فرماتے يپس اكر اللہ ہے مپس تملوے اوپر غلب عطا كيا تو
ہم تمہارے ہاتھ اور پاؤں اٹھے رخ سے كاٹ ديں گے اور تم ميں سے
كس كى توہ قبول نہ كريں گے تو آپ سے كہا گیا كہ آپ ان كى توہ
كيوں قبول نہ كريں گے تو فرمايا۔ ہم تمہے زيادہ اس قوم كو
جاننے يپس يو۔ ہ لوگ۔ يپس اكر چا يپس تو تمہارى تصديق كريں گے اور
اكر چا يپس تو تكذيب كر ديں گے اور يہ سمجھتے ہيں كہ يہ بات انپس
تقيہ ميں جائز ہے (۱۵۶) اور فرماتے ہيں كہ ميرے پاس مغيرہ بن سعيد
ايا (۱۵۷) اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے ميرى قرابت اور مشابہت
كا تذكرہ كيا۔ جب كہ ميں اور ايكر اور نوجوان رسول اللہ كے مشابہت
تھے۔ پھر وہ ابو بكر و عمر پر لعنت كرنے لگا تو ميں نے كہا اے اللہ
كے دشمن ميرے پاس بيٹھ كر يہ بكواس پھر ميں نے اسے گردن سے
دبوچ ليا اللہ كى قسم يپس تك كہ اسكى زبان ليك گئی (۱۵۸)۔

(۵) ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۵۹) نے ایک رافضی سے کہا {واللہ ان قتلک لقریة (الی اللہ) اللہ کی قسم تیرا قتل اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے} (۱۶۰) اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ عراق میں ایک قوم ابوبکر و عمر پر طعن کرتی ہے اور یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ہم سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں یہ زعم ہے کہ میں نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس تم انہیں یہ خبر پہنچادو کہ میں اللہ کی طرف انہیں برایت کا اظہار کرتا۔ پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے ولایت مل جائے تو میں ان کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کروں گا (۱۶۱)۔

(۶) زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۶۲) کہتے ہیں رافضی میرے ساتھ اور میرے والد کے خلاف لڑنے والے ہیں۔ رافضیوں نے میرے خلاف ایسے خروج کیا جیسے خارجیوں نے علی کے خلاف خروج کیا (۱۶۳)۔

(۱۵۸) اسے الذہبی نے السیر میں نقل کیا۔

(۱۵۹) الذہبی کہتے ہیں السید الامام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم العلوٰی الفاطمی المدنی اور یہ جناب زین العابدین کیسے پھر انہوں نے اپنے دونوں دانہلیوں اور علی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے ابن عباس، ام سلمہ، امار عائشہ رضی اللہ عنہم سے مرسل اور ابن عمر، جابر، ابی سعید، عبد اللہ بن جعفر، سعید بن المسیب اور اپنے والد زین العابدین اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے... ابو ہریرہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم سے مرسل روایت کی ہے۔ ابو جعفر اقلم ہے، مجتہد بڑی شان والے تھے لیکن وہ قرآن میں ابن کثیر وغیرہ کے ہم پل نہ تھے اور فقہ میں ابی الزناد، ربیع کے برابر نہ تھے اور نہ ہی حفصہ بن غزافہ اور ابن شہاب کے ہم پل تھے لیکن ان کی ہم تنقیص نہ کر کے بلکہ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں ان کی کمال صفات کے سبب جو ان میں جمع تھیں۔ حفاظ کا ابو جعفر کے ساتھ احتجاج کرنے پر اتفاق ہے۔ 56 جری میں پیدا ہوئے۔ بسام

الحیرفی کہتے ہیں کہ میر نے ابو جعفر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کے متعلق سوال کیا تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم میں ان کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور میر نے اپنے اہل بیت میں کسی کو ایسا نہیں پایا جو انہیں دوست نہ جانتا ہو۔ 114 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۷) عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ہمارے اہل قبلہ کے اندر کوئی کافر ہے تو انہوں نے کہا ہاں، رافضی ہیں انہوں نے السدی سے کہا ہے سدی میں تم کو فکے شیعہ کی خبر دو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ایسی قوم ہے جو آپسے محبت کا بدلہ کرتی ہے اور یہ زعم رکھتی ہے کہ روحوں کو تباہ کرتی ہیں۔ تو انہوں نے کہا ہے سدی یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں نہ یہ ہر سے ہیں اور نہ ہی ہر ان سے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا ہمارے ہاں ایک اور قوم ہے جو یہ زعم رکھتی ہے کہ علم آپ کے دلوں میں لقا کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہے سدی نہ یہ ہر سے ہیں نہ ہر ان سے ہیں (۱۶۵)۔

جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۶۶) کی طرف ایک رافضی نے سوال بھیجا کہ ”کیا وہ جنت میں ہے یا وہ جہنم میں ہے؟“ تو آپ نے کہا وہ جہنم میں ہے پھر انہوں نے کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ میر نے کیسے جانتا کہ وہ رافضی ہے کیونکہ وہ یہ زعم رکھتے ہیں کہ میر علم غیب جانتا ہوں اور جو کوئی اللہ کے علاوہ کسی کے بارے میں یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہے تو وہ کافر ہے اور کافر آگ میں ہے (۱۶۷)۔ اور انہوں نے کہا اللہ اس سے بڑی ہے جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے بڑی ہو (۱۶۸) اور انہوں نے کہا کہ عراق کے بغیر خبیث لوگ یہ زعم رکھتے ہیں کہ ہر ابو بکر و عمر کے بارے میں طعن کرتے ہیں جبکہ وہ دونوں تو میرے والد ہیں (۱۶۹)۔

(۹) عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۷۰) کہتے ہیں اللہ کی قسم یہ لوگ ہمارے عزتوں کو رسوا کرنے والے ہیں (۱۷۱)۔

(۱۰) عبد اللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ عنہم سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان دونوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے جو ان پر سلام نہیں بھیجتا۔ ہم کل ان لوگوں سے بری ہوں گے جنہوں نے ہمیں آڑ بنا لیا ہے (۱۷۲)۔

(۱۲) ایک رافضی نے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ام المومنین الصدیقہ بنت الصدیق پر بہتان باندھا تو آپ نے کہا اے نوجوان اس کی گردن اڑا دے تو علوی ان سے کہنے لگے یہ آدمی ہمارے شیخ میں سے ہے تو انہوں نے کہا اللہ کی پناہ اس آدمی نے نبی ﷺ پر طعن کیا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں { الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ اُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ } خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد عورتوں کے لیے اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں یہ لوگ بری ہیں ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے ہاں مغفرت اور کریم رزق ہے {النور ۲۶}۔ پس اگر عائشہ نعوذ باللہ خبیثہ تھی تو نبی ﷺ ہی اس سے متصف تھے تو کافر ہے اس کی گردن اڑا دو، تو پھر اس کی گردن اڑادی گئی (۱۷۵)۔

(۱۳) علی بن محمد بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب (۱۷۶) کے پاس ایک رافضی عراق سے آیا تو وہ ان کے سامنے بھونکے لگا اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بد کیا تو اٹھ اٹھ کر اور انہوں نے ایک ٹیڈا لیکر اسے مارنا شروع کر دیا اور اس کا دماغ باہر نکال۔ ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کیا کہہ رہے ہیں شیخ میرے سے تھا اور میں دوستو کہتا تھا تو اپنے کہا اس نے میرے جد کو قرآن (۱۷۷) کہا اور جس نے میرے جد کو قرآن کہا وہ واجب القتل ہے (۱۷۸)

تراجم و حوالہ جات

(۱۴۷) اسی طرح ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد رافضیوں کے بڑے مذہب کا انکار کرتے ہیں اور ان سے برأت کا اعلان کرتے ہیں اور ابو بکر و عمر و عثمان اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ نے اہل بیت رسول اللہ کو ان کے گندے مذہب سے پاک حرافہ رکھا جو مسلمانوں کے بالکل مشام نہیں ہے۔ اللہ تمام اہل بیت سے راضی ہو اور انہیں مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۱۴۷) الشریعہ، باب ذکر ما جاء فی الرافضیہ وسوء مذہبہم۔

(۱۴۸) اسے اللہ لکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنہ والجماعہ و ابن ابی عمیر نے السنہ میں ذکر کیا۔

(۱۴۹) اسے ابن تیمیہ نے المنہاج میں ذکر کیا۔

(۱۵۰) اسے ابن حجر نے الفتح الباری میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا کہ یہ سند حسن ہے۔

(۱۵۱) اسے اللہ جری نے کتاب الشریعہ میں روایت کیا۔

(۱۵۲) الذہبی کہتے ہیں علی بن حسین ابن الامام علی بن ابی طالب... السید، الامام، زین العابدین، الهاشمی، العلوی، المدنی... انہوں نے اپنے والد امیر حسین شہید رخصی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور وہ واقعہ کربلا کے دن جناب حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اس وقت ان کی عمر 23 برس تھی لیکن اس دن وہ بیماری کے سبب قتل نہ کرسکے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے دادا رخصی اللہ عنہ سے بھی مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے ام المومنین حفصہ، ابوہریرہ، ام المومنین عائشہ، ابی رافع اور اپنے چچا حسن، عبد اللہ بن عباس، ام سلمہ، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی روایت کی ہے۔ ان کی جلالت و شان بڑی عظیم المرتبت تھی اور اللہ کی قسم یہ انکا حق تھی۔ اور اپنے علم سداد اور

كمال و شرف كے باعث امامت عظمى كے حق دار تھے۔ 38 ہجری
میں پیدا ہوئے الزہری كہے ہیں كہ ميں نے اہل بيت ميں على بن الحسين
رخصى اللہ عن سے بہتر كسى كو نہیں پایا۔ آپ 94 ہجری میں فوت
ہوئے۔

(۱۵۳) کہا جاتا ہے اَبْتَرَ كُو فِي الدَّرْبِ إِذَا جُنُو لِلرَّكِبِ فَأَقْتُلُوا۔

(۱۵۴) ان دونوں كا تذكرہ الذہبی نے "السير" میں كيا ہے۔

(۱۵۵) الذہبی كہتے ہیں حسن ابن نواسہ رسول اللہ ا السيد ابى
محمد حسن بن امير المؤمنين ابى الحسن على بن ابى طالب رخصى اللہ
عن ، العلوى ، المدنى ، الساشمى ، الامام ابو محمد۔ انہوں نے اپنے والد
سے بیان كيا اور عبد اللہ بن جعفر سے بھی روايت كى ہے۔ آپ بہت
قليل الروايہ ہیں اور اپنے صدق ، جلالتكے ساتھ خلافتكے اہل
تھے۔ آپ بھی ان لوگوں كے ساتھ جو جناب ، حسين رخصى اللہ عن
كى شہادت كے وقت موجود تھے۔ 99 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۵۶) ان كا تذكرہ المزى نے "تہذيب الكمال فى اسماء الرجال
" میں كيا ہے

(۱۵۷) ابن كثير 119 ہجری كے حوادث كے تذكرہ میں لكھتے
ہیں كہ اس میں خالد بن عبد اللہ القسرى نے ، مغیرہ بن سعید اور ایک
جماعت كو قتل كيا جنہوں نے اسكے باطل پر اس كى پیروی كى
تھی۔ یہ شخص جادو كرتے ، فاجر ، خبيث اور شیعہ تھے۔ جب خالد كو
اس كى خبر پہنچی تو انہوں نے اسے پیش كرنے كا حكم دیا تو اسے
سات پلہ میوں سمیت لایا گیا۔ خالفے حكم دیا تو اس كى مسند
مسجد میں لگائی گئی اسنے لکڑى كى طنابیں لانے كا حكم دیا
اور اس پر تیل چھڑك دیا گیا اس كے بعد مغیرہ كو کہا گیا كہ ان میں
سے ایک لکڑى كى طناب پكڑے تو اسنے انكار كيا جس پر
اسے مارا گیا تو اسنے اسے پكڑ لیا۔ اسكے اوپر تیل
چھڑكا گیا پھر اسے آگ لگادی گئی اور اس كے باقى ساتھیوں
كے ساتھ بھی ایسا ہی كيا گیا۔

(۱۶۰) اسے اللکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعہ میں ذکر کیا ہے۔

(۱۶۱) اسے ابن بطالہ شرح ولایانہ میں روایت کیا۔

(۱۶۲) الذہبی کہتے ہیں زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابو الحسن الباشمی، العلوی، المدنی وہ ابو جعفر الباقر کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد زین العابدین سے روایت کی ہے اور اپنے بھائی باقر سے بھی روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ عروہ بن زبیر، اپنے بھائی کے بیٹے جعفر بن محمد سے بھی روایت کی ہے۔ وہ بہت علم و جلالت والے تھے۔ انہوں نے خروج کیا اور شہید ہو گئے۔ عیسیٰ بن یونس کہتے ہیں کہ رافضی زید کے پاس آئے اور کہنے لگے تو ابو بکر و عمر سے برأت کا اظہار کرتو ہم تیری مدد کریں گے تو انہوں نے کہہ لیا تو انہیں دوست جانتا وہی تو انہوں نے کہہ پھر ہم تیرا انکار کریں گے۔ تو انہیں رافضی کہا گیا جبکہ زید نے ان کے قول کے مطابق بات کی اور ان کے ساتھ قتال کیا۔ عمرو بن القاسم نے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جعفر صادق کے پاس گیا اور ان کے پاس کچھ رافضی بیٹھے تھے تو میں نے انہیں کہا کہ یہ لوگ آپ کے چچا زید سے برأت کا اظہار کرتے ہیں تو انہوں نے کہا ہاں اللہ ان سے بری ہو جو ان سے برأت کا اظہار کرے۔ اللہ کی قسم ہم سب سے زیادہ قرآن جانتے ہیں، اللہ کے دین کی فقہ کنہ ہے۔ اور رحمر کو ملانے والے اور ہم نے ان جیسا کوئی نہ چھوڑا۔ وہ 125 ہجری میں شہید ہوئے۔

(۱۶۳) اسے الصفدی نے الوافی بالوفیات میں ذکر کیا۔

(۱۶۴) ابن عساکر کہتے ہیں عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابو محمد الباشمی اہل مدینہ میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور اپنے والد سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔ 145 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۶۵) ان دونوں روایتوں کو ابن عساکر نے روایت کیا تاریخ دمشق میں ان کے تذکرہ میں۔

(۱۶۶) الذہبی کہتے ہیں جعفر بن محمد بن علی بن الشہید ابو عبد اللہ بنی۔ کہے بھول اور اچھے نواسے اور محبوب جناب حسین بن امیر المومنین ابی الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ الامام الصادق، شیخ بنی ہاشم، ابو عبد اللہ القرشی، الہاشمی، العلوی، النبوی، المدنی۔ اعلام ائمہ میں سے ایک ہیں۔ ان کی والدہ ام فروة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر حدیق رضی اللہ عنہم ہیں اور انکی ماں اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہیں۔ اس لیے جعفر صادق کا کرتے تھے {ولدی ابو بکر الصدیق مرتین}۔ ہے ابو بکر نے دو مرتبہ جنم دیا (یعنی وہ میرے دوہرے رشتہ سے باپ ہیں)۔ آپ رافضیوں کے خلاف بہت سختی اور غم کرتے جب انہیں پتہ چلتا کہ وہ ان کے جد ابو بکر کے بارے میں ظاہراً و باطناً تبرا کرتے ہیں۔ 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ 148 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۶۷) المعروف والتاریخ للفسوی۔

(۱۶۸) اسے الذہبی نے السیر میں ان کے تذکرہ ذکر کیا اور کہا کہ یہ قول جعفر صادق سے متواتر ہے اور میں اللہ کی گواہی دے کر کہتا ہوں کہ وہ اپنے قول میں سچتے ہے کسی کے لیے منافقت کا اظہار نہ کرتے تھے، پس اللہ نے رافضیوں کو دلیل کر دیا۔

(۱۶۹) فضائل الصحاب للدارقطنی، ذکر ماروی عن ابی طالب اولاد علی رضی اللہ عنہم فی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم۔

(۱۷۰) ابن حجر کہتے ہیں عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الہاشمی المدنی، الاحقر، انہوں نے اپنے والد، اپنے بھائی کے بیٹے جعفر بن محمد بن علی اور سعید بن مرجان سے روایت کی اور نبی سے مرسل روایت کی ہے۔ ابن حبان نے انہیں ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ عثم بن بشیر الاسدی کہتے ہیں عمر بن علی بن حسین صاحب فضیلت آدمی ہے بہت زیادہ عبادت کرنے والے، صاحب اجتہاد، ان کے بھائی ابو جعفر ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

(۱۷۱) فضائل الصحاب للدارقطنی ذکر ماروی عن اہل بی طالب
واولاد علی فی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہم۔

(۱۷۲) اسے ابن بطم الشرح والایام میں روایت کیا۔

(۱۷۳) اسے ابن بطم الشرح والایام میں روایت کیا۔

(۱۷۴) الذہبی کہتے ہیں الزیدی الامیر، صاحب جرجان، الحسن بن
زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن امام علی بن
ابی طالب العلوی۔ ان کے جد اسماعیل چھ نفیس بھائی تھے۔ یہ
250 ہجری میں ظاہر ہوئے ان کا جیش کثرت کے ساتھ تھا انہوں
نے جرجان پر قبضہ کیا پھر انہوں نے خلفاء کے جیوش کو شکست
دی اور ری اور الدیلم فتح کیا اور ان کا دور بہت طویل تھا۔
270 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۷۵) اسے اللکائی نے شرح احوال اعتقاد اہل السنہ وجماعہ
میں روایت کیا۔

(۱۷۶) وہ حسین بن زید کے بھائی ہیں۔ الذہبی کہتے ہیں کہ ان کے
بعد ان کے بھائی محمد بن زید بادشاہ ہوئے اور ان کا دور بھی بہت
طویل تھا انہوں نے بہت ظلم کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے 290
ہجری سے قبل۔

(۱۷۷) القران ایسا آدمی جو اپنی عورت میں مشارکت کروائے۔
یعنی یہ مرکب ہے۔ یار۔ میر بر صفت۔ ہے جس کو کوئی غیر تنہا ہو {
لسان العرب}

(۱۷۸) الحارم السلول، فاما من سب ازواج النبیاء۔

الفصل (۷)

رافضہ کے بارے میں حناہم کے اقوال

امام احمد بن حنبل (۱۷۹) كہتے ہر رافضی اسلام ميں كسى چيز پر
بھى نہيں۔ ہيں۔ (۱۸۰) اور انہوں نے كہا كہ عثمان رضى اللہ
عنه كو گالى دينا زندقہ ہے۔ آپ سے سوال كيا كيا اس شخص سے متعلق
جو اصحاب رسول ميں سے كسى كو گاليتا ہے تو ايسے فرمايا
ميں اسے اسلام پر باقى نہيں ديكھتا (۱۸۲)۔

(۲) حرب بن اسماعيل الكرماني (۱۸۳) كہتے ہر كہ اہل علم و
اہل حديث اور اہل السنہ كا مذهب جس كے ساتھ وہ متمسك ہيں ہے
اور جسكى ان ميں اقتدى كى جاتى ہے نبى ﷺ كے زمانے سے ہمارے
دور تك اور ميں نے جس قدر علماء حجاز و شام وغيرہ كو پايا، پس
جو كوئى اس مذهب ميں انكى مخالفت كرتا ہے يا اس ميں طعن كرتا ہے
يا اس كے قائل ميں عيب لگاتا ہے تو ايسا شخص بدعتى و مخالف ہے
اور جماعت سے خارج ہے اور منہج سنستے ہوا ہے اور يہ مذهب
ہے احمد ، اسحق بن ابراہيم، عبد اللہ بن مخلد، عبد اللہ بن زبير
الحميدى، سعيد بن منصور وغيرہ جن سے ايسے ہمارى مجلسوں ہيں
اور جن سے ہيں اخذ كيا اور ان لوگوں كا قول يہ ہے... كہ جس
نبى كے صحابہ ميں سے كسى۔ ايك كو۔ گالى۔ دى، يا ان كى۔ تنقيص
كى يا ان پر طعن كيا يا ان پر عيب لگايا تو ايسا شخص بدعتى،
رافضى اور خبيث و مخالف ہے... اللہ تعالى اس كا كوئى عمل قبول نہ
كرے گا اور كسى كے ليے جائز نہيں كہ صحابہ رضى اللہ عنہم كى شان
ميں كوئى بى چيز ذكر كره، كسى ايك پر عيب لگائے اور نہ
ہيں ان ميں سے كسى كا نقرہ كره۔ پس جو كوئى ايسا كرهے تو حاكم
وقت كے ليے ضرورى ہے كہ اسے سزا دے، اسكى تاديب كرهے
اور اسے معاف نہ كرنہ كرهے اور اسے توہ كروائے۔ پس اگر وہ
توہ كرائے تو ٹھيك و گرنہ اسے جيل ميں ہميشہ كے ليے پھينك دے
بہار تك كہ مر جائے (۱۸۴)۔

(۳) حسن بن على البردبارى (۱۸۵) كہتے ہيں اور انہوں نے
خواہش پرستوں كا ذكر كيا اور كہے ہيں كہ ان ميں سب سے ردى ترين
اور سب سے زيادہ كفر والے رافضى ہيں (۱۸۶)۔

(۴) ابو عبد اللہ بن بط (۱۸۷) كہتے ہيں جہاں تك رافضى كا تعلق
ہے تو وہ لوگوں ميں سب سے زيادہ اختلاف والے، جھگڑالو اور

طعن کرنے والے انکا۔ ہر شخص اپنے لیے ایک مذہب بنا لیتا ہے اور اس پر لعن کرتا ہے جو اسکی مخالفت کرے اور جو اس کی اتباع نہ کرے اسکی تکفیر کرتا ہے اور وہ سب کے سب یہی کہتے ہیں کہ امام کے بغیر کوئی نماز نہیں، کوئی روزہ، جہاد، جمعہ، عیدین، نکاح، طلاق، بیع و شراء نہیں (۱۸۸)۔ جس کا کوئی امام نہیں اس کا کوئی دین نہیں اور جو کوئی اپنے امام کو نہیں جانتا اس کا کوئی دین نہیں پھر وہ امامت میں اختلاف کرتے ہیں۔ امامیہ کا اہل امام ہے اور اسکے علاوہ اگر کسی کو کوئی امام مانے تو وہ اس پر لعن طعن کرتے ہیں اور اسکی تکفیر کرتے ہیں۔ اگر علم کے مرتبہ و شرف کا خیال نہ ہوتا جس کی اللہ نے قدر و منزلت بہت بلند کی ہے اور اسے اس بات سے محفوظ رکھا کہ اس میں نجاسات، اور اہل زیغ کے قبیح اقوال داخل کیے جائیں جن کو سن کر انسان کی جلدیں کانپ اٹھتی ہیں اور نفس انہیں سننے سے ڈرتا ہے اور عاقل لوگ اس سے کتراتے ہیں... وگرنہ میں وہ باتیں ذکر کرتا جن میں عبرت کے سامان تھے (۱۸۹)۔

(۵) قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ جس نے عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا پر الزام لگا یا جنہیں خود اللہ نے بری کیا ہے تو وہ بلا اختلاف کافر ہے (۱۹۰)۔

(۶) ابن عقیل (۱۹۱) کہتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ جس بندے نے رافضی مذہب بنایا اس کا اصل مقصد دین اور نبوت میں طعن کرنا تھا (۱۹۲)۔ انہوں نے قبر پرستوں کے متعلق کہا (یعنی رافضی وغیرہم) جب جاہلوں اور طاغوت پسندوں پر شرعی تکالیف بھاری پڑ گئیں تو انہوں نے شریعت کی وضع کو چھوڑ کر ان اوضاع کی تعظیم شروع کر دی جنہیں انہوں نے خود اختراع کیا تھا تو ان پر شریعت ایسا نہ ہو گئی کیونکہ وہ اس میں اپنے غیر کے حکم سے داخل نہیں ہوئے... وہ میرے نزدیک ان اوضاع کے ساتھ کافر ہیں یہ اوضاع ہیں مثلاً قبروں کی تعظیم اور ان کا اکرام اس صورت جسے شریعت نے منع کیا ہے، وہاں آگ جلانا، انہیں چومنا اور انہیں پختہ بنانا، مردوں سے اپنی حاجات مانگنا اور وہاں رقعے چھوڑنا... اے میرے مولا ایسے ایسے کر دیجیے، ان کی قبروں کی مٹی کو تیر کا لیکر جانا، قبروں پر خوشبو بھانا، ان کی طرف خاص سفر کر کے جانا،

لات منات و عزى کے بجاریوں کی پیروی میں جلی۔ ہوئی چیزوں کو
درختوں پر۔ ڈال دینا (۱۹۳)۔

(۷) ابو لفرج ابن الجوزی کہتے ہیں شیعہ کی قباحتیں اس قدر ہیں کہ
شمار میں نیچاں تی (۱۹۴)۔

(۸) ابو العباس ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ جہاں تک فتنے کا تعلق ہے تو
وہ اسلام میں شیعہ کی طرف سے ہے۔ ہر شر و فتنہ کچھڑی ہے اور
وہ فتنوں کے بھنور کا قطب ہیں۔ پس ہر عاقل کو دیکھنا چاہیے
کہ اس کے زمانے میں کیا ہو رہا ہے اور کس قدر فتنے، شر و فساد
اسلام کو درپیش ہیں۔ پس وہ دیکھے گا کہ ایسے بہت سے فتنے رافضیہ
کی طرف سے ہیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شریر لوگ
رافضی ہوں گے اور امت کی حنفیوں میں نئے سے نئے فتنے کھڑے
کرنے سے وہ بالکل نہیں بیٹھیں گے۔ ابن تیمیہ نے کہا ان میں سے
اکثر کفار سے دوستیاں لگانے والے ہیں، ایسی دوستیاں جو مسلمانوں سے
بڑھ کر دل کی گنہگاروں کے ساتھ ہیں۔ اس لیے جب
ترک (تاتاری) مشرق کی جانب سے نکلے اور انہوں نے خراسان،
عراق، شام اور جزیرہ میں مسلمانوں کا خون بہایا تو اس وقت ہی
رافضی سب سے زیادہ ان کی مدد کرنے لگے۔ بغداد کا علقمی
رافضی وزیر اور اس جیسے دوسرے لوگ مسلمانوں کے خلاف سب
سے زیادہ ان کی مدد کرنے والے تھے۔ اسی طرح کے رافضیوں
کے ہی ہا کو ہے۔ ہی مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد
کرنے میں شدید تر ہے اور ان صلیبیوں کی مدد کرنے میں ہی
جن کے خلاف مسلمانوں نے شام میں جہاد کیا۔ اس وقت رافضی ان کے
سب سے بڑے اعوان میں سے تھے۔ اسی طرح جب عراق میں یہودیوں
کی مملکت قائم ہوئی تو اس کے سب سے بڑے مدد گار رافضی تھے...
پس وہ ہمیشہ کافروں، مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں کے مدد گار رہے
ہیں اور مسلمانوں کے خلاف قتال کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں)
(۱۹۵)۔

ابن القیم الجوزی (۱۹۶) کہتے ہیں اور جہاں تک غالی جہمیوں
اور غالی شیعہوں کا تعلق ہے تو ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی
تعلق نہیں۔ اس لیے سلف کی ایک جماعت نے انہیں تہتر فرقوں کی

فہرست سے بھى خارج كر ديا ہے اور كہا كہ يم لوگ ملت سے خارج
ہيں (۱۹۷) اور انہوں نے قبر پرستوں كے بارے ميں لكھا ” اور ان
ميں رافضہ هيں “۔ ان مشركوں كى گمراہى يہاں تك پہنچ گئى كہ انہوں
نے قبروں كے ليے حج مشروع كر ليا اور اس كے ليے مناسك وضع
كيے يلچر تك ان كے بعض غاليوں نے اس كے متعلق كتابيں لكھيں اور
اس ” مناسك الحج المشاد “ كا نام ديا اور ان قبروں كو بيت
الحرام كے برابر قرار ديا اور اس ميں كوئى شك نہيں كہ يم
اسلام ميں فرق ہے اور بت پرستى كے دين ميں داخل ہونا ہے (۱۹۸)۔
انہوں نے رافضيوں كے خرافاتى مہدى كا تذكرہ كرتے
ہوئے لكھا كہ يم لوگ بنى آدم پر عار هيں اور ايسے مضحك خيز
هيں جن پر ہر عاقل ہنستا ہے (۱۹۹)۔ كہتے هيں كہ ہم نے ہر زمان و
مكان ميں رافضيوں كو بيكھا كہ مسلمانوں كے خلاف جببہ هي
اور جہاں كوئى دشمن كھڑا ہوا وہ اس كے مددگار بن گئے۔ انہوں نے
اسلام اور مسلمانوں كے خلاف كتے بلوے كيے هيں۔ تاتارى مشركوں
كى تلوار ميں مسلمانوں كے لہو سے سرخ ہوئیں تو انہيں كے زيں ساہ...
مساجد كو مقفل كيا كيا، مصحف پلہ رگئے... مسلمان عورتوں كو
قتل كيا كيا... ان كے علما، عابد اور ان كے خليفہ كو قتل كيا... يہ
سببہ ہيں رافضيوں كے سببہ ہوا۔ اہل بيكے جرائكے سببہ
ہوا؟... مشركوں كى مسلمانوں كے خلاف انكى مدد ہر خاص عام
كو معلوم ہے (۲۰۰)۔

(۱۰) ابن رجب كہتے هيں... رافضيوں كى يم وديوں كے ساتھ
ستر خصلتوں ميں مشابہت پائى جاتى ہے (۲۰۲)۔

(۱۱) محمد بن عبد الوہاب كہتے هيں يہ روافض جو شيخين كو
گاليتے هيں اور جمہور صحابہ كو كافر قراريتے هيں اور على
رضى اللہ عنہ اور انكى اولاد كى طرف نسبت ركھتے هيں اور كہتے
هيں كہ ہر آل محمد ﷺ كے شيعہ هيں... كيا وہ اس ميں سچے هيں؟ ہر گز
نہيں بلکہ در حقيقت يہيں ان كے دشمن هيں اور اہل بيت ان سے برى هيں۔
اسى طرح يہودى اور عيسائى اپنے انبياء ركى طرف نسبت كرتے هيں
اور يہ زعم ركھتے هيں كہ وہ ان كے دين پر هيں جبكہ وہ ان سے بيز
ار هيں (۲۰۳)۔ اہل حديث و اہل علم يہ بات جانتے هيں كہ سب سے
جھوٹا ترين گروہ رافضہ ، شيعہ كا ہے اور جو كوئى ان كى طرف

نسبت رکھتا ہے (۲۰۴)۔ شیخ کہتے ہیں جس نے اللہ کے اور اپنے درمیان واسطے بنا کر انہیں پکارا اور اس سے شفاعت کا سوال کیا اور انہی پر توکل کیا تو وہ بالجماع کافر ہے (۲۰۵)۔

(۱۲) عبد الرحمن بن حسن (۲۰۶) کہتے ہیں اصل رافضی وہ ہیں جنہوں نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے عہد میں خروج کیا۔ پس جب آپ کو ان کے پرے عقیدے کے بارے میں پتہ چلا تو اپنے خندقیوں کو بھیجی اور اس میں لکھی کہ ر ڈال کر ایگ ہڑ کائی اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس امت میں شرک کو رواج دیا۔ انہوں نے قبروں پر عمارتیں بنائیں اور ان کے بہت سے بڑے قواعد ہیں جن کی طوالت کے باعث ہم یہاں انہیں ذکر نہیں کرتے (۲۰۷)۔ ان سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں جو کسی رافضی کو لیکر مکہ جائے تو انہوں نے کہا کہ جس نے کسی رافضی کو مکہ پہنچایا تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی (۲۰۸) اور کبیر۔ ہگناہ کا مرتکب۔ و۔ پس جس کو کسی نے ایسا کیوں ہا سق۔ ہو گیا (۲۰۹)۔

(۱۳) عبد اللطیف بن عبد الرحمن (۲۱۰) کہتے ہیں کہ ان کے دل دھوکہ و مکاری سے بھرے ہوئے ہیں اس لیے آپ دیکھیں گے لوگوں میں سب سے زیادہ اخلاص سے دور اور سب سے زیادہ امت سے دھوکہ کرنے والے یہی لوگ ہوں گے۔ وہ ہمیشہ اہل اسلام کے خلاف کسی بھی دشمن کا ساتھ دینے والے ہیں۔ یہ ایسا امر ہے جس کا مشاہدہ پوری امت کو چکی ہے۔ جس نے مشاہدہ نہیں کیا اس نے دیکھ ضرور لیلوائے اس کے جو کانوں سے بچا۔ ہو اور دل کا اندھ۔ ہو (۲۱۱)۔ اور کہتے ہیں کہ عراق میں لکن ہے اہل ایگزار۔ ہے جسے مشہد الحسینی کہتے ہیں اسے ارضیوں نے بت بنا کر لیا ہے بلکہ تدبیر کرنے والا رب اور ایسا بنا دینے والا خالق بنا کر لیا ہے۔ انہوں نے اس کے ذریعے مجوسیت کا احیا کیا ہے اور لات منات و عزی کے معبد خانے آباد کر دیئے ہیں اور ہر وہ کلمہ جس پر اہل جاہلیت گامزن تھے ان میں عود کر آیا ہے۔ یہی حالت مشہد عباس اور مشہد علی کی بنا رکھی ہے (۲۱۲)۔

تراجم و حوالہ جات

(۱۷۹) الذہبی کہتے ہیں وہ امام تھے شیخ الاسلام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی، المروزی، ثم البغدادی۔ ائمہ اعلام میں سے ایک تھے۔ 164 ہجری میں پیدا ہوئے۔ اسحق بن راہویہ کہتے ہیں احمد اللہ کی مخلوق میں اسکی حجت ہیں۔ 241 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۰) کتاب السنہ للإمام احمد۔

(۱۸۱) فتاویٰ السبکی باب جامع فصل سب النبیا۔

(۱۸۲) سے اللکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنہ والجماع میں روایت کیا۔

(۱۸۳) الذہبی کہتے ہیں امام، العلام، ابو محمد حرب بن اسماعیل الکرمانی الفقیہ، احمد بن حنبل کے شاگردوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ابوولید الطیالسی، ابو بکر الحمیدی، ابو عبید، سعید بن منصور، احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ سے اکتساب فیض کیا۔ ابو بکر الخلال کہتے ہیں کہ وہ اصحاب ابو عبد اللہ کے کبراہ میں سے ہیں۔ اور مجھے خبری ہے کہ انہوں نے ابو عبد اللہ سے بیس۔ ہزار کے قریب احادیث لکھی ہیں اور آپ بہت جلیل القدر آدمی تھے۔ 280 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۴) حادی الارواح الی بلاد الافراح، الباب السبعون؛ فی ذکر من يستحق هذه البشارة دون غیرہ۔

(۱۸۵) الذہبی کہتے ہیں البرہباری شیخ الحنابل، قدوة الامام ابو محمد حسن بن علی بن خلف البرہباری، الفقیہ، وہ حق بات کہنے والے، حدیث کی طرف دعوت دینے والے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرنے والے تھے۔ انہوں نے المروزی اور سہل بن عبد اللہ التستری کی صحبت اختیار کی۔ ابن خبیر کہتے ہیں کہ وہ اہل بدعت کے بہت خلاق تھے اور خاص و عام لوگ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک دن وہ وعظ کر رہے تھے کہ انہیں چھینک

اگئی تو حاضرین نے انہیں گالی دی اور پھر جنوہ نے اس گالی کو سنا انہوں نے گالی دینے والوں کو گالی دی۔ آپ تک پہنچنے پر انہوں نے آپ کو جیل میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو آپ اس سے بھاگ گئے اور اپنے خفیہ ٹھکانے میں 328 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۶) شرح السنہ۔

(۱۸۷) الفراء کہتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن محمد بن عتبہ بن فرقد (جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے) ابو عبد اللہ الکبریٰ المعروف بابن بطلہ 304 ہجری میں پیدا ہوئے۔ الذہبی کہتے ہیں الامام القدوة العابد، الفقیہ، المحدث، شیخ العراق، الحنبلی، حاکم وقت نے انہیں جیل میں ڈالنے کے لیے طلب کیا تو آپ فرار ہو گئے۔ 387 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۸) ”امام کے وجود کے بغیر عدم جواز جہاد کے قائل رافضی“، اپنے اصول کو توڑ گئے چاہے انہیں اس کا شعور ہو یا نہ ہو... ابو الحسن الاشعری ”المقالات“ میں کہتے ہیں کہ رافضیوں کا خروج نہ کرنے اور تلوار کا انکار کرنے پر جماعہ بے جا ہو۔ وہ قتل ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ان کا امام ظاہر ہو اور انہیں وہ خود اس بات کا حکم دے۔ اسی لیے وہ نہ کفار کے خلاف لڑتے ہیں اور نہ ہی ائمہ جماعت کے ساتھ مل کر لڑتے ہیں سوائے اس کے جو ان کے اپنے مذہب کا التزام کرتا ہو۔

عبد القادر بن عبد العزیز ”العمدہ“ میں کہتے ہیں کہ شیعہ نے خمینی کے انقلاب کے شروع ہوتے ہی اس عقیدہ کی مخالفت کی اور یہ ان کی کتابوں میں مذکور عقیدہ ہے۔ فاسد و بے کسب و بے لیاقتی واضع ہے! لیکن عجیب بات یہ ہے کہ بعض اہل السنہ بھی اسی شبہ کا اظہار کرتے ہیں (کہ امام کے بغیر جہاد نہیں)۔

امام غزالی ”الاحیاء میلتکھ“ میں ”کہ شیعہ کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز نہیں جب تک امام معصوم ظاہر نہ ہو جائے۔ اور وہ ان کے نزدیک امام حق ہے جبکہ یہ لوگ کم مرتبہ ہیں کہ اس کی جگہ پر بات کر سکیں بلکہ ان کا جواب یہ ہے کہ انہیں کہا

جائے جب وہ عدالتوں میں اپنے حقوق لینے کے لیے آتے ہیں اور اپنے اموال و خون کے فیصلے کرواتے ہیں، تمہارا امر بالمعروف کی نصرت کرنا... کیا یہ زمانہ ظلم ہے وکنے کا نہیں اور حقوق طلب کرنے کا ہے!... کیونکہ امام ابھی تک نہیں نکلا...!

پس اللہ سے قتل کرے جو "سلفیت" کے دعوے کرتا ہے اور امت میں رسوائیت اور رافضیوں کے احوال عام کرتا ہے!

(۱۸۹) الابان، باب التحذیر من استماع کل قوم یریدون نقض الاسلام۔

(۱۹۰) الحارم المسلول، فصل فاما من سب ازواج النبیا۔

(۱۹۱) الذہبی کہتے ہیں امام العلام، البحر، شیخ الحنابلہ، ابو الوفاء، علی بن عقیل بن محمد البغدادی الحنبلی المتکلم، صاحب تصانیف۔ وہ بہت ذکی، علوم کا سمندر اور کثیر فضائل والے تھے۔ وہ اپنے زمانے میں بے نظیر تھے۔ 431 ہجری میں پیدا ہوئے۔ وہ معتزل کے ساتھ مختلط ہوئے تو کچھ ان کی بدعات کا شکار ہو گئے لیکن حنابلہ نے ان کا شدید انکار کیا تو انہوں نے توبہ کر لی۔ ابن جوزی کہتے ہیں وہ فنون میں یکتا ہے اور اپنے زمانے کے امام تھے۔ بہت خرچ کرنے والے اور انہوں نے اپنی وراثت میں کتابوں اور ان کپڑوں کے علاوہ جو ان کے بدن پر تھے کچھ نہ چھوڑا۔ 513 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۹۲) تلبیس ابلیس، ذکر تلبیس علی الرافضی۔

(۱۹۳) اسے ابن القیم نے "اعاثہ اللہ فان" میں ذکر کیا۔

(۱۹۴) تلبیس ابلیس، ذکر تلبیس علی الرافضی۔

(۱۹۵) منہاج السنہ۔

(۱۹۶) ابن رجب کہتے ہیں محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی، ثم الدمشقی، الفقیہ، الاحولی، المفسر، النحوی، العارف، شمس الدین، ابو عبد اللہ ابن القیم الجوزی، ہمارے شیخ، انہوں نے مذہب کی فقہ

حاصل کی اور ماہر و مقتدی ہے۔ انہوں نے شیخ تقی الدین کے ساتھ
کو لازم کیا اور ان سے اخذ کیا۔ وہ اسلامی علوم و فنون کے ماہر
تھے۔ وہ معصوم نہ تھے... لیکن میر نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ انہیں
شیخ تقی الدین کے ساتھ قلعہ میں ان سے علیحدہ قید کیا گیا اور
انہیں شیخ ابن تیمیہ کی موت کے بعد رہا کیا گیا۔ 691 ہجری۔ میں
پیدا ہوئے اور 751 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۹۷) مدارج السالکین، فصل، وما الفسوق ف... و فی کتاب اللہ
نوعان۔

(۱۹۸) غائث اللہ فان من مصائد الشیطان، فصل؛ ثم ان فی اتخاذ
القبور اعیاداً من المفاسد العظيمة۔

(۱۹۹) المنار المنیف، فصل؛ وسئلت عن حدیث لا م... دی الا
عیسیٰ۔

(۲۰۰) مدارج السالکین، فصل؛ فی بیان تضمن... للرد علی الرافضة۔

(۲۰۱) ابو المحاسن الحسینی کہتے ہیں عبد الرحمن بن احمد بن
رجب البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی، الامام، الحافظ الحج، الفقیہ، زاہد
و عابد علماء و ائمہ میں سے ایتک ہے مسلمانوں کے واعظ، مفید
المحدثین، شہاب الدین ابو العباس یا ابو الفرج۔ وہ ایسے اہل علم تھے کہ
لوگوں کے دل محبت کے ساتھ ان کی طرف متلے۔ ہے اور ان پر
فرقے مجتمع ہے۔ ان کی محفلیں تذکیر و نفع کی حامل۔ ہوا کرتی
تھیں۔ 736 ہجری میں پیدا ہوئے اور 795 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۰۲) الحکم الجدید بالاذاعة من قول النبی بعثت بالسيف بين
یدی الساعة۔

(۲۰۳) جواب اهل السنة النبوية فی نفي كلام الشيعة والزيدية،
فصل؛ فی بیان مذهب الزیدية من البدع۔

(۲۰۴) جواب اهل السنة النبوية فصل؛ فی انصاف اهل السنة
وکذب الروافض۔

(۲۰۵) الدرر السنیة ، کتاب العقائد

(۲۰۶) العلامة عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب۔
1196 ہجری میں پیدا ہوئے اور انہوں نے تعلیم اپنے دادا ، علی بن
حمد بن ناصر بن معمر ، حسین بن غنام سے حاصل کی۔ ابن قاسم کہتے
ہیں ان کے زمانے میں کوئی ان سے بڑھ کر فقیہ، زاہد اور سنت
کی اتباع کرنے والا نہ ہو۔ بسے باہر کماندتھے جس پر
چڑھنا اور اس کی چوٹی کو چھونا مشکل ہوتا ہے۔ 1285 ہجری
میں فوت ہوئے۔

(۲۰۷) الدرر السنیة، کتاب الاسماء والصفات۔

(۲۰۸) یہ اس لیے کہ وہ رافضیوں کو کفر پر سمجھتے تھے اور اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا
يَفْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ) اے ایمان والو مشرک پلید ہیں پس وہ مسجد
حرام کے قریب نہ پھٹکیں (التوبہ 82)۔

(۲۰۹) الدرر السنیة، کتاب الحج۔

(۲۱۰) عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد
الوہاب۔ ان کے بارے میں محمود شکری آلوسی کہتے ہیں وہ بہت
بڑے علم تھے، علامہ المعقول والمنقول۔ انہوں نے اصول و فروع کے
علم پر کافی مہارت حاصل کی۔ 1225 ہجری میں پیدا ہوئے اور
1293 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۱۱) الدرر السنیة، کتاب الجہاد۔

(۲۱۲) الدرر السنیة، کتاب العقائد۔

الفصل (۸)

مالک کے رافضیہ کے بارے میں اقوال

(۱) امام مالک نے کہا کہ اہل الاہواء سب کے سب کافر ہیں اور ان میں سب سے زیادہ رافضیہ ہیں۔ امیر المومنین۔ ہارون الرشید (۳۱۳) نے ان سے سوال کیا کہ کیا اس شخص کے لیے مالِ فتنی میں حصہ ہے جنہی۔ ان کے صحابہ کو گالی دے؟ تو امام مالک نے کہا نہیں اور نہ ہی اس کی عزت کی جائے۔ ہارون نے کہا یہ آپ نے کس بنا پر کہا؟ کہنے لگے اللہ فرماتے ہیں {لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ} تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چلائے... پس جو ان پر عیب لگائے وہ کافر ہے اور کافر کا فتنی کے مال میں کوئی حق نہیں (۲۱۴)۔ امام مالک کہتے ہیں وہ جو اصحابِ النبی ﷺ کو گالی دیتا ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں (۲۱۵) اور کہتے ہیں جس نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اس کو قتل کر دیا جائے۔ ان سے کہا گیا ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا جس نے ان پر الزام لگایا اس نے قرآن کی مخالفت کی۔ کیونکہ اللہ فرماتے ہیں {يَعْلَمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ} اللہ

تمیہ نصیحنگرتا۔ ہے کہو بار۔ ہ ایسا نہ کرو اگر تمہومن۔ و۔ پس
جس نے اس کا عادیہ کیا تو وہ کافر۔ ہو گیا (۲۱۶)۔

(۲) عبد الملک بن حبیب (۲۱۷) نے کہا جس نے عثمان کے بغض
میں غلو اختیار کی اور ان سے برایت کی اور اسے شدید تادیبی سزا
دی جائے گی۔ جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بغض میں
شدت اختیار کی اس کی عقوبت اس سے بھی سخت ہے اور انہیں
بار بار ضرب لگائی جائے اور اسے لہے مرحم کے لیے جیل میں
ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے (۲۱۸)۔

الذہبی کہتے ہیں الرشید الخلیف، ابو جعفر۔ ہارون بن المہدی محمد بن
المنصور ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس،
الہاشمی، العباسی۔ بہت نیک خلفا میں سے ہے اور بہت شان و
الہ تھے بہت زیادہ حج و جہاد کرنے والے، صاحب رائے اور شجاعت
والے۔ 148 ہجری میں پیدا ہوئے اور 170 ہجری میں مسند خلافت پر
متمکن ہوئے اور جہاد کے دوران 193 ہجری میں فوت ہوئے اور وہ
کہا کرتے تھے کہ میں نے جھوٹ کو ڈھونڈا تو اسے رافضیوں میں
پایا { شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی }۔

(۲۱۴) اسے قاضی عیاض نے ترتیب المدارک و تقریب المسالك
میں ذکر کیا باب اتباع السنن و کراہیہ المحدثات۔

(۲۱۵) اسے الخلال نے کتاب السنن میں روایت کیا۔

(۲۱۶) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل وسب آل بيته واز
واج واصحاب و تنقيحهم حرام ملعون فاعلم۔

(۲۱۷) قاضی عیاض کہتے ہیں عبد الملک بن حبیب بن سلیمان، ان
کی کنیت ابو مروان تھی اور وہ اصلًا طلیطلہ (اندلس) کے رہنے
والے۔ جب سحنوں کے پاس افسوس کیا گیا تو وہ کہنے لگے
اندلس کا علم مر گیا بلکہ اللہ کی قسم دنیا کا عالم فوت ہو گیا۔
238 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳) سحنون کہتے ہیں جس کسی نے یہ کہا کہ خلفائے اربعہ کفر و خیانت پر تھے اسے قتل کیا جائے (۲۲۰) اور جس نے ان چاروں کی تکفیر کی تو وہ مرتد ہے (۲۲۱)۔

(۴) قاضی عیاض (۲۲۲) کہتے ہیں ہم رافضیوں کو قطعی کافر قرار دیتے ہیں بسبب ان کے یہ کہنے کے کہ اگے ایمانیہ۔ سے افضل ہیں اور اسی طرح ہر اسے بھی قطعی کافر قرار دیتے ہیں جو امت کو اپنے قول کے ذریعے گمراہ کرے اور صحابہ کی تکفیر کرے جیسے کہ رافضیوں نے "گمیلیہ" کا قول جب انہوں نے نبی - ﷺ کی تمام امت کو کافر قرار دے دیا جب تک علی نہ آئے اور علی کی تکفیر کر دی کہ انہوں نے اپنے حق کو طلب کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ متعدد جو تھے کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ساری شریعت کو باطل قرار دے دیا کیونکہ اس سے تو ان کے زعم کے مطابق قرآن و سنت کو۔ ہم تک نقل کرنے کے کافر۔ تھے۔ (واللہ اعلم) امام مالک نے اپنے ایک قول میں اشارہ کیا ہے کہ اس شخص کو قتل کر دیا جائے جو صحابہ کی تکفیر کرے (۲۲۳)۔

(۵) ابو ولید الباجی کہتے ہیں (۲۲۴) جہاں تک شیعیہ کا تعلق ہے پس جو کوئی ان میں علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرے اور عالی نہ ہو تو یہ ہمارا بھی دین ہے لیکن جس نے غلو کیا اور عثمان سے بغض رکھا اور ان سے برائت کی تو اسے شدید تادیبی سزا دے جائے گی اور جس کا غلظت زیادہ ہو یلچر تک کہ وہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو گالے تو اس کی سزا سختوین۔ ہے۔ اسے بار بار مار جائے اور طویل قید میں رکھا جائے یلچر تک کہ وہ مرجائے اور جو کوئی ان میں سے متجاوز۔ ہو کر الحاد کرے اپنلے اور یہ گمان کرے کہ علی رضی اللہ عنہ کو ٹھہرا لیا۔ ہے اور انہیں موت نیاں۔ ئی اور وہ زمین پر واپس آئیے۔ گے اور یہ کہو۔ ہی دابہ الارض۔ ہیں اور ان میں سے بغض کا کہنا ہے کہ ان کے پاس وحی آئی تھی اور ان کے بعد ان کی اولاد کی اطاعت و سزا۔ ہے پس ایسا الحکفر۔ ہے اور اس کے کہنے والے سے توہ کروائی جائے گی اور اگر وہ توہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے (۲۲۵)۔

(۶) قاضی ابو بکر ابن العربی کہتے ہیں (۲۲۶) اکثر ملحدین جو اہل بیت سے تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں اور انہیں تمام مخلوق پر فضیلت دیتے ہیں یہاں تک کہ رافضی بیس فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور ان میں سب سے زیادہ بڑے وہ ہیں جو کہتے ہیں علی اللہ ہیں۔ الفرائیہ کہتے ہیں کہ وہی اصل میں رسول اللہ ہے لیکن جبریل نے رسالت کو بدل دیا اور محمد ﷺ کی طرف پیغام لے گیا۔ یہ حریحاً کفر ہے جسے صرف تلوار کی گرمی ہی دوکر سکتی ہے اور بحث و مناظرہ کا اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں (۲۲۷) اور وہ کہتے ہیں ان کے مذہب کی حقیقت ہے کہ تمام لوگ ان کے نزدیک کافر ہیں کیونکہ ان کا مذہب گناہوں کے ساتھ تکفیر پر ہے۔ اسی طرح ان کا ایک گروہ جو امامیہ کہتے ہیں وہ قدریہ کی طرح کہتے ہیں کہ ہر کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے اور سب سے بڑے گناہ نگار یہ خلفاء ہیں اور جس نے انکی اس امر پر مدد کی۔ اور اصحاب محمد ﷺ سب سے زیادہ دنیا پر حریص ہیں اور سب سے کم دین کی حمیت رکھنے والے ہیں اور سب سے بڑے دین کے قاعدوں کو توڑنے والے! (۲۸۸) اور قاضی ابن العربی کہتے ہیں کہ رافضیوں نے اسلام کو حروف اور آیات کے ساتھ تباہ کیا اور ان کی نسبت قرآن کی طرف کی جو کسی بھی بصیرت والے سے مخفی نہیں ہے کہ یہ شیطان کا بہتان ہے۔ پھر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس قرآن کو نقل کیا اور اسے ظاہر کیا جسے ہم نے چھپایا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی اصحاب موسیٰ عیسیٰ پر راضی ہوئے اسی طرح رافضی اصحاب محمد ا پر راضی ہوئے جب انہوں نے صحابہ پر حکم لگایا کہ وہ کفر و باطل پر متفق ہو گئے تھے (۲۳۰) اور وہ کہتے ہیں کہ اہل افک نے ام المومنین عائشہ پر الزام لگایا تو اللہ نے انہیں بری کر دیا۔ پس جو کوئی اللہ کی برات کردہ کو گالی دے وہ جھوٹا ہے اور جو اللہ کی تکذیب کرے وہ کافر ہے (۲۳۱)۔

(۷) ابو العباس بن الحطیب (۲۳۲) وہ اپنے مسائل میں اس طرح لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں لوگوں میں سب سے احمق لوگ رافضی ہیں... رافضیوں نے کتاب و سنت کی مخالفت کی اور اللہ سے کفر کیا (۲۳۳)

(۸) ابو عبد اللہ القرطبی (۲۳۴) موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کی نسبت ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں پھر اس سے رافضیوں اور ان کے تمارقے استدلال کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو تمام امت پر خلیفہ بنایا لیکن تک کہ امامینہ... اللہ ان کو نالی کرے... تمام صحابہ کو کافر قرار دے دیا کیونکہ انہوں نے علی کی خلافت پر موجود نص کا انکار کیا اور اس کے غیر کو اجتہاد کے ساتھ خلیفہ بنا دیا اور ان میں سے بعض اسے یہی کہ جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خلافت کا حق طلب نہ کرنے کے سبب کافر قرار دے دیا پس ان لوگوں کے کفر میں اور جو ان کے اقوال کی پیروی کرے اس کے کفر میں کیا شک ہے (۲۳۵) اور وہ اس آیت کی تفسیر {يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ} کی تفسیر اور اس میں امام مالک کا قول نقل کرنے کے بعد کہ ہے یہی کہ لوگوں میں جس کے دل میں کسی ایک صحابی کے بارے میں بغض آجائے تو وہ اس آیت کے زمرہ میں ہے اور پھر کہتے ہیں امام مالک نے بہت ہی اچھی بات کہی اور پھر تاویل کی پس جس کس نے کسی ایک صحابی کی تنقیص کی یا ان پر طعن کیا تو ایسے شخص نے اللہ رب العالمین کا رد کیا اور مسلمانوں کی شریعت کا بطلان کیا۔

(۹) ابو عبد اللہ الخرشبی کہتے ہیں جس نے عائشہ پر الزام لگایا جسے اللہ نے بری کیا اور وہ یہ بھوکے کا پنے (نعوذ باللہ) زنا کیٹھا یا یہ کوہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے یا آپ کے اسلام کا انکار کرے یا تمام صحابہ کے اسلام کا انکار کرے یا خلفائے اربعہ کو کافر کہے یا کسی ایک کی تکفیر کرے تو وہ کافر ہے (۲۳۶)۔

(۱۰) علی الاجماع ہوری (۲۳۷) کہتے ہیں پھر خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کو کافر قرار دینے والے کی تکفیر کی جائے کیونکہ اس نے ایسی بات کی تذبذب کی ہے جو دین میں ضرورت کے ساتھ معلوم ہے اور اس نے اللہ اور رسول ﷺ کی تکذیب کی ہے (۲۳۸)۔

(۱۱) ابو لعباس الصاوی (۲۳۹) کہتے ہیں کہ جس نے تمام صحابہ کی تکفیر کی تو وہ بالاتفق کافر ہے جیسے کہ "شامل" میں ہے

کیونکہ اس نے دین میں ضرورت کے ساتھ معلوم بات اور اللہ و
رسول ﷺ کی تکذیب کی ہے (۲۴۰)۔

تراجم و حوالہ جات

(۲۱۸) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، فصل؛ وسب آل بيته
وازواج واصحابه وتنقيصهم حرام فاعلم ملعون۔

(۲۱۹) الذہبی کہتے ہیں الامام العلام مغرب کے فقیہ، ابو سعید عبد
السلام بن حبيب التبوخی الحمصی الاحل، المغربی القیروانی، المالکی،
قاضی القیروان، صاحب المدونہ انوہرنے سفیان بن عیینہ، ولید بن
مسلم، عبد اللہ بن وہب، عبد الرحمن بن قاسم، وکیع بن جراح اور
اشہب سے سماع کیا اور ابن وہب، ابن القاسم اور اشہب کی صحبت
اختیار کی یلچر تک کہ ان کی مثل بن گئے اور۔ ہل مغرب کے قائد
بن گئے اور مغرب میں علم آپ پر مستہی ہوا۔ اشہب کہتے ہیں
ہمارے پاس سحنوں سے بہتر کوئی نہیں آیا۔ 240 ہجری میں فوت
ہوئے۔

(۲۲۰) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، فصل؛ وسب آل بيته
وازواج واصحابه وتنقيصهم حرام فاعلم ملعون۔

(۲۲۱) حاشیۃ الحاوی علی الشرح الصغیر باب فی تعریف الردہ
واحکامہ۔

(۲۲۲) الذہبی کہتے ہیں الامام العلام الحافظ الاوحد شیخ الاسلام قاضی ابو الفضل عیاض بن عیاض بن عیاض الیحصیی الاندلسی ثم السبئی المالکی انہوں نے علوم کادریا اپنے اندر سمو لیا جمع تصنیف کے میدان میں جو بڑک لہے اور ان کی تصانیف لوگ سواریوں پر اٹھاتے تھے۔ حتیٰ کہ اِنوں پر ان کا نام چمکنے لگا۔ 476 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابن خلکان کہتے ہیں قاضی کے اساتذہ کی تعداد سو کے قریب ہے۔ 544 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۳) الشفاء، فصل فی بیان ما هو من المقالات کفر...

(۲۲۴) الذہبی کہتے ہیں الامام العلام الحافظ ذوالفنون القاضی ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد التجیبی الاندلسی القرطبی الباجی الذہبی صاحب تصانیف۔ ان سے ابو عمر عبد البر، ابو محمد بن حزم اور ابو بکر الخطیب نے بیکلیں لیں۔ ان سے ائمہ فقہ حاصل کی اور آپ کا نام بہت مشہور ہوا اور آپ نے بہت تصنیفات چھوڑیں۔ 403 ہجری میں پیدا ہوئے اور 474 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۵) شرح الموطا عند حدیث عن قول عمر بن عبد العزیز {ما رأیت فی ہؤلء القدریة}

(۲۲۶) الذہبی کہتے ہیں الامام العلام الحافظ القاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ ابن العربی الاندلسی الاشبیلی المالکی صاحب تصانیف، علوم و فنون کے جامع تھے اور بہت فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ 468 ہجری میں پیدا ہوئے اور 543 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۷) العواصم من القواصم، قاصم، كانت الجاهلیة مبنیة علی العصبیة۔

(۲۲۸) العواصم من القواصم، قاصم، فان قیل انما تكون ذالک فی المعانی الذی تشکل۔

(۲۲۹) حکام القرن قولہ تعالیٰ {لقد جاء کم رسول من انفسکم...} التوبة 128۔

(۲۳۰) (العواصر من القواصر، فاصم، یکفیک من شر سماء

(۲۳۱) (حکام القرآن قول تعالیٰ {يعظکم اللہ ان تعودوا لمثلم}

النور 17۔

(۲۳۲) الصفدی کہتے ہیں احمد بن عبد اللہ بن احمد ابو العباس بن
الحطیب اللخمی الفارسی الناسخ املر صالح بہت قدر و منزلت
والے، علام۔ فاس میں پیدا ہوئے۔ حج کیا اور شام میں داخل ہوئے
وہاں کبار سے ملے اور جامع مصر کو اپنا وطن بنا لیا۔ 478 میں پیدا
ہوئے اور 560 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۳۳) (الذہبی نے ان کا تذکرہ السیر میں کیا ہے۔

(۲۳۴) ابن فرحون کہتے ہیں محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرخ
الشیخ الامام ابو عبد اللہ الانصاری الاندلسی القرطبی المفسر۔ وہ اللہ کے
نیک بندے اور علماء میں سے تھے۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والے
اور اپنی آخرت کا سامان کرنے والے ان کا وقت عبادت و تصنیف
میں گذرنا۔ 671 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۳۵) (الجامع لاحکام القرن الکریم قول تعالیٰ {وقال موسیٰ

لأخیه ہارون اخلفنی} الاعراف 142۔

(۲۳۶) شرح مختصر خلیل للخرشی باب؛ الردۃ والسب واحکام۔

(۲۳۷) علی بن زین العابدین الاجہوری۔ یہ نسبت الاجہور الورد
کی طرف جو کہ مصر کی ایک بستی ہے۔ وہ اپنے زمانہ میں مالکیہ
کے بڑے عالم تھے۔ 1066 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۳۸) شرح مختصر خلیل للخرشی باب؛ الردۃ والسب واحکام۔

(۲۳۹) ابوالعباس احمد بن محمد الخلوئی الحواوی۔ یہ نسبت حواء
الحجر (مصر) کی طرف ہے۔ وہ مالکی فقیہ تھے 1175 ہجری میں پیدا
ہوئے۔ انہوں نے الدردیر اور الدسوقی سے فقہ حاصل کی۔
1241 ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

شرح مختصر خلیل للخرشی باب؛ فی تعریف الردۃ والسب
واحکامہ۔
الفصل (۹)

شافعی فقہاء کے رافضیہ کے بارے میں اقوال

(۱) امام الشافعی (۲۴۱) کہتے ہیں میں نے اہل الہوا میں سب سے
جوہڑے عو۔ کرنے والا اور جوہڑی گواہی دینے والا رافضیہ ہے۔
کر کوئی نیچے دیکھا (۲۴۲) اور کہتے ہیں کہ رافضیہ کے پیچھے
نماز پڑھو (۲۴۳)۔

(۲) پم۔ اللہ اللالکائی (۲۴۴) کہتے ہیں رافضیوں کی رسوائیت کے
بارے میں جو سیاق مروی ہے، جو اصحاب رسول اللہ کو گالی دیتے
ہیں اور اسے دین سمجھتے ہیں اور ان کا کفر اور جو حماقتیں ان سے
منقول ہیں اس کے بعد انہوں نے کچھ آثار نقل کیے ہیں (۲۴۵)۔

(۳) عبد القادر بن طاہر البغدادی (۲۴۶) کہتے ہیں وہ کافر جو
اسلامی حکومت کے دوران ظاہر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا بادہ
اڑھا اور مسلمانوں کو خفیہ طریقوں سے قتل کیلئے کسبائی
فرق کے عالی رافضی۔

پس یہ گروہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کا حکم دین
سے مرتد کا حکم ہے اور ان کے ذبیحہ کا کھانا جائز نہیں اور نہ
ہی ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور نہ ہی دارالاسلام
میں جزیہ وصول کر کے ان کو رہنے کی اجازت دینا درست ہے
بلکہ ان سے توبہ کروائی جائے گی۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں تو
ٹھیک ورنہ ان سے قتال کیا جائے گا اور ان کے اموال غنیمت بنائے
جائیں گے۔

جب تک اہل ہوس امامیہ کا معاملہ ہے جنہوں نے صحابہ کو کافر
قرار دے دیپس۔ ہم ان کی تکفیر کریں گے جیسے کہ وہ اہل
السنہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ مگر ان کی نماز جنازہ پڑھنا
اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے (۲۴۷) اور کہتے ہیں کہ

اہل السنہ کا اجماع ہے کہ تمام مہاجرین و انصار ایمان والے صحابہ ہیں اور یہ قول افضیو۔ کے زعم خلاف ہے کہ صحابہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ترک کر کے کفر کیا اور اہل السنہ کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ جو صحابہ بدر میں حاضر ہوئے وہ سب اہل جنت ہیں اور اسی طرح اہل السنہ نے کہا ہر وہ شخص کافر ہے جس نے عشرہ مبشرہ میں سے کسی صحابی کی تکفیر کی اسی طرح۔ ہل السنہ امامت المومنین کے ساتھ مولاتو کتھے ہیں اور جو ان کی تکفیر کرے وہ اسے کافر قرار دیتے ہیں (۲۴۸)۔

خطیب البغدادی (۲۴۹) کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے مددگار پسند کیے اور اہل ملت پر لازم کیا کہ ان کا ذکر خیر کریں لیکن افضیو۔ نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور انہوں نے ان کی کوششوں اور جد و جہد کو رائیگاں کرنے کی کوشش کی اور ان سے برأت کا اظہار کیا اور ان کو گالی دینے کو دین بنا لیا۔ {يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ اُولٰٓئِهٖمْ} وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بھنکوں۔ کے ساتھ جہاد کی جیسی اس سے پہلے ان کے متقدمین چاہتے تھے اور {وَاللّٰهُ مُبْتَلٰٓئُمْ نُوْرًا وَّلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ} اللہ اپنے نور کو ضرور پور کرے گا۔ کافروں کو کیسا۔ ہی ناگوار لگے (الصف 8) اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرائے جاتے ہیں (۲۵۰)۔

ابو عثمان الصابونی (۲۵۱) خلفاء اربعہ کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں پس جو کوئی ان سے محبت کرے اور ان سے دوستی رکھے اور ان کے لیے دعائے اور ان کے حقوق کا خیال کرے اور ان کے فضل کو پہچانے تو وہ کامیاب ہوئے۔ اور ان سے ہے اور جو کوئی ان سے بغض کرے۔ ان سے گالی دے، اور ان کی نسبت اس طرف کرے۔ جن امور کی طرف روافض اور خوارجی کرتے ہیں... اللہ کی ان پر لعنت ہو... وہ ہلاک ہوئے والوں میں سے ہے (۲۵۲)۔

(۶) ابو لمظفر الاسفرائینی (۲۵۳) کہتے ہیں امامیہ صحابہ کی تکفیر پر متفق ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کو تبدیل کر دیا گیا ہے جیسے کوہا اور اس کے اندر صحابہ کی طرف سے زیادتی و نقصان کر دیا گیا۔ ہے اور ان کو ہم۔ ہے کہ اس قرآن میں علی

رضی اللہ عنہم کی امامت کے بارے میں نصیحتیں تھیں۔ جسے صحابہ نے ساقط کر دیا اور وہ یہ زعم رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن پر کوئی اعتماد نہ ہے اور نہ احادیث مصطفیٰ ﷺ پر کوئی اعتماد ہے۔ پھر یہ زعم رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں جو شریعت ہے اس کا کوئی اعتماد نہیں اور وہ اپنے موبہوم امام کے منتظر ہیں جسے وہ مہدی کہے ہیں جو نکلے گا اور انہیں تعلیم دے گا اور انہیں شریعت پڑھے گا اور یہ کہو۔ ہ۔ ہ۔ السنہ دین کی کسی چیز پر تھی نہیں۔ اس کلام سے انکا مقصد امام کے کلام کی تحقیق کرنا ہی نہیں بلکہ اس سے وہ شریعت کی تکلیف کو ساقط کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ محرمانہ میں وسعت اختیار کریں اور عوام کے سامنے معذرت پیش کریں کہ یہ شریعت مبدل ہے اور قرآن صحابہ کے دور سے ہی منحرف ہے اور دین میں سے کوئی چیز اپنی اصل پر باقی نہیں ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ بات جان لو یہ بات جو ہم نے رافضیوں سے روایت کی ہے یہ صرف ان کے فساد پر دلالت نہیں کرتی پس ایک عقل مند انسان اپنی بدیہی عقل کے ساتھ اس بات کے فاسد ہونے کو جانتا ہے اور اس کا انکار کر دیتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے ان سے ایسے مقالات لے جائیں سوائے اس کہ ان کے اندر ضمیر و رمیہ چھپے خبیث باطن کا اظہار و تہا ہے جو ہ۔ ہ۔ ہ۔ بیت کی محبت کے پردہ میں اور الحاد و شر کے ساتھ چھپائے پھرتے ہیں (۲۵۴) شیخ کہتے ہیں کہ اہل سنت کے فکاوی کا انحصار اہل السنہ و الجماعہ پر ہے۔ اہل الراہی و الحدیث... اور وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ رافضیوں کا مذہب مردود ہے (۲۵۵)۔

ابو حامد امام الغزالی (۲۵۶) کہتے ہیں کہ رافضیوں کی کج فہمی ہے کہ انہیں نے ایسے جرم کی راہ نکالی اور جناب علی سے یہ نقل کیا کہ وہ غیب کی باتیں اس لیے نہیں بتاتے تھے تاکہ اللہ ﷻ خود انہیں ظاہر کر دے اور تبدیلی رونم کر دے۔ اسی طرح انہوں نے جعفر بن محمد سے روایت کی کہ علی نے خود ابتداء نہ کی جب تک کہ انہیں حکم نہ ملا جیسے کہ اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کا حکم ملنے پر ہی ذبح کیا گیا۔ پس یہ کفر صریح ہے اور اللہ کی طرف جہل و تغیر کی نسبت ہے (۲۵۸)۔

(۸) امام فخر الدین رازی کہتے ہیں اپنی تفسیر میں { وَيَوْمَ يَخْرُ
الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ } جس دن ظالم اپنے آپ کا گناہ کاٹے گا (الفرقان
27) رافضی کہتے ہیں یہ ظالم وہی شخص ہے اور اگرچہ مسلمان اس
کا نام بدل دیں اور کتتا۔ ہی اسے چھائیں اور کسی فلاں کو اس کی
جگہ کھدیں اور انہیں فاضل صحابہ کے نام نہ کہیں۔ پس... پس
رافضیوں کا یہ قول قرآن میں طعن کیے بغیر اور یہ ثابت کیے بغیر کہ
قرآن محرف مکمل نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی نزاع نہیں کہ ایسا کہنا کفر
ہے اور انہوں نے کہا وہ رافضی جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ پر
طعن کرتے ہیں وہ ان یوڈیوں کی طرح ہیں جو جناب مریم علیہا
السلام پر بہتان باندھتے تھے (۲۵۹)۔

امام ابو عبد اللہ الذہبی کہتے ہیں ہر وہ شخص جو شیخین سے
محبت کرتا ہے وہ خالی نہیں بلکہ وہ جو ان سے تعرض کرتا ہے
تتقیص کے ساتھ تو وہ غالی فاضلی ہے۔ وہ اگر گالی دے تو
شریر ترین رافضی ہے اور اگر وہ تکفیر کرے تو وہ کافر ہے
اور رسوائیت کا مستحق ہے (۲۶۰) اور انہوں نے کہا کہ تو دیکھے گا
کہ یہ لوگ۔ ہمیشہ موضوعات اور کے ساتھ احتجاج کرتے ہیں اور صحیح
باتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جب بھی انہیں لدنی سا خوف لاحق ہو
تو تفکیرتے ہیں اور صحیحین کی تعظیم کرتے ہیں اور سنت کی
بزرگی ماننے لگتے ہیں اور رافضیت پر لعنت کرتے ہیں اور اسکا
انکار کرتے ہیں وہ خولہ بنے اوپر لعنت کا اعلان کرتے ہیں... ایسا
کام جسے نہ یہودی اور نہ ہی مجوسی اپنے ساتھ کرتے تھے۔ جاہل کے
طور طریقے ان کے فضلاء و مشایخ پر غالب ہیں تو تمہارا ان کے
عام کے بارے میں کیا خیال ہے؟۔ کوئی ان کے نیکوں کاروں کے
خیلوں کا کیا گمان کرے کہ وہ جاہلیت کے جاہل اور بد کے ہوئے گدھے
ہیں۔ اللہ کی تعریف ہے ہدایت پر اور وہ صحابہ کے متعلق کہتے ہیں
کہ جس نے ان کی شان میں طعن کیا یا انہیں گالی دی تو وہ دین سے
اور مسلمانوں کی ملت سے خار چھو گیا کیونکہ ان کے بارے میں
طعن ان کے مناقب، فضائل، اللہ اور رسول اللہ سے ان کی محبت اور
اللہ کی۔ اکی۔ بارے تعریف میں طعن ہے اور اس لیے کہ وہ احادیث
کے سب سے ہر دلغزیز روایت ہیں۔ اس واسطے اور احادیث کی نقل میں
طعن سے منقول میں طعن واجب آتا ہے۔ یہ بالکل ظاہر ہے اس بندے

کے لیے جو تدبیر کرے اور اپنے آپ کو نفاق، زندم اور الحاد کے عقیدہ سے محفوظ رکھے (۲۶۲)۔

(۱۰) تقی الدین السبکی کہتے ہیں شیعہ اور خوارج کو کافر قرار دینے والوں نے اس بات سے دلیل لہکائی ہے کہ وہ اعلام صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اور نبی ﷺ کی ان کو جنت کی بشارت دینے کی تکذیب کرتے ہیں پس میرے نزدیک یہ بالکل درست احتجاج ہے جن پر ان کی تکفیر واضح ہوئی (۲۶۳) اور وہ جو کہتے ہیں کہ امارہ عائشہ کے بارے میں... اللہ کی پناہ... ایسا شخص دو اسباب کے تحت واجب القتل ہے۔ پہلا یہ کہ قرآن ان کی برائت کا اعلان کرتا ہے جس کا جھٹلانا کفر ہے اور ان کے بارے میں بکواس کرنا ان کی تکذیب ہے کہ ونہی۔ کہے فراش میں ہیں اور اکی۔ بارے میں ایسا کہنا تنقیص ہے اور آپ ﷺ کی تنقیص کفر ہے (۲۶۴)۔

ابن کثیر، اللہ کے قول { مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ } کی تفسیر میں کہتے ہیں اس آیت سے امام مالک نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ وہ رافضی کافر ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ صحابہ پر غیظ رکھتے ہیں اور جو ان پر غیظ رکھتے ہیں وہ کافر۔ ہے اور علماء کی ایک جماعت نے اس اخذ میں ان کی موافقت کی ہے۔ انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی عنہما پر بہتان باندھنے والے کے بارے میں اس آیت کی تفسیر میں کہا { إِنَّ الَّذِينَ يَزُمُونَ الْمَحْضَنَاتِ الْغَائِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ } ہے شک وہ لوگ جو غافل مومن عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے (النور 23)۔ علماء کا اس بات پر قطعی اتفاق ہے کہ اس آیت کے بعد جس نے آپ پر الزام لگایا اور ان پر بہتان باندھا جو اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے تو ایسا شخص کافر ہے کیونکہ وہ قرآن کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور بقیہ امہات المومنین کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔

ابو حامد محمد المقدسی (۲۶۵) کہتے ہیں کہ رافضی مختلف گروہوں کے عقائد حریح کفر ہیں اور جہل قبیح کے ساتھ عناد سے

عبارت یہی اور کوئی بھی غور کرنے والا ان کے کافر ہونے اور دین اسلام سے خارج ہونے کے بارے میں توقف نہیں کر سکتا (۲۶۶)۔

(۱۳) امام جلال الدین السیوطی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر رحم کرے یہ بات جان لو کہ جس کسی نے نبی ﷺ کی حدیثِ قولی یا فعلی کا انکار کیا بشرط اس کے دین کا اصول و حجت ہونے کے تو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا حشر یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہو گا یا ان کافر گروہوں کے ساتھ جن کے ساتھ اللہ چاہے۔ اس فاسد رائے کی اصل یہ ہے کہ زنادقہ اور خالی رافضیوں کا ایک گروہ سنت کے انکار کرنے اور صرف قرآن پر انحصار کرنے کی طرف گیا ہے جیسے کہ ہمارے دور میں غلام احمد پرویز ملعون خنزیر کا اور فرقہ پرویزیہ کا موقف ہے جنہوں نے اسلام کا البادہ اور ہر اسلام میں تفرق و انتشار کی ایک نئی راہ نکال رکھی ہے علیہم من اللہ ما يستحقون، مترجم اور وہ اس میں مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبوت علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور یہ کہ جبریل غلطی سے وحی جناب رسالتنا ﷺ کے پاس لے گئے پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے ظلم سے بہت بلند ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو نبوت کا اقرار کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن جب صحابہ اسے ابوبکر صدیق کے حوالے کیا... اللہ کی ان رافضیوں پر لعنت ہو... یہ کہنے لگے کہ وہ کافر ہیں اور انہوں نے ظلم کیا، حق چھینا اور مستحق کو محروم کیا۔ اللہ کی ان پر لعنت ہو... پھر انہوں نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو بھی کافر قرار دے دیا یہ کہہ کر کہ انہوں نے اپنی خلافت کے حق کو طلب نہ کیا... پس انہوں نے ساری احادیث کا انکار کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک وہ کافر قوم کی روایات ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ روایات اس قابل نہ تھیں کہ ان کی روایت کی جائے لیکن ضرورت و حاجت ہے مہی مجبور کیا کہ ان کے اصل مذہب کے مفاسد بیان کیے جائیں کہ جس سے کئی زمانوں کے لوگ محفوظ تھے اور ائم اربعہ کے زمانے میں اس رائے کے مالک بہت سے لوگ موجود تھے۔ ائم اربعہ نے ان کے ساتھ مناظرے کیے اور ان کے رد میں تصانیف لکھیں (۲۶۷)۔ اور وہ کہتے ہیں جس نے صحابہ کی تکفیر کی یا ایک پا کہ ابو بکر صحابہ میں سے نہیں ہے وہ کافر

ہے۔ قاضی حسین سے ان کی تکفیر کے بارے میں دو وجوہ نقل کی گئی ہیں اور صحیح ترین میرے نزدیک تکفیر ہے (۲۶۸)۔

شیاب۔ الدین الرملی (۲۶۹) کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ ابو بکر صحابہ میں سے تھے وہ کافر ہے اور اور یہ کہ وہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو صحابیت کے شرف سے خارج کرے کیونکہ ان کی صحابیت کو خاص و علم تھا۔ ہے پس کسی صحابی کی تکذیب کرنے والا نبی ﷺ کو جھٹلانے والا ہے (۲۷۰)۔

(۱۵) احمد بن حنبلہ یتمی {مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ} کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس آیت سے امام مالک نے ان رافضیوں کی تکفیر کو اخذ کیا جو صحابہ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور کہا کہ وہ صحابہ کے ساتھ غیظ رکھتے ہیں اور جو ان پر غیظ کھائے وہ کافر ہے۔ الیتمی کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا استدلال ہے جس پر آیت کا ظاہر دلائل کثیرات ہے۔ امام الشافعی نے رافضیوں کے کفر پر ان کے قول کی موافقت کی ہے اور ائمہ کی ایک جماعت نے ہی انکی موافقت کی ہے (۲۷۱)۔ انہوں نے کہا کہ رافضی دین کے لیے یہود و نصاریٰ اور سارے فرقوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ اس کی وجہ ان کے وہ بتانے ہیں اور ان کی وہ قباحتیں بدعتیں، عناد اور جھوٹ ہے۔ یلچر تک کہ ملحد لوگ ان کے طعن کے سبب دین اور آئمہ کے بارے میں طعن کرنے لگے (۲۷۲) اور وہ کہتے ہیں کہ حدیث اہک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امار عائشہ صدیقہ کی طرف زناء کی نسبت کرے وہ لعنت کافر ہے اور اس کی مہر ہے ائمہ غیر۔ ہم نے صراحت کی ہے کیونکہ اس میں قرآنی نصوص کی تکذیب ہے اور قرآن کی تکذیب کرنے والا بالجماع کافر ہے۔ اسی سے بہت سے عالی شیعوں کا کفر ہونا واضح ہوتا ہے کیونکہ وہ امار عائشہ کی طرف ایسی نسبت کرتے ہیں... اللہ انہیں قتل کرے وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں (۲۷۳)۔

(۱۶) ابو لثناء الالوسی کہتے ہیں بالجملہ صحابہ کی تکفیر کہ جن کا ایمان، صدق اور عدم نفاق حقیق ہے اور ان پر لعنت کا اقدام کرنا مجرد شہ کی بنیاد پر تو یہ مکڑی کے جالے سے بھی کمزور واہم ہے۔ اس پر ذرا بھر بھی توقف کرنا جائز نہیں کیونکہ انہوں نے ان لوگوں

کی تکفیر کی کہ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب (۲۷۴) جن کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور اجتماع و جماعت میں ان کی اقتدی کرتے تھے جیسے کہ ابو بکر و عمر و عثمان۔ رخصی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ انکے ساتھ اس قدر حسن معاملہ کرتے تھے کہ اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح عمر سے کر دیا اور خود ابو بکرؓ کی بیوہ سے شادی کی جو حنفیہ کی خالہ تھی اور ان کا معاملہ خلفاء کے ساتھ کسی تاویل کا محتاج نہیں اور آپ تو وہ تھے جو شیعیہ کو پتھروں سے مارتے تھے (۲۷۵)۔

تراجم و حوالہ جات

(۲۴۱) الذہبی کہتے ہیں محمد بن ادريس بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف۔ الامام، عالم العصر، ناصر الحديث، فقیہ الملک، ابو عبد اللہ القرظی، ثم المطلبی الشافعی، الہمکی۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ کا شجرہ ملتا ہے۔ المطلب ہاشم کے بھائی ہیں اور عبد المطلب کے والد ہیں۔ 150 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد لوگوں کے لیے ایک مجدد بھیجتا ہے جو انہیں سنت کی راہ پر چلاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیے جانے والے جوشہٹ کو دوکرتا ہے۔ پس۔ ہم نے دیکھا کہ سو سال بعد عمر بن عبد العزیز آئے اور دو سو سال بعد امام شافعی آئے۔ آپ 204 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۴۲) اسے ابن بط نے الالبانہ میں روایت کیا۔

(۲۴۳) الذہبی کہتے ہیں الامام المجدد المفتی ابو القاسم بہ اللہ بن حسن بن منصور الطبری الرازی الشافعی اللالكائی اپنے وقت میں بغداد کے علمائے عیسویہ سے تھے۔ انہیں شیخ ابو حامد کے پاس

تفق حاصل کیا اور مذہب میں مہارت حاصل کی۔ 418 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۴۵) سے الزلکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنہ والجماع میں روایت کیا۔

(۲۴۶) الذہبی کہتے ہیں عبد القادر بن طاہر علامہ البارع، ماہر استاد، ابو منصور البغدادی، خراسان میں ٹھہرے اور بڑی بلند پایہ تصانیف کے حامل ہیں اور انہیں اعلام الشافعیہ میں سے ہے۔ وہ سترہ فنون میں پڑھتے تھے اور ان کو بطور ضرب المثل کے استعمال کیا جاتا تھا اور وہ رئیس اور بڑی حشمت والے تھے۔ ابو عثمان الصابونی کہتے ہیں کہ استاد ابو منصور اصول اسلام کے امام تھے، بدیع الترتیب، غریب التالیف اماما مقدا مفعما۔ جب نیشاپور کے حالات خراب ہوئے تو آپ وہاں سے نکلے۔ 429 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۴۷) الفرق بین الفرق الباب الخامس الفصل الثالث الرکن الخامس عشر۔

(۲۴۸) الفرق بین الفرق الباب الخامس الفصل الرابع۔

(۲۴۹) الذہبی کہتے ہیں خطیب، الامام ابو جعفر محمد بن علی بن ثابت البغدادی صاحب تصانیف، خاتم الحفاظ، انہوں نے بہت کتابیں لکھی ہیں، اور انہوں نے اس میدان میں بہت مہارت حاصل کی انہوں نے تصحیح، علل، جرح، تعدیل، تاریخ اور توضیح کے میدان میں اپنی پامناویا۔ اور وہ اپنے دور کے بہترین حفاظ میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ شافعی مذہب کے کبار علماء میں سے تھے۔ انہوں نے تصنیف کے میدان میں پچاس سے کچھ اوپر سال کام کیا۔ 392 ہجری میں پیدا ہوئے۔ سعد السمعی کہتے ہیں کہ الخطیب بہت ہیبت والے، وقار والے، ثقہ، حریت، حجت، حسن الخط، کثیر الخطب، فصیح تھے اور ان میں حفاظ کا خاتم ہوا۔ رافضیوں نے دمشق میں انہیں قتل کرنے کی کوشش کی بسبب ان کے جامع مسجد میں فضائل صحابہ روایت کرنے کے۔ لیکن انہوں نے

بغداد كے اہل السنہ كے انتقام كے خوف سے انہیں چھوڑ ديا۔
463 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۰) الجامع لاخلق الروای ولداب السامع ، املاء فضائل
الصحاب ومناقبہم والنشر لمحاسن اعمالہم وسوابقہم۔

(۲۵۱) الذہبی کہتے ہیں الامام العلام القدوة المفسر المذکر، المحدث
شیخ الاسلام ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن بن احمد النیشاپوری،
الصابونی۔ وہ ائم اہل الاثر میں سے تھے۔ ان کی تصنیف السنہ
واعقاد السلف بہت مشہور ہے جس میں ان کے رائے كا اعتراف كيا
گيا ہے۔ 276 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو بكر السیہقی کہتے ہیں کہ وہ
مسلمانوں كے امام تھے اور شیخ الاسلام تھے ابو عثمان الصابونی۔
449 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۲) عقیدة السلف اصحاب الحدیث۔

(۲۵۳) الذہبی کہتے ہیں شافور ، العلام ، المفتی ابو لمظفر طاہر
بن محمد الاسفراہینی، ثم الطوسی، الشافعی، صاحب تفسیر الکبیر،
وہ ائم اعلام ہیں۔ استاد ابو منصور البغدادی کے ساتھ ان
كا سسرالی رشتہ تھا۔ 471 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۴) التبصیر فی الدین وتمییز الفرقة الناجیة عن الفرق الاخرى
باب تفصیل مقالات الروافض و بیان فضائلہم۔

(۲۵۵) التبصیر فی الدین وتمییز الفرقة الناجیة عن الفرق الاخرى
فصل فی طرق النجاة لاهل السنة والجماعة۔

(۲۵۶) الذہبی کہتے ہیں الغزالی ، شیخ الاسلام، الامام ، البحر، حج
الاسلام، اعجوبہ الزمان، زین الدین ابو حامد محمد بن محمد بن
محمد الطوسی الشافعی ، الغزالی صاحب تصانیف، ذہین اور دانائی
والے۔ 450 ہجری میں پیدا ہوئے اور 505 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۷) یعنی "النسخ"

(۲۵۸) المستحقی، کتاب النسخ، الباب الاول۔

(۵۹ھ) نایح الغیب؛ قولہ {وَيَكْفُرْهُمْ وَقَوْلُهُمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا} (النساء 156)۔

(۲۶۰) سیر اعلام النبلاء فی ترجمہ ابی عروہ۔

(۲۶۱) ترتیب الموضوعات، عن کتاب الانتصار للصحب والال من افتراء السماوی الخصال۔

(۲۶۲) کتاب الکبائر، الکبیر ہ السبعون۔

(۲۶۳) فی السبکی باب جامع قولہ تعالیٰ {وَوَرِّثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ} النمل 16۔

(۲۶۴) فی السبکی باب جامع فصل سب النبی ﷺ۔

(۲۶۵) الشوکانی کہتے ہیں محمد بن خلیل بن یوسف ابو حامد الرملى المقدسى الشافعى۔ قاہرہ میں قیام پذیر ہوئے اور انہوں نے بہت سی مختصرات کو حفظ کیا۔ ہر قاہرہ کی جانب رخت سفر باندھا اور حافظ ابن حجر ، المناوی اور ایک جماعت سے اخذ کیا۔ 819 ہجری میں پیدا ہوئے اور 888 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۶۶) رسالۃ فی الرد علی الرافضة، نقلاً عن اصول مذہب الشیعۃ الامامیۃ لناصر القفاری۔

(۲۶۷) مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة المقدمۃ۔

(۲۶۸) العقود الدرية فی الفتاویٰ الحمدانیۃ باب الردۃ والتعزیر۔

(۲۶۹) شہاب الدین احمد بن حمزہ الانصارى الرملى رامل مصر کی طرف نسبت ہے الشافعى۔ فقہ ، تفسیر حدیث ، علوم عربیہ ، علم کلام سے ساتھ مشغول ہوئے ان کے اساتذہ میسر زکریا الانصارى اور جنہوں نے ان کے پاس زانوئے تلمذ طے کیا ان میں آپ کے بیٹے شمس الدین محمد العملى۔، الملقب بالشافعى الصغیر، اور شمس الدین احمد بن محمد المصرى الخطیب الشریبى ہیں۔ 957 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۷۰) حاشیہ البجیرمی علی شرح الخطیب لمتن ابی شجاع ، فصل
فی الردۃ۔

(۲۷۱) الصواعق المحرقة فی الرد علی أهل البدع والزندقۃ،
الخاتمة فی بیان اعتقاد اهل السنة۔

(۲۷۲) الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقۃ، الباب
الاول، الفصل الخامس۔

(۲۷۳) الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقۃ، الباب
الثالث الفصل الثانی۔

(۲۷۴) یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۔

(۲۷۵) الاجوبۃ العراقیہ علی الاسئله اللاہوتیہ ، الفصل الثالث۔

الفصل (۱۰)

احناف کے رافضیہ کے بارے میں اقوال

(۱) امام ابو حنیفہ (۲۷۶) کہتے ہیں شیعہ کے عقیدہ کی اصل
صحابہ کو گمراہ قرار دینا ہے (۲۷۷) اور فرماتے ہیں کہ عائشہ رضی
اللہ عنہا خدیجہ الکبریٰ کے بعد دونوں جہانوں کی افضل ترین عورتوں

میں سے یہی مومنوں کے پاس یہی اور زنا سے پاک ہے اور۔ ہر اس بات سے بری ہیں جو رافضی کہتے ہیں۔ پس جو کوئی ان پر زنا کی گواہی دے وہ خود زنا کی اولاد ہے (۲۷۸)۔

(۲) قاضی ابو یوسف (۲۷۹) جب آپ سے کہا گیا کیا آپ تاویل کے ساتھ اصحاب رسول کو گالی دینے والے کی گواہی کو جائز قرار دیتے ہیں تو انہوں نے کہا تجھے ہلاکت ہو میری تو اسے قید میں ڈالوں گا اور اسے ماروں گا یہاں تک کہ توہم کر لے (۲۸۰) اور وہ کہتے ہیں کہ میں کسی جہمی اور رافضی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا (۲۸۱)۔

(۳) ابو جعفر الطحاوی (۴۸۲) کہتے ہیں ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں اور کسی کے معاملے میں افراط سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی ہم کسی سے براہت کا اظہار کرتے ہیں اور۔ ہر اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے بغض رکھتا ہے یا ان کا ذکر خیر کے ساتھ نہیں کرتا۔ ان کی محبتیں۔ ہے، ایمان و احسان ہے اور ان کی عداوت و بغض کفر ہے نفاق و طغیان ہے (۲۸۳)۔

(۴) ابو بکر السرخسی (۲۸۴) کہتے ہیں رافضی مہت قوم ہیں جو جوہر سے احتراز نہیں کرتی بلکہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ ہے (۲۸۵)۔ صحابہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ شریعت ہمیں انہیں کی وساطت سے نیچی ہے پس جو ان کے بارے میں طعن کرے تو وہ ملحد ہے اسلام کو ترک کرنے والا ہے اس کا علاج تلوار ہے اگر وہ توبہ نہ کرے (۲۸۶)۔

(۵) صدر الدین ابی العز (۲۸۷) رافضیوں کی بنیاد اہل میں ایک منافق و زندقہ ہے۔ ہی جس کا ارادہ اسلام کا ابطال ہے اور رسول کی ذات میں قدح لگانا ہے جیسا کہ علمائے اس کا ذکر کیا ہے (۲۸۸)۔

(۶) محمد انور شاہ بن معظم شاہ کشمیری کہتے ہیں کہ رافضیوں کی تکفیر میں اختلاف ہے اور احناف کے اس میں دو اقوال ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وہ کافر ہیں اور کہا گیا ہے کہ نہیں۔ جبکہ مختار قول

يہ ہے کہ۔ ہکافر۔ یہی کیونکہ تمام صحابہ کو کافر قرار دینے والا کافر ہے اور رافضیوں نے اسلام کو صرف نو ، سات یا پانچ افراد پر علی الاختلاف مقصور کر دیا۔ اسی طرح رافضیوں کے قرآنِ عظیم کے بارے میں اقوال ہیں کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے اس میں زیادتی کی ، کہتے ہیں کمی کی اور زیادتی نہیں کی اور کہتے ہیں کہ وہ محفوظ ہے اور اہل السنہ کی احادیث کا اعتراف نہیں کرتے اور ان کی چار صحیح کتابیں ہیں اور وہ بیماری اور جھوٹ سے بھری ہوئی ہیں (۲۸۹)۔

ابن عابدین کہتے ہیں رافضی اگر تو ایسا ہو جو علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھے یا کہ ہے کجبریل۔ نے وحی میری غلطی کی یا صدیق کی صحبت کا انکار کرے۔ یا سیدہ صدیق پر بہتان باندھے تو کافر۔ ہے کیونکہ وہ دین کے ساتھ بالضرورت قطعی طور پر معلوم ہونے والی بات ٹھکرے۔ ہے۔ بخلاف اس بات کے کہ اگر وہ علی کو فضیلت دیتا ہے یا صحابہ کو گالی دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے کافر نہیں (۲۹۰)۔

نظام الدین الہندی (۲۹۱) کہتے ہیں کہ رافضی اگر شیخین کو گالی دیتا۔ ہو اور ان پر لعنت کرتا۔ ہو... والعیاذ باللہ... تو وہ کافر۔ ہے اور اگر وہ عائشہ پر زناء کی تہمت لگائے تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا... جو ابو بکر ص کی امامت کا انکار کرے تو وہ کافر۔ ہے اسی طرح صحیح ترین قول کے مطابق۔ جو عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ٹھکرے۔ ہو۔ ہکافر۔ ہے۔ اسی طرح ’الظہیریہ‘ کہ ان کی تکفیر کرنا واجب ہے جب وہ عثمان۔ علی طلحہ ، زبیر اور عائشہ رضوان اللہ علیہم کی تکفیر ہے۔ اسی طرح اس رافضی کی تکفیر ہی واجب ہے جو مردوں کے دنیا میں ارنے کی بات کہے ، تناسخ الارواح ، اور الہ کی روح کا امام کے اندر انتقال کا عقیدہ رکھے ، باطنی امام کے خروج کی بات کرے ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو امام کے نکلنے تک معطل رکھے اور کہے کہ جبریل علیہ السلام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بدلے غلطی سے وحی محمد ﷺ کی طرف لے گئے۔ یہ قوم ملت اسلام سے خارج ہے ان کا حکم مرتدین کے جیسا کہ ’الظہیریہ‘ میں ہے (۲۹۲)۔

(۹) شیخ زادة (۲۹۳) کہتے ہں ہں رافضى اگر علیہ کو فضیلت ہے تو بھعتی ہے اور اگر ابو بکر کی خلافت كا انكار کرے تو وہ كافر ہے (۲۹۴)۔

(۱۰) عبد العزيز بن ولى اللہ الدہلوی (۲۹۵) کہتے ہں ہں جو کوئی ان کے خبیث عقائد پر مطلع ہوتا ہے تو وہ جان-جانا ہے کہ اسلام میں ان كا کوئی حصہ نہیں اور ان كا كفر اس پر واضح ہو جائے گا۔ ایسا شخص اگے ہر معاملے كو عجیب پائے گا اور اگے ہر غیبی امر پر راہالے گا اور جانلے گا کہ وہ حسی و بدیہی بات كا انكار کرتے ہں وہ کسی بات کی پروا نہ نہیں کرتے ان کے ذہن میں کسی عذاب و عتاب كا کوئی خوف نہیں۔ پس جب باطل ان کے پاس ہے تو وہ اس سے محبت کرتے ہں اور جب حق ان کے پاس ہے تو وہ اس کی تکذیب کرتے ہں ان کی مثال اس شخص کی ہے جس نے گ-روشن کی تو جب اس كا ماحول روشن ہو گیا تو اللہ نے ان کی بینائی كو چھین لیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے ہں ، بہرے ہں ، گونگے ہں اندھے ہں ہں پسو-ہ نہیں دیکھتے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر دہ ڈال دیا ہے۔ نہ سنتے ہں نہ ہی عقل رکھتے ہں ... انا للہ وانا الیہ راجعون (۲۹۶)۔

(۱۱) ابو المعالی الالوسی کہتے ہں ہں مجھے اپنی عمر کی قسم ان كا كفر ابلیس کے كفر سے شدید تر ہے۔ کہتے ہں عجیب تر بات یہ ہے وہ رافضی جو اپنا نسب اپنے باپ کے ساتھ لھاتا ہے لیکن اگر وہ اس زمانے میں رافضیوں کے متعم کی حالت پر غور کرے تو بغیر کسی دلیل پر۔ ہانکے ان پر زناء كا حکم لگائے۔ کیونکہ ان کی ایک عورت کیساتھ دن رات بیسیوں مرد زلھرتے ہں اوپر ہر کہتے ہں کہ وہ عورت متعم ہے۔ اگے ہں متعم کے بازار ہں جن میں ایسی عورتیں ہں۔ ان کے ساتھ دلال ہں جو ان کے لیے شكار ڈھونڈ کر لاتے ہں تو وہ ان كو پسند کرتی ہں اور اس كا م کی اجرت لے کرتی ہں اور وہ ان مردوں کے ہنڈے اتھوڑے کر کے لٹے جاتی ہں۔۔۔ اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی طرف۔ پس جب وہ ولہڑے نکلتی ہں تو دوسرے کسی مرکے لیے لھتی ہں۔ ہو جاتی ہں۔ اسی طرح ان كا معاملہ ہے جیسے کہ بہت ثق لوگوں نے جو ان کے بازاروں میں داخل ہوئے اس کی خدی ہنڈے ہی پانچ یا اس

سے كلو گوس كى ايك جماعت كو لايطاتا ہے اور كہا جاتا كہ صبح سے چاشت تك اس كے ساتھ اور چاشت سے ظہر تك اور مغرب سے عشاء تك فلا ركے ساتھ متعم كرو اور پھر صبح تك يہى عمل جارى تھا ہے۔ ان كى ايك عورت پانچ مردوں كے ساتھ زنا كرتى ہے اور وہ ايك دوسرے كو جانتے بهى نہيں ہوتے۔ بعض ثقافت نے ذكر كيا كہ رافضيوں كے تين علماء ايك غسل كھانے ميں اكلھے غسل كے ليے داخل ہوئے تو ان تينوں نے ايك يہى عورت كے ساتھ زنا كيا تھا اور وہ ايك دوسرے كو جانتے بهى نہ تھے (۲۹۷)۔

تراجم و حوالہ جات

(۲۷۶) الذہبى كہتے ہيں الامام ، فقيه ملت ، عالم العراق ، ابو حنيفہ نعمان بن ثابت بن زوطى الكوفى۔ كہا جاتا ہے كہ آپ فارسى النسل تھے اور حصار حجاب كى اولاد كى زندگى ميں پيدا ہوئے۔ انہوں نے مال ك بن انس كويك ہا جب وہ كوفہ كے آئے تو انہوں نے حديث كى طلب ميں سفر كيا جب كہ فق ميں ان پر اتھيں ہے اور لوگ فق ميں آپ

كے عيال ہيں۔ 80 ہجری ميں پيدا ہوئے اور 150 ہجری ميں فوت ہوئے۔

(277) الصواعق المحرقة فى الرد على اهل البدع والزندقه، الباب الاول، الفصل الخامس۔

(278) الطبقات السنية فى تراجم الحنفية نبذة بسيرة من مناقب الامام وفضائل وما يؤثر عن من المحاسن و حسن الاعتقاد

(279) الذہبی کہتے ہيں وہ امام ، مجتہد، علام قاضى القضاة ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم بن حبيب بن حبيش بن سعد بن جبیر بن معاوية الانصارى الكوفى۔ سعد ابن جبیر كى صحبت تھی۔ بے انوہنے ابو حنیفہ سے روایت كيا اور ان سے ساتھ كو لازم كھا اور وہ امام صاحب كے ارشد تلامذہ ميں سے ہيں اور ان ميں سب سے زيادہ علم والے ہيں۔ ان كے ہاں سے امام محمد بن حسن نے اكتساب فيض كيا۔ يحيى بن معين اور امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت كی۔ آپ علميں اس مرتبہ پر فائز تھے جہاں كوئى اور نہ تھے۔ ہارون الرشيد خليفہ ان كى بہت عزت كيا كرتا تھا۔ 113 ہجری ميں پيدا ہوئے۔ ابن معين كے ہيں ميں سے اصحابو ان ميں سب سے زيادہ حديث پر ثابت، اور حافظ اور صحيح روايت ميں ابو يوسف سے بڑھ كر كوئى نہيں ديكھا۔ 182 ہجری ميں فوت ہوئے۔

(280) اصول الدين عند الامام ابو حنيفه عن كتاب من سب الصحابة ومعاوية فأم لاوية۔

(281) اسے اللالكائى نے شرح احوال اعتقاد اہل السنہ اولجام ميں روایت كيا۔

(282) الذہبی کہتے ہيں امام العلامة الحافظ الكبير محدث الديار المصرية و فقيه، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلام الازدى الحجرى، المصرى، الطحاوى الحنفى۔ وہ علم حديث و فقہ ميں بہت مشہور ہوئے۔ جو كوئى بھى ان كى تالیفات پر نظر ڈالتا ہے وہ آپ كے علم و وسعت كا اعتراف كرتا ہے۔ 293 ہجری ميں پيدا ہوئے۔ ابو اسحق کہتے ہيں اصحاب ابو حنيفہ ميں ابو جعفر الطحاوى پر مصر ميں سردارى ختم ہو گئی۔ 321 ہجری ميں فوت ہوئے۔

(۲۸۳) العقیدۃ الطحاوی، انہوں نے اس کے مقدم میں کہا یہ بیان ہے اہل السنہ والجماعہ کے عقیدہ کا فقہائے ملت کے مذہب پر... ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی، ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، ابو عبد اللہ محمد بن حسن الشیبانی رحمہم اللہ اجمعین کے مذہب پر اور اصول دین میں جو وہ رب العلمین کی طرف اعتقاد رکھتے ہیں۔

(۲۸۴) ابن قطلوبغا کہتے ہیں محمد بن احمد بن ابی سہل ابو بکر السرخسی شمس الائم صاحب "المبسوط" - وہ بہت بڑے عالم، اصولی اور مناظر تھے۔ انہیں ان کے نبی عن المنکر کے باعث جیل میں قید کیا گیا۔ وہ کہے ہیں میں نے اصول فقہ میں ان کی کتاب دیکھی جو بوڑھے اجزاء پر مشتمل تھی۔ اسی طرح انہوں نے السیر الکبیر کی دو ضخیم جلدوں میں شرح کی۔ انہوں نے ان کی املاء لکھائی اور وہ خود جیل میں تھے۔ جب وہ باب الشروط تک پہنچے تو انہیں رہا کر دیا گیا۔ وہ اپنے شاگردوں کو املاء لکھاتے، 500 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۸۵) المبسوط، کتاب الولاء باب ولایة الموالاة۔

(۲۸۶) اصول السرخسی باب القیاس۔

(۲۸۷) صدر الدین محمد بن علاء الدین الاذری الصالحی الدمشقی۔ انہیں خطابت سونپی گئی بلقاء کے علاقے میں اور پھر دمشق اور اس کے بعد مصر میں قضا کے عہدہ پر۔ ان کو ایذا دی گئی اور اہل بدعت پر انکار کے باعث جیل میں ڈالا گیا۔ 731 ہجری میں پیدا ہوئے اور 792 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۸۸) شرح الطحاوی۔ طحاوی کے قول کی شرح میں {ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللہ ﷺ وازواجہ الطاہرات من کل دنس وذریاتہ المقدسین من کل رجس فقد بریء من النفاق}۔

(۲۸۹) العرف الشذی شرح سنن الترمذی باب ماجاء ویل للاعقاب من النار۔

(۲۹۰) حاشیہ رد المختار کتاب النکاح۔

(۲۹۱) ہندوستان ميں احناف كے بڑے فقہاء ميں ان كا شمار ہوتا ہے۔ صاحب فتاوىٰ الہنديہ ميں اور يہ فقہ حنفى كى طويل كتابوں ميں سے ہے اور اسے فتاوىٰ عالمگير كے نام سے بهى جانا جاتا ہے جو كہ ہندوستان كے بادشاہ ابو المظفر محمد اورنگ زيہ عالمگير كے نام سے منسوب ہے۔ عالمگير كا معنى ہے فاتح عالم۔ انہوں نے اپنى سلطنت كے علماء كو حكم ديا كہ مذہب ابو حنيفہ كے صحيفہ فتاوىٰ پر مبنى كتاب جمع كى جائے۔

(۲۹۲) [۱۱۱۱] الہى الہندى، كتاب السير، الباب التاسع، مطلب موجبات الكفر انواع۔

(۲۹۳) عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المشهور شيخ زاده التركى الحنفى۔ انہيں جيسر كى قضاء كا عہدہ سونيآ گيا۔ 1078 ہجری ميں فوت ہوئے۔

(۲۹۴) مجمع الانوار فى شرح ملتقى الابحر كتاب الصلاة باب حفة الصلاة فصل الجماعة سنة مؤكدة۔

(۲۹۵) عبد العزيز بن شاه ولى اللہ محدث دہلوى۔ يہ ہند كے شہر دہلى كى طرف نسبت ہے، حنفى ققيہ ہے۔ ان كا اور انكے والد كا ہندوستان ميں علوم سنت كے احياء ميں بہت جامع كردار ہے۔ يہاں تك كہ انہيں ہندوستان كے سورج سراج الہند كا لقب ديا گيا۔ محب الدين الخطيب كہتے ہيں وہ اپنے دور ميں ہندوستان كے بڑے علماء ميں شمار ہوتے تھے اور ان كا كتب شيعہ كيساٹھ خاص تعارف تھا۔ 1239 ہجری ميں فوت ہوئے۔

(۲۹۶) التحفة اثنى عشرية ، الخاتمة۔

(۲۹۷) حسب العذاب على من سب الصحاب۔

خاتم البحت

اوپر گذری تفصیل کے بعد قاری کو نتیجہ اخ کرنے میں کوئی
دقت پیش نہیں آئے گی...

* کرافضیوں کو کافر قرار دینا، خارجیوں کا مذہب نہیں... یا
ولہیوں کا مذہب نہیں... صرف زرقاویوں کا مذہب نہیں... فقط حنابلہ و
سلف کا مذہب نہیں اور نہ ہی یہ کوئی نئی فکر ہے جسے امت کے
دشمن امت میں تفرق پھیلانے کے لیے نشر کرتے ہیں... جیسے کہ
رافضیوں کے ساتھ قربت کی دعوت دینے والوں کی کوشش ہے
کہ وہ مسلمانوں کے سامنے ایسی تصویر پیش کریں۔

* بلکہ یہ تو مسلمانوں کے سرداروں کا مذہب ہے... عظیم حق ہے... ہاء کا
مذہب ہے... ان کے فقہ ہی اختلافات کے باوجود... یہ تو ایسا قدیم
مذہب ہے جسے امت رافضیوں کے ظہور کے وقت سے ہٹا ہی
طرح جانتی تھی۔

* پس ابن فورک سلفی عقیدے کے حامل تھے بلکہ اشعریوں اور
مائریڈیہ فرق کے بڑوں میں سے تھے... انہوں نے رافضیوں کے رد میں
کتاب تالیف کی (۲۹۸)۔

* ابن عابدین وہابی نہ تھے بلکہ وہ وہابیوں کو خوارج کا ایک فرقہ
شمار کرتے تھے (۲۹۹)۔

* امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ حنابلہ میں سے نہ تھے۔

* اس کتاب میں ہم نے جن لوگوں کے ناموں کا تذکرہ کیا
انہوں نے کبھی زرقاء شہر کا نام بھی نہ سنا تھا۔

* نہ ہو۔ کبھی ”خارجی فکر“ (۳۰۰) سے متاثر ہوئے تھے۔ پس
پھر نے جن کے اقوال ذکر کیے ہیں رافضیوں کی تکفیر اور حجاب کے
ارتداد کے مسئلہ میں.. انہیں لوگوں نے اسی سبب بخارجیوں کو بھی
کافر قرار دیا ہے... اضافہ کہ متاخرین حنفیہ جن سے رافضیوں کی
تکفیر منقول ہے وہ خارجیوں کے مذہب کا نقض کرتے تھے کہ وہ
باب ایمان میں خالی جہمی ہیں۔

* پس رافضیوں کو مسلمان ثابت کرنے والوں کے دعوے... اور ان کا
ایسی تصویر کشی پیش کرنا کہ مسلمانوں اور رافضیوں کا
جھگڑا ”تنظیم القاعدة“ کے ساتھ خاص ہے... یہ علمی خیانت ہے
اور مسلمانوں کی عقلوں کے ساتھ حقارت ہے۔

* بلکہ اس سے قبل یہ دین کو تبدیل کرنے کی کوشش ہے
{ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعَذِّبُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ
الْأَشْقَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ }
اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے۔ یہ وہ
لوگ ہیں جو اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں
گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹا بیان دیا۔ خبردار
ظالموں پر اللہ کلینت ہے (ہود 18)۔

* رسول اللہ ﷺ فرمایا { من دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل
اثام من تبع لا ينقص ذلك من اثم [لم شيئا] جس نے کسی گمراہی
کی طرف دعوت دی تو اسے اس گمراہی کے اوپر چلنے والوں
کا بھی گناہ ملے گا بغیر دوسرے کے گناہ میں کمی کیے }
(۳۰۱)۔

* وہ لوگ جو ان سے قربت کی دعوت دینے والوں پر اعتماد کرتے
ہیں... ان سے مطالبہ کیا جائے ایک بات کا... صرف ایک ہی بات
کا... کہ وہ امت کے کن فقہاء کے اوپر اعتماد کرتے ہیں؟ ...
جو یہ سمجھتے ہوں کہ رافضیوں اور اہل السنہ کا اختلاف فروعی ہے
جسے ختم کیا جانا ممکن ہے؟

* پس جب وہ جواب نہ دیں گے اور... پھر گزرتے دیں گے... اس لیے وہ
جو اللہ و آخرت کا ڈر رکھتا ہے ان کے باطل کی اتباع سے

عداری و خیانت کا فرق، کفر و نفاق کا مجموعہ
الشَّيْعَةُ یہودیوں کا ایجنٹ کافر گروہ

بچے... اور یہ جان لے کہ اللہ کے ہاں وہ اس کے کچھ کلمہ آئیں
گے اور کوشش کرے کہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو عنقریب
اپنے رب سے کہیں گے...!!!

اے پروردگار.. اے اے ملے رب...!!!

{إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَّرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ...} ہر نے اپنے بڑوں
کی پیروی کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا! (الاحزاب
67)!!!

تراجم و حوالہ جات

(۲۹۸) اسے ابن قطلوبغا نے تاج التراجم میں ذکر کیا۔

(۲۹۹) ابن عابدین اپنے حاشیہ میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں کہتے ہیں {مطلب فی اتباع عبد الوہاب الخوارج فی زماننا} پھر انہوں نے یہ زعم رکھا کہ وہ (یعنی وہابی) اعتقاد رکھتے ہیں کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کرے وہ مشرک ہے اور اس کے ساتھ انہوں نے اہل السنہ اور ان کے علماء کا قتل مباح کر لیا ہے۔

(۳۰۰) "سعودی سلفیت" کی طرف نسبت رکھنے والے بحرین کی بچہ ریاست کی ایک چھوٹی سی ریاست کی ممبر... عادل المعاودة... جريدة الشرق الأوسط (۱۴ شعبان ۱۴۲۷ھ جری) کے ساتھ ملاقات میں کہتے ہیں کہ بعض تکفیری جو اہل السنہ کی طرف نسبت رکھتے ہیں ان کو علم ہے کہ شیعیان کے سارے کفار و مرتدین ہیں اور ان کے خلاف قتل و قتل جائز ہے۔ ان تکفیریوں سے ان کی مراد جیسے کہ جریدہ نے خود وضاحت کی ہے "السلفیة العجلیة" ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر عموم شیعیان کی تکفیر دین میں غلو ہے تو سب سے پہلے اس کے شیوخ نے سعودی نظام کے تحت چلنے والی لجنہ الدائمہ میں ایک سوال کے جواب میں اس کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ سوال تھا (اثنی عشریہ ارضیوں کے عوام کا حکم ہے؟) اور اس میں کہا گیا کہ جس نے امام کے نام پر کفر و ضلالت کو شایع کیا اور اپنے سادات و کبراء کی مدد کی تو اس کا حکم کفر و فسق کا ہے! رقم 9248 - کیا یہ وہی مذہب نہیں جس کے بارے میں یہ زعم کیا جاتا ہے کہ وہ خوارج کا مذہب ہے؟ حق یہ ہے کہ تیرے شیوخ کے لیے جائز نہیں کہ انہیں خارجی کہا جائے کیونکہ یہ خارجیوں پر ظلم ہو گا... اس لیے کہ خارجیوں میں کوئی بھی طاغوت کا ایجنٹ اور تنخواہ دار نہیں رہتا...!

(۳۰۱) اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

الاسماعیل الباطنی کا تعارف ایک نظر میں...

اسماعیلیم ایک باطنی قوم ہے جس کی نسبت امام اسماعیل بن جعفر الصادقؑ کی طرف ہے۔ اس کا ظاہر اہل بیت کے ساتھ تشیع پر مشتمل ہے اور اس کی حقیقت اسلام کے عقائد کو تباہ کرنا ہے۔ یہ فرقہ مختلف گروہوں کی شکلیں اختیار کرتا۔ واپس مانے تک پہنچا ہے اور ہمیشہ اسلام کے صحیح عقائد کی مخالفت کرتا۔ یا ہے۔ ان لوگوں نے اس قدر مبالغہ آمیزی کا ارتکاب کیا حتیٰ کہ اثنی عشریہ شیعہ اسے کافر قرار دیتے ہیں۔

تأسیس و اہم شخصیات اولاً: اسماعیلیم... القرامطہ۔

انکا ظہور بحرین اور شام کے علاقوں میں ہوا جب انہوں نے خود امام اسماعیل کی اطاعت کو توڑ ڈالا اور ان کے اموال و متاع لوٹ کر یہ بھاگ نکلے اور پھر یہ سلمیہ کے علاقے میں پکڑے پچنے کے لیے شام سے ماوراء النہر کے ملکوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان کی اہم شخصیات درج ذیل ہیں...

(۱) عبد اللہ بن میمون القداح : یہ جنوب فارس میں 260 ہجری میں ظاہر ہوا۔

(۲) الفرج بن عثمان القاشانی (ذکر وہ) : عراق میں ظاہر ہوا اور اس نے مستور امام کی طرف دعوت دینا شروع کی۔

(۳) حمدان قرمط بن الاشعث 278 ہجری... اس نے کوفہ کے قریب جہراً دعوت کا کام کیا۔

(۴) احمد بن القاسم : وہ جس نے حاجیوں اور تاجروں پر ڈاکے ڈالے۔

(۵) حسن بن بہرام ابوسعید الجنابی : بحرین میں ظاہر ہوا اور یہ قرامطہ کی حکومت کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

(۵) سليمان بن حسن بن بهرام (ابو ظاہر) نے اس كا بيٹا ہے۔ اس نے تيس سال حكومت كى اور اپنے دور ميں بہت توسع حاصل كيا۔ يہى وہ ملعون تھا جس نے 319 ہجری ميں كعبہ پر حملہ كيا اور حجرہ اسود كو چورى كر ليا اور حجرہ اسود اس كے پاس تيس سال تك رہا۔

(۶) حسن بن الاعصم بن سليمان: اس نے دمشق پر 360 ہجری ميں قبضہ كيا اور حكومت كى۔

ثانياً... فاطمى اسماعيلى

يہ اصل اسماعيلى تحريك ہے اور يہ متعدد ادوار سے گذرى...

خفيہ دور... 143 ہجری ميں اسماعيل كى موت سے ليكر عبید اللہ المہدی تک۔ اس مذہب كے ائمہ كے نامو ميں بہت اختلاف كيا گيا ہے بسبب ان كے خفيہ رہنے كے۔

ظہور كا دور... ان كے ظہور كا دور حسن بن حوشب سے شروع ہوتا ہے جس نے 266 ہجری ميں يمن ميں اسماعيلى سلطنت كى بنيان ركھى اور اس كى نشاط شمالى افريقہ تك پہنچى اور ہر ان كے بہت سے شيوخ مودار ہوئے۔ اس كے بعد اس كے رفيق على بن فضل كا ظہور ہوا جس نے نبوت كا دعوىٰ كيا اور اپنے رفقاء كو حور و حلالہ معاف كر ديا۔

ان كے ظہور كا دور عبید اللہ المہدی سے شروع ہوتا ہے جو سلمیہ شام ميں مقیم تھا پھر اس كے بعد وہ شمال افريقہ كى طرف بھاگ نكلا اور ولجہ اپنے انصار ”كتامين گے“ اپنا ہلى۔ اسى عبید اللہ اپنے ہي داعيوں ابو عبد اللہ الشيعى الصنعانى اور اس كے بھائى ابو العباس كو قتل كر ديا كيونكہ وہ اس كى شخصيت كے بارے ميں شكرتے تھے كہ يہ اہل ذمہ نہيں جسے ہن سے سلمیہ ميں ٹريكھا تھا۔ عبید اللہ نے سب سے پہلى فاطمىہ مہديہ حكومت كى بنياد افريقہ (تيونس) ميں ركھى اور يہ 297 ہجری ميں رقادہ پر متمكن ہوا اور اس كے بعد فاطميوں كا سلسلہ چل نكل... اور وہ ہ درج ذيل ہيں...

المنصور باللہ (ابو طاہر اسماعیل)۔

المعز لدين اللہ (ابو تمیم معد) اس کے عہد میں ہی مصر کو فتح
کیا گیا اور اس نے 362 میں وہاں دار الحکومت بنالیا۔

العزیز باللہ (ابو منصور نزار) ... الحاکم با مر اللہ (ابو علی
المنصور) .. الظاہر (ابو الحسن علی) ... المستنصر باللہ (ابو تمیم) ... !!!

اس آخر الذکر کی وفات پر اسماعیلیہ فاطمیہ دو فرقوں میں منقسم
ہو گئی۔ جن میں پہلا نزاریہ، شرقیہ اور مستعلیہ غریبہ اس تقسیم کا سبب
یہ ہے کہ مستنصر کے مرنے کے بعد چونکہ اس نے اپنے بڑے بیٹے کے
لیے حکومت کی وصیت کی لیکن وزیر افضل بن بدر نے نزار سے
معذرت کرتے ہوئے چھوٹے بیٹے مستعلی کو حکومت دے دی اور وہ
اسی وقت وزیر کچھ ہٹے ہوئے بن کلیہ بنا رہتے تھے۔ اس نے نزار کو
گرفتار کیا اور اسے جیل میں ڈال دیا اور دیواریں بند کروادیں حتیٰ کہ
وہ مر گیا۔ اسماعیلیوں کی حکومت مصر، حجاز اور یمن پر
”حلیجین“ کی مدد کے ساتھ چلتی رہی اور ان کے ائمہ ہیں...

المستعلی (ابو القاسم احمد)

الظاہر (ابو منصور اسماعیل)

الفائز (ابو القاسم عیسیٰ)

العاقد (ابو محمد عبد اللہ) 555 ہجری سے لیکر غازی صلاح
الدین الایوبی کے ہاتھوں ان کے خاتم تک۔

ثالثاً... اسماعیلی الحشاشون...

یہ نزاری اسماعیلی ہیں جو شام، بلاد فارس اور مشرق میں پھیلے۔
ان کی اہم شخصیات میں سے ہے ”حسن بن صباح“ جو امام مستنصر
کے ساتھ ولایت کا عقیدہ رکھتا تھا اور ان کی دعوت دیتا اور یہ
فارسی الاصل تھے۔ پہلے چھپار پلہ ہر اس نے قلعہ ”الموت“ پر
قبضہ کیا بلاد فارس میں اسماعیلی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس کے

پیروکار حشاشین کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ یہ بہت زیادہ حشیش پیا کرتے تھے۔ اس نے ایک لشکر بھیجا اور وہ شرقی نزاری تھے تو انہوں نے الاخر بن مستعلی کو اس کے دو بیویوں سمیت قتل کر دیا۔ پھر مصر کے بعض لوگوں نے کچھ افراب بھیجے تاکہ حسن بن صباح کو قتل کریں۔

ان کے اہم لوگ ہیں ...
کیا بزرگ امید

محمد کیا بزرگ امید

الحسن الثانی بن محمد

محمد الثانی بن الحسن

الحسن الثانی بن محمد الثالث

رکن الدین خور شاہ... 1255 ہجری یہاں تک کہ ان کی مملکت کا خاتمہ مغل تاتاری فوجوں نے کیا تو پھر ہوا جنہوں نے رکن الدین کو قتل کر دیا اور اس کے پیروکار ملکور میر بھاگ نکلے اور آج تک ان کے پیروکار موجود ہیں۔

رابعاً... شام کے اسماعیلی

یہ زاری اسماعیلی تھے جنہوں نے اپنے قلعوں میں اپنے دین کی سر عام دعوت دی لیکن اس لمبے عرصے کے دوران ان کے پاس کوئی حکومت نہ تھی باوجود اس خطرناک کردار کے جو انہوں نے ادا کیا۔ آج بھی ان کے لوگ شام کے علاقے سلمیہ میں، قدموس، مصیاف، بانیاں، خوابی اور الکف کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی ہم شخصیات میں (راشد الدین بنان) ہے جس کا لقب شلیخیل ہے اور اس کے تصرفات "حسن بن صباح" کے پتہ مشابہ ہیں۔ ان نے اپنا ایک سنائی مذہب ایجاد کر رکھا ہے اور اس کے پیروکار دوسرے اسماعیلی عقائد کے علاوہ تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

خامساً... إسماعيل البهرة

یہ در اصل اسماعیلی مستعلیہ ہیں۔ یہ امام مستعلی کے ماننے والے ہیں اور اس کے بعد اس کے بیٹے طیب کو اور اسی لیے ”طیبیہ“ بھی کہلاتے ہیں یہ ہندوستان و یمن کے اسماعیلیہ ہیں۔ انہوں نے سیاست چھوڑ کر تجارت اپنالی اور اسی سلسلے میں ہندوستان وارد ہوئے اور نو مسلم ہندو جب ان اسماعیلیوں کے ساتھ مختلط ہوئے تو انہوں نے انہیں ”بہرہ“ کا نام دیا اور بہرہ قدیم ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی تاجر کے ہیں۔

امام طیب پردہ میں چلے گئے 525 ہجری سے ان کے ائمہ پردے میں چلے گئے۔ یہ آج تک نہیں پتہ چلا کہ کسکے وہ ہمیں گم ہیں یہاں تک کہ ان کے نام غیر معروف ہیں اور خود علمائے بہرہ انہیں نہیں جانتے!!!

بہرہ بھی دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے...

البہرہ الداؤدیہ... جو نسبت قطب شاہ داؤد کی طرف اور یہ 10ویں صدی ہجری سے پاکستان و ہندوستان میں پائے جاتے ہیں اور ان کا داعی بمبئی میں رہتا ہے!!

بہرہ السلیمانیہ... جو نسبت ہے سلیمان بن حسن کی طرف ان کا مرکز آج تک یمن میں ہے۔

سادساً... إسماعيل آغا خان

یہ فرقا نیسویں صدی کے تیسرے حصے میں ایران میں ظاہر ہوا اور ان کا عقیدہ اسماعیل نزاریہ کی طرف ہے اور ان کی اہم شخصیات ہیں...

حسن علی شاہ پہ پپلا ”غزان“ ہے جسے انگریزوں نے انقلاب برپا کرنے اور افغان و ہند میں دخل اندازی کے لیے استعمال کیا۔ تو اس نے اسماعیلی نزاریہ کی طرف دعوت دی اور افغانستان کی طرف

جلاوطن ہو گیا اور ولہرسے بمبئی اسے انگریزوں نے۔ غا خان کا لقب
دیا۔ یہ 1881 میں مرا۔

آغا علی شاہ اور یہ دوسرا آغا خان

اس کے بعد اس کا بیٹا محمد الحسینی اور یہ آغا خان ثالث ہے۔ یہ
موصوف ہمیشہ یورپ میں اقامت کو ہی ترجیح دیتے تھے اور ہمیشہ
دنیا کی رنگینیوں میں مشغول رہے اور جب مر گئے تو حضرت نے
اپنے بھتیجے ”کریم“ کو خلافت سونپی جبکہ ایسا کرتے ہوئے
انہوں نے اسماعیلی قواعد کی مخالفت کی جس پر آپ نے انہیں کو والی
بنایا جائے گا۔

”پرنس کریم۔ غا خان“ چوتھا۔ غا خان ہے اور ابھی تک یہی چل
رہا ہے۔ اس نے امریکی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔

سابعاً... اسماعیلیہ الواقف

یہ اسماعیلی فرقہ ہے جس کے مطابق امامت محمد بن اسماعیل تک
موقوف ہو گئی ہے اور یہ چھ پہچاننے والے پلے ائمہ ہیں۔ یہ اس اور
اس کے پیروکار اس نائب ہو جانے کے بعد واپس آنے کا عقیدہ
رکھتے ہیں۔

اسماعیلیوں کے اہم عقائد

ایک ایسے امام کی ضرورت جو منصوص علیہ ہو اور محمد بن
اسماعیل کی نسل سے ہو اور یہ کہ وہ بڑا بیٹا ہو اور اس قاعدہ
کی متعدد بار خلاف ورزی کی گئی ہے۔

محضت... جبکہ ان کے نزدیک عصم کا مطلب عدم ارتکاب
معصیت نہیں ہے بلکہ وہ ان کی خطا و گناہ کی تاویل کرتے ہیں۔

جو اس حال میں مرجائے کہ اپنے مانے کے امام کو نہ جانتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔

اپنے امام کی طرف وہ ایسی صفات کا انتساب کرتے ہیں جو اللہ کے مشابہ ہیں اور اس کے ساتھ وہ باطنی علم کو خالص کرتے ہیں اور اسے اپنی کمائی کا ”خمس“ ادا کرتے ہیں۔

تقیہ اور سریم پر ایمان رکھتے اور اسے اس وقت استعمال میں لاتے ہیں جب ان پر کوئی مشکل وقت آجائے۔

امام دعوت کا محور اور اسماعیلی عقیدہ شخصیت کے گرد گھومتا ہے۔

زمین کبھی کسی ظاہر یا مستور امام سے خالی نہیں ہوتی یا امام ظاہر ہو تو جائز ہے کہ اس کی حجت مستور ہو اور اگر امام مستور ہے تو ضروری ہے کہ اس کی حجت اور اس کے داعی بھی ظاہر ہو۔

تتاسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور امام ان کے نزدیک انبیا کا وارث ہے اور اپنے سے قبل تمام ائم کا وارث ہے۔

اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ ان کے نزدیک عقل کے ادراک سے باہر ہے تو وہ موجود ہے نہ غیور وجود ہے نہ عالم ہے نہ جاہل ہے نہ قادر ہے نہ ہی عاجز ہے... نہ وہ مطلقاً اثبات کرتے ہیں اور نہ ہی مطلقاً نفی کرتے ہیں پس وہ متقابل، متخاصم اور تضادات کا ہے (نوعوب اللہ)۔ یعنی نوقہیم ہے نہ حدیث، قدیم اس کا امر و کلم ہے اور حدیث اس کی مخلوق و فطرت۔

بہرہ کے عقائد...

وہ عام مسلمانوں کی مساجد میں نماز نہیں پڑھتے!

ان کا ظاہری اعتقاد تمام معتدل اسلامی فرقوں کے مشابہ ہے

باطل۔ كچھ اور هى هے وه نماز پڑھتے هير ليكن ان كى نماز
اسماعيلى امام كليلے هے جو طيب بن الامر كى نسل سے مستور
هے۔

و-ه مكهمى باقى مسلمانوں كى طرح حج ليه جاتے هير ليكن
كهتے هير كم كعم امام كى رمز و نشانى هے۔

حشاشين كاشعار۔ هوتا هيا (لاحقيقه فى الوجود و كل امر
مباح) حقيقه ميں كوئى وجود نپير اور هر كام مباح هے۔ ان كا
وسيله تها منظر قتل اور قلعوں كے سلسله ميں پناه لينا۔

امام الغزالى ان سے نقل كرتے هير كم ان سے مطلقاً اباحت منقول
هے، حجاب كا رفع هونا، محظورات كا مباح هونا، شريعت كا انكار
ليكن جب ان كى طرف ان باتوں كى نسبت كى جائے تو وه سارے
ان باتوں كا انكار كر ديتے هير۔

وه عقيدہ ركھتے هير كم اللہ تعالىٰ نے بلا واسطه عالم كى تخليق نپير
كى بل كم يم عقل كل كے ذريعه و جو ميں آئى جو جميع صفات الپه كا
مرقع هے۔ يم كم عقل كلى كسى انسان ميں آئى تو وه نپير اور ان كے
بعد ائم مستورين جو ان كے خليفه هير پس محمدناطق۔ هير اور على
اساس هير جو تفسير كرتے هير!!!

عقائد كى جزير... .

پلچے ان كا مذهب عراق ميں پروچن۔ ٹرهلچ۔ هر يم فارس (ايران)
اور خراسان (افغانستان) كى طرف بهانگنكلے اور پهر ماورالهند هر
جيسے ہند و تركستان غير هے۔ اس ليے ان كے مذهب ميں قديم
مجوسيوں اور نپوؤں كى اراء پائى جاتى هير۔ ان كے انبوتے۔ ہل
الہوا نمودار هوتے جنہوں نے دين كے اندراف ميں خوب بدمعاشياں
دك اھريں ہندوبرمنوں، فلسفيوں بدمعتوں اور كلدانى اور
فارسيوں كے افكار كاملغوبه هير۔ روحانيت كے متعلق ان كے عقائد
ستاروں اور نجوميت كے قريبن هير۔ اس كام پر ان كے "خفيہ پنے" نے
ان كى بہت مدد كى۔ ان كے بعض لوگوں نے اباحت اور كيمونزم كے

طریق پر "مزدک" اور "زرتشت" کا مذہب اختیار کر لیا۔ ان کے عقائد ایسے ہیں کہ ان کا کتاب و سنت سے کوئی تعلق نہیں اور ان میں اسلام سے خارج بہت سے فلسفے شامل ہیں!!!

زمین پر اسماعیلیہ کا وجود...

زمین کے مد و جزر ہے ان اسماعیلیوں کا حالات کے اعتبار سے بہت کڑمانے پر غلبہ ہے۔ ایسا وقت ہے ابھی ایا کہ عالم اسلام ان کے قبضے میں چلا گیا لیکن اس کی شکلیں اور اوقات بہت مختلف تھے!!

قرامطنہ جزیرہ العرب، بلاد شام، عراق اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا

فاطمیوں نے محیط اطلسی اور شمال افریقہ میں اپنی سلطنت قائم کی اور مصر و شام کے مالک بنے۔ بعض اہل عراق نے ان کا مذہب اپنا لیا اور ان کے نام کا خطبہ 540 میں بغداد میں جاری ہوا لیکن ان کی حکومت کا خاتمہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہوا۔

آغا خانیں... نیروبی، دارالسلام، زنجبار، مدغاشقر، کانگو، بلجیکی، ہندوستان، پاکستان، شلم میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی قیادت کا مرکز پاکستان کا شہر "کراچی" میں ہے۔

البہرہ... یمن، ہند اور ان دونوں ملکوں کے ساحلوں پر سکونت اختیار کی۔

شام کے اسماعیلیوں نے ملک کے طول عرض میں قلعوں پر قبضہ کیا اور ابھی تک سلمیہ، خوابی، قدموس، مصیاف، بانیاس اور الکھف کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

الحشاشون... یعنی بھنگی ان کا انتشار ایران میں ہوا۔ اور انہوں نے قلم الموت، جنوب بحر قزوین پر قبضہ کیا اور ان کی سلطنت بہت پھیلی حتیٰ کہ سنی سلطنت عباسیہ کے وسط تک جا پہنچی۔ اسی طرح یہ قلعوں کے مالک بھی ہوئے جیسے کہ حلب، موصل اور ان کے بعض

خدا رى و خىانت كا فرقہ ، كفر و نفاق كا مجموعہ
الشيعۃ يهوديون كا ايجنٹ كافر گروہ

لوگ صليبيوں كے دور ميں دمشق كے قاضى ھى ۛے ۛے ۛے ہلاكو
تائارى كا ساٹھ دينے والوں ميں سے تھے۔

المكارم... ۛ جزيرۃ عربى كے جنوب ميں نجران كے شہر ميں
آباد ۛيں!!!

انتہى

فتوىٰ رافضيوں كى تكفير اور ان كے ساٹھ قتال كا وجوب

ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفى العمادى
898 تا 982 ۛ جرى

رافضى كى تكفير اور ان كے ساٹھ قتال كا وجوب

ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفى العمادى، علماء ترك ميں
سے ۛے ۛے ۛے عربيت اختيار كر لى۔ قسطنطنيہ كے قريب
898 ۛجرى ميں ۛيدا ۛوئے۔ متعدد ممالك ميں ۛڑھا اور ۛڑھايا۔ ان ۛيں
بروسم ميں قضاء سوني گئى ۛھر قسطنطنيہ كى قضاء ۛر فائز رھے۔
سلطنت بنى عثمان كے ۛار وہ بڑى حشمت كے مالك تھے۔ وہ اپنے
نام كے ساٹھ مشهور صاحب تفسير العمادى ۛيں۔ 892 ۛجرى ميں
فوت ۛوئے۔

ابو السعود العمادى كہتے ۛيں ميں نے شيخ الاسلام عبد اللہ الزفندى -
حفظ اللہ الملك الاسلامى كے مجموعہ كو ديكھا جب انہوں نے جنين ميں
مجھے ملاقات كى... جبكو ۛمدينہ المنورۃ ، اللہ سے منور

کرنے والے پر افضل ترین حلالہ و سلام بھیجے، سے واپس آرہے
تھے تو میر نے اسے میں نقل کر لیا۔

اپ کا کیا لگتا ہے... آپ کا فضل۔ ہمیشہ ہے، اللہ۔ پسے راضی
رہے اور آپ کے علوم۔ مسلمانوں کو نفع ہے... رافضیوں کے ساتھ
قتال کے سبب کے بارے میں اور ان کے قتل کے جواز کے بارے میں
کیا وہ سلطان پر بغاوت ہے یا وہ کفر ہے؟ اگر آپ دوسری بات کہیں
تو ان کے کفر کا سبب کیا ہے۔ پس اگر آپ ان کے سبب کفر
کو ثابت کر دیں تو کیا ان کی توبہ قبول ہو جائے گی؟ اور ان کا اسلام
قبول ہے... مرتد کی طرح... یا پھر قبول نہیں؟... جیسے کہ نبی علیہ
السلام کو گالی دینے والے کی طرح... بلکہ ان سے قتال ضروری ہے۔
پس اگر آپ دوسری بات کہیں تو کیا انہیں حکمے تحت مار جائے گا
یا کفر کے تحت... کیا ان سے جزیہ لیکر انہیں چھوڑنا جائز ہے
اسی حالت پر جیسے کہ وہ ہیں... یا انہیں وقتی یا۔ ہمیشہ کی امان
جاسکتی ہے؟... کیا ان کی عورتوں اور اولادوں کو غلام
بنانا جائز ہے۔

افتونا ما جورین ائناکم اللہ الجنة۔

الجواب

الحمد لله رب العلمین...

اللہ تجھے خوش رکھے یہ بات جان لیکم یہ کافر باغی و فاجر ایسے
ہیں کہ انہوں نے کفر و عناد و بغاوت کی تمام اقسام کو اپنے اندر جمع
کر رکھا ہے۔ ان کے اندر فسق، زندقہ اور الحاد کی تمام انواع
جمع ہیں... جو کوئی ان کے کفر و الحامیہ توقف کرے... ان
کے ساتھ قتل و قتال کو برا جانے تو وہ ان جیسا ہی کافر ہے۔

ان کے ساتھ قتل و مقاتلے جواز کا سبب ان کی بغاوت اور
کفر ہے۔

جہاں تک بغاوت کا تعلق ہے۔

تو وہ اہل امر کی اطاعت سے نکل گئے... اللہ ان کا ملکہ قیامت تک قائم رکھے (یعنی خلافت)... اللہ فرماتے ہیں { فَاقْبَلُوا الَّذِي تَبِغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ } پس بغاوت کرنے والی جماعت سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پس یہاں امر و جوب کے لیے ہے۔

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ جب بھی بزبان سید المرسلین ﷺ اہل امر انہیں ان باغیوں ملعونوں کے خلاف قتال کے لیے بلائے انہیں چاہیے کہ بیچھے نہ رہیں بلکہ ان پر اہل امر کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ مل کر قتال کرنا واجب ہے۔

جہاں تک کفر کا مسئلہ ہے تو اس کی وجوہ ہیں۔

اس میں سے ہے کہ یہ دین کو خفیہ بناتے ہیں اور شرع مبین کا مذاق اڑاتے ہیں۔

اور اس میں سے یہ ہے کہ وہ علم اور علماء کی توہین کرتے ہیں جبکہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور اللہ عزوجل فرماتے ہیں { إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ } بے شک اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں سے علماء ہیں۔ جبکہ پجرمتوں کو حلا کرتے ہیں اور انکی پامال کرتے ہیں وہ شیخینہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اور وہ دین میں طعن تشنیع کو راہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ امار عائشہ صدیق بنت صدیق رضی اللہ عنہم کے متعلق زبان دراز کرتے ہیں اور ایسی بانگرتے ہیں جو ان کی شان کے لائق نہیں جبکہ اللہ عزوجل نے متعدد آیات انکی براہتمی نازل کی ہیں... پس وہ قرآن کی تکذیب کے ساتھ کافر ہیں... ضمناً وہ نبی کائنات ﷺ کو گالی دینے والے ہیں یہ ہر وہ ان امور کی نسبتا۔ ہل بیت کی طرف کرتے ہیں شیخین کو گالی دیتے ہیں... اللہ ان لعنتیوں کے چہرے دونوں جہانوں میں سیاہ کرے۔

امام السیوطی... جو کہ الشافعی کے آئم میں سے ہیں... کہتے ہیں کہ جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کی یا یہ کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان میں سے نہیں تھے وہ کافر ہے اور انہوں نے قاضی حسین سے شیخین کو گالی دینے والے کے متعلق دو وجوہ

نفل کی ہیں کہ کیا وہ کافر ہیں یا فاسق؟ اور کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ترین بات کفر ہے اور اس پر المحاملی ہے ”اللباب“ میں جزم کیا ہے۔

یہ بات علم و خواص کے ہاں تو اثر قطعی کے ساتھ ثابت ہے کہ یہ قباحتیں ان گمراہ درگمراہ لوگوں کے اندر جمع ہیں۔ جو کوئی ان میں سے کسی ایک امر کے ساتھ متصف ہو لو کھافر ہے، اس کا قتل بائفاق امت واجب ہے۔ اس کی توہ اور اس کا اسلام قبول نہیں... چاہے وہ پکڑے جانے اور گواہی آجائے کے بعد توہ کرے یا اس سے قبل توبہ کرتا۔ وائے کیونکہ چہد ہے جو واجب ہو گئی ہے اور توبہ سے ساقط نہیں کر سکتی۔ جیسے کہ باقی ساری حدود کا معاملہ ہے!

نبی ﷺ کو گالی دینا ایسے ارتداد کی طرح نہیں کہ اس میں توہ قبول کی جائے کیونکہ ارتداد کھلتی ہے۔ کام آدمی اس کے ساتھ منفرد ہے اور اس میں غیر آدمیوں کا کوئی حق نہیں اور اس لیے اس کی توہ قبول ہے۔ پس جس نے نبی ﷺ کو گالی دی تو اس کے ساتھ دوسرے آدمی کا حق متعلق ہو گیا اور اس کی توہ سارے آدمیوں کے حقوق کے بارے میں مقبول نہیں۔ اس لیے جو کوئی نبی ﷺ کو یا سارے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کو گالی دیتا ہے تو وہ کافر ہے... واجب القتل ہے!

پھر اگر وہ اپنے کفر پر ثابت رہے، نہ توبہ کرے، نہ ہی اسلام لائے تو اسے اس کے کفر پر بلا خلاف قتل کر دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے اور اسلام قبول کرے تو اس میں اختلاف ہے۔ لیکن مشہور مذہب اس میں بھی بطور حد قتل ہے... یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو صورتوں میں کفر پر قتل کر دیا جائے چاہے تک شیخین کو گالی دینے کا معاملہ ہے تو وہ نبی ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔

الصدر الشہید کہے ہیں کہ جس نے شیخین کو گالی دی یا ان پر لعنت کی وہ کھافر ہے اور واجب القتل ہے اور اس کی توبہ اور اس کا اسلام قبول نہیں ہے۔ یعنی قتل ساقط نہیں ہے۔ ابن نجیم

”البحر“ میں کہتے ہیں کہ جب اس کی توبہ مقبول نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ شیخین کو گالی دینا... نبی ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔ پس اسکا انکار گواہی کے ساتھ کچھ فائدہ نہ دے گا۔

اور وہ ’الاشباہ‘ میں کہتے ہیں کہ کافر جو توبہ کر لے تو اس کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے۔ جب اسے اس کی توبہ سے قبل گرفتار کی جائے تو اسے اس کا فرکے جو نبی ﷺ کو یا شیخین رضی اللہ عنہم کو یا کسی ایک کو گالی دے، یا جادو کرے چاہے وہ عورت ہی ہو۔

پس ان شریر کفار کا قتل واجب ہے... چاہے وہ توبہ کریں یا نہ کریں... اور اگر وہ اپنے کفر و عناد پر باقی رہیں تو انہیں ان کے کفر پر قتل کی جائے گا اور ان کے قتل کے بعد ان پر مشرکین کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ انہیں یونہی جزیہ لیکر چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔ انہیں وقتی یا ہمیشہ کی امان دینا جائز ہے... قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں اسی موقف کا اظہار کیا ہے۔

اسی طرح ان کی عورتوں کو غلام بنانا جائز ہے کیونکہ مرتدہ عورت کو غلام بنانا جائز ہے جبکہ وہ دار الحرب کی طرف چلی جائے۔ یا ہر ایسی جگہ پر چلی جائے جو امام حق کی ولایت سے باہر ہو تو وہ بمنزل دار الحرب ہے۔ اسی طرح ان عورتوں کی اولاد کو تبعاً غلام بنانا بھی جائز ہے کیونکہ ولد استرقاق میں ماں کے تابع ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ احق الوری نوح الحنفی

عفی اللہ عنہ و المسلمین اجمعین

* جیسے کہ ”مجموعہ“ مذکورہ میں ان حروف کیساتھ مذکور ہے!

ابن عابدین (۱) یہ فتویٰ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں...

میں کہتا ہوں کہ دولت عثمانیہ کے علماء و مشایخ اسلام نے شیعہ مذکورین کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور ان کے علمی فتاویٰ

آج بهى اس كى تائيد كرتے هير۔ ان مير سے كئى ايك نے تو اس مير
تاليفات اور رسائل لكھے۔ اس قسم كا فتوىٰ دينے والور مير المحقق
المفسر ابو السعود اُفندى العمادى هير اور انكى عبارات كو علام
الكواكبى الحلبي نے اپنى منظوم فقہى شرح ”الفرائد السنيہ“ مير
ذكر كيا ہے اور بالجمال جو ابو السعود سے انهور نے نقل كيا... شيع
كى قباحتوں كے ذكر كے بعد... ”اسليے علماء الاعصار كا ان
كے قتل كے مباح ہونے پر اتفاق ہے اور یہ كم جو ان كے كفر مير
شك كرتے وه بهى كافر ہے۔“

امام اعظم ابو حنيفہ، سفیان الثورى اور اللوزاعى كے نزديك یہ ہے
كم اگروہ توبه كر ليرى اولو جائير اينے كفر سے اسلام كى طرف تو
وه قتل سے بچ جائير گے اور سارے كافرون كى طرح ان كے ليے
معافى كى اميد كجاتى ہے۔ جبك امام مالك، امام الشافعى، امام احمد
بن حنبل اور ليث بن سعد اور سارے علمائے عظام كے نزديك ان كى
توبه مقبول هير اور نہ هى ان كے اسلام كا كوئى اعتبار ہے بلك وه
بطور حد قتل كے جائير گے... الخ

ليكن امام اعظم كے نزديك ان كى توبه كے مقبول ہونے پر
بہت زور ديكيا ہے اور اس مير اس مجموعہ كى مخالفت ہے جس
كا اوپر ذكر هوا ہے۔ اس ليے مجھ پر ظاہر ہوتا ہے كم يهى بات
حواب ہے۔

يہ مسئلہ بہت اہم ہے جسے افراط و تفریط سے بچنا ضرورى ہے۔
ضرورى ہے كيونك اس مير بہت خبط عظيم واقع ہا ہے۔ اس ليے مير
پختہ ارادہ تھا كم مير اس مير ايك رسالہ لكھوں اور اس مير وه باتير۔
ذكر كروں جو مير نے اپنے حاشيہ ”الدر المختار“ ميں لكھا هى ہے۔ اس
ليے اس مير كوئى حرج هير كم مير۔ بل اسلام قضاء اور
حكام كى مدد ليے بعض توضيحات پيش كروں باوجود اس
كے كم بعض كلر طوالت كا متقاضى ہے۔ پس ہم اللہ كى توفيق
كے ساتھ كہتے هير۔

يہ بات جان لو كم جو الصدر الشيخ كے حوالے سے گزرا ہے كم
شيخين كو كالى دينے والے كى توبه قبول هير۔ اس بات كو انهور نے

البحر سے الجوہرہ تک قائم رکھا ہے۔ شرح القدری۔ اور انہوں نے
”النہر“ میں کہا کہ اس کا اصل الجوہرہ میں کوئی وجود نہیں
بلکہ یہ بات بعض نسخوں کے حاشیہ میں وارد ہوئی ہے۔ پس حق اصل
کا ہے جبکہ اس کا ما قبل کے ساتھ کوئی ارتباط نہیں۔

علم الحموی ”الاشباہ“ کے حاشیہ میں النہر کا کلام نقل کرنے
کے بعد کہتے ہیں مجھ پر فرض ہے کہ میں الجوہرہ کے علم نسخوں میں
اس کا ثبوت پیش کروں۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ بات ظاہر ہو جائے جو۔ ہم
نے پیش کی کہ جس نے انبیاء کو گالی دی اس کی توہم مقبول ہے ...
بخلاف مالک اور حنابلہ کے۔ پس اگر بات ایسی ہے جیسے کہ ہم کہتے
ہیں تو پھر اس شخص سے متعلق جو شیخین کو گالی بالاولیٰ عدم
قبول توہم کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ جہاں تک میں جانتا ہوں یہ بات ائمہ
کے ہاں بھی ثابت نہیں!

العقود الدرية فی تنقیح الفتاویٰ الحامدية باب الرد والاعتذار

(۱) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز الحنفی۔ الملقب ”ابن
عابدین“۔ کیونکہ ان کا نسب زین العابدین علی بن حسین بن علی بن
ابی طالب رضی اللہ عنہم سے جا ملتا ہے۔ 1198 ہجری۔ میں۔ دمشق میں۔
پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں حنفیہ کے اہم ترین اور دیار شام کے فقیہ
ہیں، المفسر اور اصولی ہیں۔ 1252 میں فوت ہوئے۔

مسئلہ رافضیہ امامیہ کا!! کیا۔ اکی۔ کے خلاف
قتال واجب ہے؟ کیا وہ اعتقاد کے سبب کافر
ہیں؟

شیخ الاسلام الامام المجدد ابو العباس ابن تیمیہ
مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ
صفحہ 468 تا 501، جلد 28

شیخ الاسلام تقی الدین سے سوال کیا گیا ان لوگوں سے متعلق جو
یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت

کے دن پر ایمان رکھنے والوں میں سے ہیں... اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ امامانِ حق رسول اللہ اکے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں... اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی امامت پر نص بیان فرمائی تھی... اور یہ کہ صحابہ نے ان پر ظلم کیا اور ان کا حق ان سے چھینا... اور وہ اس کے سبب کافر ہو گئے تو کیا ایسے لوگوں کی ذلالت قتال واجب ہے اور کیا وہ اس اعتقاد کے سبب کافر ہیں یا نہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا۔

الحمد لله رب العلمین...

علمائے مسلمین کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ گروہ جو شرائع اسلام کے ظاہری متواتر مظاہر میں سے کسی ایک انکاری ہے تو ایسے گروہ کے خلاف قتالی واجب ہے۔ پہلے تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔ پس اگر وہ کہیں کہ ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ یا ہم پانچ نمازیں پڑھیں گے لیکن جمعہ اور جماعت کا اہتمام نہ کریں گے۔ یا ہم اسلام کی پانچ بنیادوں کو قائم کریں گے لیکن مسلمانوں کے اموال و خون کو حرام نہ جانیں گے۔ یا ہم سود، شراب اور جوانچھہ پیوں گے۔ یا ہم قرآن کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہ کریں گے اور ہم ان سے ثابت احادیث صحیحہ کی پیروی نہ کریں گے۔ یا ہم یہ کہیں کہ ہم یہ اعتقاد رکھیں گے کہ یہود و نصاریٰ جمہور مسلمانوں سے بہتر ہیں... اور یہ کہ اہل قبلہ نے اللہ اور اس کے رسول اکے ساتھ کفر کیا اور مومنوں کا ایک گروہ قلیل باقی بچا۔ یا یہ کہیں کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف جہاد نہ کریں گے یا اس کے علاوہ ایسے امور کا ارتکاب کریں جو شریعتِ رسول اللہ اکے اور جس پر مسلمان ہیں... واضح مخالفت کریں... پس ایسے گروہوں کے خلاف جہاد واجب ہے جیسے کہ اس سے قبل مسلمانوں نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا... خارجیوں کے خلاف جہاد کیا... اور ان کی اولادوں الخرمیہ، القراملہ، الباطنیہ... اور اہل الایواء، بدعتیوں، اسلام کی شریعت سے خارج ہونے والوں وغیرہم کے خلاف جہاد کیا۔

پہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں { وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِئْتَهُ وَيَكُونَ لِلدِّينِ كَآلِمٍ } اور ان کے خلاف قتال کرو یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔ پس جب دین بعض اللہ کے لیے ہو اور بعض غیر اللہ کے لیے ہو تو ایسے لوگوں کے خلاف قتال واجب ہے یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔

اللہ فرماتے ہیں { فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ } پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ پس ان کے راستہ کو چھوڑنے کا حکم جمیع انواع کفر سے ان کی توبہ کرنے کے بعد دیا گیا اور نماز و زکوٰۃ قائم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ } اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ { فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ } پس اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ نے یہ خبر دی کہ طائفہ ممتنع (انکاری) اگر سوسے باز نہ آئے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی۔ جبکہ سود ان چیزوں میں سے ہے جسے اللہ نے قرآن میں سب سے آخر میں حرام قرار دیا جو اس سے پہلے حرام کیا گیا وہ زیادہ تاکید کے ساتھ وارد ہے۔ اللہ فرماتے ہیں { إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ } یہ شکوہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے یا زمین سے جلا وطن کر دیا جائے۔

پس اہل شوکت میں جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں داخل ہونے سے ممتنع (انکاری) ہوا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ اسی طرح جس نے زمین میں غیر کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ پر عمل کیا تو اس نے زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ اس لیے سلف نے اس آیت کو کفار اور اہل قبلہ پر مٹوول کیا یہاں تک کہ اکثر انہی نے قطع الطريق یعنی راہوں کو کھنسی

اس کے ضمن میں شمار کیوہ قطع طریق جو لوگوں کے اموال لوٹنے کے لیے تلوار اٹھائے ہیں۔ پس ائم نے انہیں قتال کے ذریعے لوگوں کے اموال لینے پر اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے والا شمار کیا چاہے وہ ایسے فعل کو حرمانتے ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کا اقرار کرتے ہوں۔

پس وہ شخص جو مسلمانوں کے اموال و خون کو مباح سمجھے اور اس کا اعتقاد ہے اور ان سے قتال کرنا حلال ہے، ایسا شخص بلا اولیٰ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والوں اور زمین میں فساد کی کوشش کرنے والوں میں سے ہے۔ جیسے کہ ایک حربی کافر جو مسلمانوں کے اموال و خون کو مباح سمجھتا ہے اور ان کے خلاف قتال کو جائز رکھتا ہے وہ اس اعتقادی فاسق سے بالاولیٰ محارب ہے جو ان باتوں کو حرام سمجھتا ہے۔

اسی طرح وہ بدعتی جو اللہ کے رسول ﷺ کی بعض شریعت سے خروکھتا ہے اور آپ کی بعض سنتوں کو ترکوتا ہے اور مسلمانوں کے اموال و خون کو حلال جانتا ہے جبکہ وہ مسلمان اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت کے ساتھ متمسک ہے۔ تو ایسا شخص اس فاسق سے زیادہ جنگ کیے جانے کے لائق ہے چاہے وہ ان باتوں کو دین سمجھ کر اللہ کے تقرب حاصل کرتا ہو۔ جیسے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے جنگ کرنے کو اللہ عزوجل کے ہاں تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اسی لیے ائم اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بدعتی ان گناہوں سے زیادہ شدید ہیں جن کا ارتکاب کرنے والے پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ گناہ ہیں۔

اسی لیے نبی ﷺ کی سنت یہی رہی جب آپ ﷺ نے سنت سے خروج کرنے والے خارجیوں کے خلاف قتال کا حکم دیا اور حکام کے ظلم پر صبر کرنے اور ان کی پیروی سے ان کے گناہوں کے باوجود نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بعض اصحاب کے بعض گناہوں پر اصرار کے باوجود ان کے لیے گواہی دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ نے ان پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن آپ ﷺ نے ذی الخویصرہ اور اس کے

ساتھیوں کے متعلق... انکی عبادت و ورع کے باوجود... خبر دی کہ وہ اسلام سے ایسے خارج ہیں جیسے کہ تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ اَللّٰهُ تَعَالٰی اِنِّیْ كِتَابٌ مِّمَّیْ فَرَمَاتے ہیں {قُلْ اِنَّ رَبَّكَ لَا یُؤْمِنُ بِحَدِّیْ یُحْكَمُوكَ فِیْمَا سَخَّرَ بَیْنَهُمْ نُورًا لَّا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضٰیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا} پس تیرے رب کی قسم وہ لوگ کبھی ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے مسائل اور آپ کو فیصلہ نہ مان لیں اور پھر آپ کے فیصلوں سے متعلق اپنے دل میں کوئی شائبہ نہ رکھیں اور سر تسلیم خم کر دیں۔

پس۔ ہر وہ شخص جو اللہ کے رسول کی سنت سے خارج ہو گیا اور آپ کی شریعت سے نکل گیا تو ایسے شخص کے متعلق اللہ نے اپنے مقدس نفس کی قسم کھائی ہے کہ وہ ایمان والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ تمام دنیا و آخرت کے باہمی جھگڑوں میں اللہ کے رسول کے حکم پر راضی نہ ہو اور ان کے دلوں میں ایسے فیصلوں کے متعلق کوئی حرج نہ ہو۔ قرآن کے دلائل اس اصل پر بہت کثرت کے ساتھ وارد ہیں۔ اس لیے اسی نہج پر سنت رسول اللہ اور سنت خلفائے راشدین جاری ہوئی۔

صحیحین میں ابو۔ ہریر۔ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب کے قبائل مرتد ہو گئے تو عمر بن الخطاب نے ابو بکر سے کہا آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا {امرت ان اقاتل الناس حتی یثدوا ان لا اذوا ان لا اذوا ان محمد رسول اللہ فاذا فعلوا ذالک عصموا منی دماءہم و اموالہم الا بحقہا وحسابہم علی اللہ} مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال کرو۔ یہاں تک کہ وہ لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر لیں۔ پس جب وہ ایسا کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اموال بچلیں گے سوائے اسلحہ کے حق کے اور ان کا حساب اللہ ہے۔ تو ابو ہریر نے کہا {الم یقول ان بحقہا؟} کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ مگر اسلام کے حق کیساتھ... پس زکوٰۃ اسلام کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ ایک اونٹ کی رسی بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں اسے روکنے پر ان سے قتال کروں گا تو عمر کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ

سبحانہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کا سینہ قتل کے لیے کھول دیا... تو میرے
نے جان لیا وہ حق پر ہیں۔

پس اصحاب رسول اللہ ﷺ ایسی قوم کے خلاف قتال پر متفق
ہو گئے جو نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے جبکہ وہ اللہ
عزوجل کے واجب کردہ بعض اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے
ممتنع تھے۔ یہ استنباط حدیق امت کا ہے جو اس کی وضاحت کے
ساتھ وارد ہوا ہے۔

حدیثیں۔ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ
کہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا { امرت ان اقاتل الناس حتی
یشدوا ان لالہ الا اللہ } ان محمد رسول اللہ فاذا فعلوا ذالک عصموا
منی دماءہم و اموالہم الا بحقہا و حسابہم علی اللہ { مجھے حکم دیا
گیا کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کا اقرار کر لیں۔ پس جب وہ ایسا کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون
اور اموال بچ لیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب
اللہ ہے پس اپنے خبر دی کہ آپ ﷺ کو ان کے ساتھ قتال کا
حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ یہ واجبات ادا کریں۔ یہ بات کتاب اللہ کے
عین مطابق ہے۔

یہ حدیث نبی ﷺ سے نواتر کے ساتھ بہت سے وجوہ سے مروی ہے
اور اصحاب الصحاح کے دس وجوہ سے اسے وار کیا ہے جن میں امام
مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور کچھ کا ذکر امام
بخاری نے بھی کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلہؒ کہتے ہیں "خوارج کے
بارے میں حدیث دس وجوہ سے ثابت ہے"۔

نبی ﷺ فرمایا تم اپنی نمازیں ان کے ساتھ حقیر جانو گے اور
اپنے روزے ان کے روزوں سے کم سمجھو گے تم ہمارا قرآن کی
تلاوت کرنا تمہیں ان سے کلم گے گا۔ وہ قرآن پڑھو گے لیکن
وہ ان کے حلق سے متجاوز نہ ہو گا وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے
جیسے کوئی تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ اگر ان کے ساتھ قتال
کرنے والے جان لیں کہ ان کے لیے زبان محمد ﷺ پر کیا فضیلت
وارد ہوئی ہے تو وہ عمل کرنا چھوڑ دیں گے اور ایک روایت میں

ہے {لئذ ادركتكم لاقتلنكم قتل عاد} اگر ميں انہيں پالوں تو ميں انہيں قوم عاد كى طرف قتل كردوں اور ايك روايت ميں ہے {نشر قتل تحت ادبر السماء خير قتل من قتلوه} وہ آسمان كے نيچے سب سے برے مقتول يہيں اور سب سے خيروالے مقتول وہ يہيں جنہيں وہ قتل كرديں۔

يہ وہي لوگ يہيں جن كے ساتھ سب سے پہلے امير المؤمنين على بن ابى طالب اور آپ ﷺ كے ساتھ اصحاب رسول اللہ نے حروراء ميں قتال كيا جب وہ سنت اور جماعت سے خارج ہوئے اور مسلمانوں كے خون و اموال كو مباح كر ليا۔ انہيں نے عبد اللہ بن خباب كو قتل كيا اور بيدلچلنے والے مسلمانوں پر حملہ اور وگئے۔ تو امير المؤمنين كے ہٹے اور اپنے لوگوں كو خطبہ ديا اور يہ بات ذكر كى كے انہيں نے قتل كيا اور اموال ہوئے... ان كا قتل حلال جانا اور ان كے قتل سے بہت خوش ہوئے۔ آپ نے اپنى خلافت ميں جو سب سے بڑا كام كيا وہ خوارج كے ساتھ قتال ہی تھا۔

خوارج جمہور مسلمانوں كو كافر قرار ديتے تھے يہاں تك كہ انہوں نے عثمان و على رضى اللہ عنہما كو بھي كافر قرار دے ديا۔ جيسے سارے اہل بدعت يہيں كرتے يہيں اپنى كثرت عبادت و ورع كے باجود و ہ اپنے زعم ميں قرآن پر عمل پيرا تھے۔ حديج بخارى وغيرہ ميں يہ بات كئي جو ہيں ثابت ہے كہ اپنے فرمايا {خير هذه الامة بعد نبيا ابو بكر ثم عمر} اس امت كے نبى ﷺ كے بعد سب سے افضل ابو بكر رضى اللہ عنہ يہيں پھر عمر رضى اللہ عنہ يہيں۔ يہيں ثابت ہے كہ آپ (على) نے غالى رافضيوں كو اگ ميں جلوا ديا جب انہوں نے آپ كے بارے ميں الوبيت كا اعتقاد ركھا۔

ہيں جيد اسناكے ساتھ ہيں۔ اپنے فرمايا {لا اوتى باحد يفضلنى على ابى بكر عمر الا جلدتہ حد المفترى يہيں پاس كوئى ايسلندہ لايا كيا جو ہيں ابو بكر و عمر رضى اللہ عنہما پر فضيلت دے تو ميں اسے بہتان كر حد لگاؤں گا... يعنى اسى درے! آپ سے ہيں۔ اپنے ابن سباء كو طلب كيا جب ہيں كو خبر ملي كہ اس نے ابو بكر و عمر كو غالى دى ہے تو آپ نے اسے بلا بھيجا تاكہ اسے قتل كر يں تو وہ بھاگ كيا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو لے لگانے کا حکم دیا جس نے انہیں ابو بکرؓ پر فضیلت دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ بن عسلہ سے کہا جب آپ کو گمان ہو کہ وہ خارجی ہے... اگر میں نہ تھے تو تیرا سرا رلوں گا (کیونکہ اس وقت تک وہ ظاہر نہ ہوئے تھے اور یہ ان کی علامت تھی)۔ پس یہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کیسے انتہائی شیعہ کو سزا دینے کا حکم دیا ان تین قسموں پر اور ان میں سے کم تر تھی، فضیلت دینے پر... پس انہوں نے اور عمر رضی اللہ عنہما نے کورے مارنے کا حکم دیا۔ جب کہ "غالی" مسلمانوں کے اتفاق سے ساتھ واجب القتل تھے اور وہ اسے چھو جانے سے گریز کرتے اور نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں جیسے کہ انصیریؒ، الاسماعیلیہ جنہیں "بیت صاد" اور "بیت سین" کہتے ہیں۔ اسی طرح وہ "مُعْظَمَاتُ" ہی ان میں شامل ہیں جو کائنات کے بنانے والے کا انکار کرتے ہیں، یا قیامت کا انکار کرتے ہیں یا شریعت کے ظواہر کا انکار کرتے ہیں مثلاً پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، بیت الحرام کا حج اور پھر اس کی تاویل کرتے ہیں کہ وہ ان باتوں کے اسرار و رموز سے واقف ہیں اور اسے اپنے شیوخ کی زیارت پر محمول کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شرا بجلال ہے اور ذی محرم کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ پس تمام ایسے لوگ کافر ہیں اور ان کا کفر یہود و نصاریٰ سے زیادہ سخت ہے۔

پس اگر ان میں کوئی ایسی بات ظاہر نہیں کرتا تو وہ منافقین میں سے ہے جن کا ٹھکانہ جہنم کا سب سے بڑا گڑھا ہے اور جو ان اشیاء کو ظاہر کرے اس کا کفر شدید ہے... اس کے مسلمانوں کے درمیان ٹھہرنا جائز نہیں نہ جزیہ کے ساتھ... نہ ذم کے ساتھ... ان کی عورتیں مسلمانوں کے لیے حلال نہیں رہی ان کا ذبیحہ ہے کیونکہ وہ مرتد ہیں اور سب سے بڑے مرتد ہیں... پس اگر وہ کوئی ممتنع گروہ ہوں تو ان کے ساتھ قتالی واجب ہے جیسے کہ مرتدین کے ساتھ قتال کیا جاتا ہے... جیسے کہ ابو بکر حدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے مسیلمہ کذاب ملعون کے خلاف قتال کیا... اور جب وہ مسلمانوں کی بستیوں میں رہ رہے ہوں تو انہیں نکال دئے جائے گا اور انہیں توہم کے بعد مسلمانوں میں رہنے کی اجازت دئے جائے گی اور ان پر اسلام

کی ان شرائع کا التزام کروا جائے گا جو مسلمانوں پر واجب ہے۔

یہ بات صرف کسی ”غالی“ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ جو کوئی مشایخ میں سے ایسا غلو کرے اور ہے کہ اسے رزق دیا جاتا ہے یا یہ کہ اسے نماز معاف ہے یا یہ کہ اس کا شیخ نبی ﷺ سے افضل ہے یا یہ کہ وہ شریعت نبویہ ﷺ سے مستثنیٰ ہے یا یہ کہ اس کا شیخ ہے۔ اس کے ساتھ جیسا کہ خضہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے... یہ تمام لوگ کفار ہیں ان کے خلاف باجماع، مسلمین قتالی واجب ہے اور ان کے مقدور علیہ کو قتل کی جائے گا... یعنی جو کوئی ان باتوں کا ارتکاب کرتے گرفت میں آجائے!

اسی طرح جب کوئی خارجی یا رافضی مقدور علیہ ہو... یعنی اس پر قابو پالیا جائے تو عمر و علی رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ اسے قتل کی جائے گا۔ فقہانے ان کے کسی ایک مقدور علیہ کے قتل میں اختلاف کیا ہے لیکن ان کے خلاف قتال کے واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جب وہ ممتنع ہوں... پس قتال... قتل سے زیادہ وسیع ہے جیسے کہ فساد برپا کرنے والے باغی دشمن کے خلاف قتال کیا جاتا ہے اور جب ان میں سے کوئی پکڑا جاتا ہے تو اسے ہموہی سزا دھاتی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔

خوارج کے بارے میں یہ نصوص نبویہ ﷺ سے متواتر ہیں اور علماء نے لفظی اور معنوی طور پر اس میں ان اہل اہواء کو بھی داخل کیا ہے جو شریعت رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض جیسے کہ خوارج، حروریہ، حرمیہ، قرامطیہ، نصیریہ، فرقے ان کی بدترین اقسام میں سے ہیں۔ پس ہر وہ شخص جو کسی بشر کے بارے میں اہم ہونے کا اعتقاد رکھے یا کسی گروہ کے فرد کے متعلق یہ اعتقاد ہے کوئی ہے اور اس پر مسلمانوں کے خلاف قتال کرے تو وہ خارجیوں اور حروریہ سے بھی زیادہ شریر ہے۔

نبی ﷺ نے خوراج دروریہ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے بعد خارجہ کے لیے پہلے اہل بدعت تھے۔ بلکہ ان کا پہلا آدمی تو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں خارج ہوا۔ تو آپ ﷺ نے انکا تذکرہ اپنے زمانے سے قریب ہونے کے سبب بھی فرمایا... جیسے رسول اللہ ﷺ نے بعض اشیاء کا ذکر ان کے وقوع ہونے کے سبب فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول {وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ} اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ اسی طرح اللہ کا قول {مَنْ يَرْتَدَّ مِنكُمْ مَرْتًا دَبِيهًا فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ} جو کوئی تم میں سے دین سے مرتد ہوگا تو اللہ عنقریب ایسی قوم لائے گا جو اس سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے محبت کرے گا... اسی طرح نبی ﷺ کا بعض قبائل کو بعض احکام جو ان پر قائم ہو گئے، کے ساتھ خاص کر نجیسے کہ اسلم، غفار، جہنم، تمیم، اسد، غطفان وغیرہ پس جس کسی پر یہ معنی قائم ہو گئے اسے ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے ذکر کو خاص کرنا حکم کے ان کے ساتھ خاص ہونے کے سبب تھا بلکہ ان کی تعیین کے سبب مخاطبین کی طرف یہ حاجت تھی۔ یہ اس وقت ہے جب الفاظ انہیں شامل نہ ہوں۔

پس یہ رافضی اگرچہ منصوص علیہم خوارچہ بدتر نہیں تو ان سے علاوہ بھی نہیں... کیونکہ پہلے گروہ نے تو صرف عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو کافر قرار دیا تھا سوائے اس کے جو قتال سے بیٹھا رہا یا اس سے پہلے فوت ہو گیا... لیکن ان رافضیوں نے ابو بکر و عمر و عثمان اور عامر، المہاجرین و الانصار رضی اللہ عنہم اور جن لوگوں نے احسان کے ساتھ پ علیہ السلام کی پیروی کی... اور جمہور امت محمدیہ ﷺ کو... متقدمین و متاخرین... ان سب کو کافر قرار دے دیا۔ پس جو کوئی ابو بکر و عمر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے بارے میں عدالت کا اعتقاد رکھتا ہے... یلوہ ان سے ایسے رافضی ہوتا ہے جیسے کہ اللہ ان سے رافضی ہو گیا... یا وہ ان کے لیے استغفار کرتا ہے جیسے کہ اللہ نے انہیں استغفار کرنے کا حکم دیا ہے... تو وہ اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ ملت کے اعلام کو کافر قرار دیتے ہیں جیسے کہ سعید بن المسیب، ابو مسلم الخولانی، اویس القرنی، عطاء بن ابی رباح، ابراہیم النخعی... اسی طرح مالک، اوزاعی، ابو حنیفہ، حماد بن زید، حماد بن سلم، ثوری،

شافعی، احمد بن حنبل، فضیل بن عیاض، ابو سلیمان الدارانی، معروف الکرخی، جنید بن محمد اور سہیل بن عبد اللہ التستری جیسی زمانہ ساز ہستیوں کو وہ کافر قرار دیتے ہیں۔

جو کوئی ان سے خارج ہے وہ اس کے خون کو مباح جانتے ہیں اور اپنے مذہب کو ”جمہور کے مذہب“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جیسے فلاسفہ، اور معتزلہ اسے مذہب الحشو کہتے ہیں اور عام اور اہل حدیث بھی یہ موقف رکھتے ہیں۔ پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اہل مصر، شام، حجاز، مغرب، یمن، عراق، الجزیرہ اور تمام اسلامی ممالک کے لوگوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور نہ ہی ان کا ذبیح حلال ہے اور ہر وہ مائع چیز جو ان مسلمانوں کے پاس ہے مثلاً پانی وغیرہ ہونچس۔ ہے... اور وہ یہ کہتے ہیں ان مسلمانوں کا کفر یہ وہ نصاب سے بڑھ کر ہے... کیونکہ یہ تو ان کے نزدیک اصلی کفار ہیں جبکہ وہ مرتد ہیں اور ارتداد کا کفر اصلی کفر سے بالاجماع زیادہ شدید ہے!

اسی سبب سے وہ جمہور مسلمانوں کے خلاف کافروں کیساتھ دیتے ہیں۔ پس وہ تاتاریوں کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون کرتے ہیں... اور وہ کافر بادشاہ چنگیز خان ملعون کے اسلامی ممالک کے خلاف خروج کا سب سے بڑا سبب تھے... وہی عراق کے شہروں پر ہلاکو کو بلانے کا سبب تھے... حلب اور الحالیج کے شہروں کو لوٹنے میں انہی کا خبیث باطن کارفرم تھا۔ اسی طرح وہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کی عساکر کو لوٹا جب وہ مصر سے روانہ ہوئیں اور ان کے پاس سے گذریں۔ پس اس سبب وہ مسلمانوں کے رستے بھی کاٹتے ہیں... اسی سبب ان کے اندر تاتاریوں اور اس کے بعد فرنگیوں کے ساتھ تعاون ظاہر ہوا... اور اسلام کے خلاف اس قدر شدید طوفان بھڑا کیا گیا۔ اسی طرح جب مسلمانوں نے عک وغیرہ کا ساحل فتح کیا تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی مدد کی... اور انہیں مسلمانوں پر ترجیح دے جسے خود مسلمانوں نے انہی سے سنا... یہ سب کچھ ان کے بعض امور کی میزبانے صفت بیان کی ہے وگرنہ معاملہ بہت ہی عظیم ہے۔ ان احوال کے ساتھ اہل علم کا اتفاق ہے کہ وہ سب سے بڑی تلوار جو اہل قبلہ پر سوتی گئی... وہ

سب سے بڑا فساد جو مسلمانوں کے خلاف برپا ہوا وہ سب ایک ایسے گروہ کی وجہ سے تھا جو انہیں کی طرف نسبت رکھتا ہے۔

پس وہ دین اور اہل دین کے لیے سب سے زیادہ خسر والے ہیں... اور اسلام اور اسکی شریعت سے سب سے زیادہ دور خوارج و حروریہ ہیں۔ اس لیے وہ امت کا سب سے بڑا فرقہ ہے۔ پھر قبیلہ کی طرف انتساب کو نہی فرقوں میں سب سے بدترین جہاں اور سب سے زیادہ جھوٹ کی تصدیق کرنے والا ان سے بڑھ کر کوئی نہیں... اور نفاق تو ان میں بہت ہی اظہر ہے چنانچہ وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ نبی نے اس کے متعلق فرمایا {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا حَدَّثَ كَذِبًا وَ إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَ إِذَا اتَّعَمَّنَ خَانَ} منافق ثلاث اذا حدث كذب و اذا وعد اخلف و اذا اتعمن خان { منافق کی تین نشانیاں ہیں کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب امانت دیا جائے تو خیانت کرے اور ایک روایت میں ہے {اربع من كن فيم كان منافقا خالصا و من كان فيم خصلة من ن كان فيم خصلة من النفاق حتى يدعها اذا حدث كذب و اذا وعد اخلف اذا عا د غدر و اذا خاصم فجر} چار چیزیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب معاہدہ کرے تو غدار کرے اور جب جھگڑ کرے تو گالی دے۔

پس جس کسی کا ان کے ساتھ واسطہ پڑے ہو وہ جائز ہے گا ان میں یہ خصلتیں کس قدر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اس لیے وہ تقیہ استعمال کرتے ہیں جیسے کہ منافقین اور یہودی مسلمانوں کے ساتھ استعمال کرتے ہیں { يَقُولُونَ بِاللَّيْسِيَّةِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ } وہ اپنے من سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں... اور وہ اپنی باتوں پر قسمیں اٹھاتے ہیں کہ وہ مومنوں سے رخصی ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔

انکی یوڈیوں کے ساتھ ہمت سے امور میں مشابہت پائی جاتی ہے... یقیناً یہود السامریہ کے ساتھ... پس وہ سارے لوگوں سے زیادہ ان

سے مشابہ ہیں۔ وہ امامت کے مسئلہ میں ان سے مشابہ ہیں جب وہ ایک شخص یا بطن کے متعلق امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر کسی کے لیے امامت کے حق کی تکذیب کرتے ہیں۔۔۔ اسی طرح خواہشات کی پیروی میں۔۔۔ کلہم کو اس کی اصل سے پھیرنے میں۔۔۔ فطر و حلالہ المغرب کی تأخیر وغیرہ میں۔۔۔ اور غیر کے ذبیح کی تحریم میں۔۔۔ اسی طرح وہ عیسائیوں سے مبالغہ آمیزی میں مشابہت رکھتے ہیں، بدعتی عبادات اور شرک کے متعلق۔۔۔ وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکوں سے دوستی لگاتے ہیں اور یہ منافقین کی بد خصلتیں ہیں۔۔۔ اللہ فرماتے ہیں { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ } اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بنائو کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ فرماتے ہیں { تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ } اے نبی ﷺ آپ ان میں اکثر کو دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں لگاتے ہیں، بہت ہی برا عمل ہے جو انہوں نے اپنے نفسوں کے لیے آگے بھیجا ہے کہ اللہ ان پر سخت ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں { وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا لَهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ } اور اگر وہ اللہ پر اور اس کے رسول اور جو کچھ انکی طرف اتاریا ہے اس پر ایمان لاتے تو وہ ان کو دوست ہرگز نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

ان کے پاس کوئی عقل و نقل نہیں، نہ دین صحیح ہے نہ دنیائے منصورہ۔۔۔ نہ ہی وہ جمعے تھے۔۔۔ یہ نہ جماعت جبکہ خوارج جمعہ و جماعت کا اہتمام کرتے تھے۔۔۔ وہ مسلمانوں کے ائمہ کے ساتھ ملکر کفار کے خلاف جہاد کرنے کو بھی جائز نہیں جانتے، نہ ان کی اطاعت کرتے ہیں، نہ ان کی بیعت ہے۔۔۔ نماز تھے یہ۔۔۔ نہ ہی ائمہ کی اطاعت کو بجالاتے ہیں۔۔۔ کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ یہ سب کچھ صرف ”معصوم“ امام کے بیچھے ہی جائز ہے۔ پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں وہ معصوم چار سو چالیس سال سے ایک غار نمکھو-ہمیرگھس گیا ہے۔۔۔ اور وہ ابھی تک نہیں نکلا اور نہ ہی کسی نے اسے نکلتے دیکھا ہے۔۔۔ پس دین کوئی نہیں جانتا ہو اور اس کے حاصل کرنے میں کوئی

فائدہ نہیں بلکہ مخرت ہے۔ اس سب کے باوجود ایمان ان کے نزدیک اس کے بغیر صحیح نہیں ہوتا اور کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اس گمشدہ پر ایمان نہ لائے... اور جنت میں کوئی داخل نہ ہو گا جو ان کا متبع نہ ہو... اس طرح کے جاہل و گمراہ ہیں... پہاڑوں اور بادیہ نشینی میں رہنے والے اجڑ گنوار... شیطان نے جنہیں خبط میں مبتلا کر دیا۔ جیسے کہ ”ابن العود“ اور اس جیسے لوگ جن کی لکھی ہوئی ہفویات کا ہر نے تذکرہ کیا ہے اور ان کی حراحت کر ہے۔

اس امر کے ساتھ وہ ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اسکی اسماء و صفات پر کتاب و سنت کے مطابق ایمان لایا اور ہر وہ شخص جو اللہ عزوجل کی قضاء و قدر پر ایمان لاتا ہے... پس وہ اللہ کی قدرت کاملہ اور اسکی مشیت شاملہ پر ایمان لاتا ہے... وہ ان کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ ان کے اکثر ”محققین“ کے نزدیک ابو بکر و عمر اور اکثر مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اور ازواج النبی ﷺ جیسے کہ عائشہؓ وہ سب صرف چند لمحور کے لیے ایمان لائے... کیونکہ ایسا ایمان جس کے پیچھے کفر ہو وہ اصل میں ان کے نزدیک باطل ہے اور جیسے کہ علماء اہل السنہ کہتے ہیں!

اور ان میں سے بعض ایسا کہتے ہیں کہی۔ ﷺ کی شرمگاہ کو آگ چھوئے گی جس سے آپ نے امہات المومنین عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ مجامعت فرمائی اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ اس سے آپ ﷺ کو کافروں کے ساتھ کی گئی وہی سے پاک کیا جائے گا (نعوذ باللہ) کیونکہ کافر کے ساتھ وطی کرنا ان کے نزدیک کفرام ہے۔ یہ ہر اس کے ساتھ وہ احادیث رسول اللہ ﷺ، ثابتہ، اہل علم کے نزدیک متواترہ کا انکار کرتے ہیں جیسے کہ بخاری و مسلم کی احادیث اور وہ زعم رکھتے ہیں کہ شیعمہ رافضی شاعروں کی شاعری جیسے کہ الحمیری، الدیلمی اور عمارۃ الیمنی کی شاعری، احادیث بخاری و مسلم سے بہتر ہے۔ ہم نے ان کی کتابوں میں نبی ﷺ کی ذات اطہرہ پر بہتان طرازی دیکھی، آپ کے جانثار صحابہ پر... آپ کے قرابتداروں پر... اور ہم نے انکی کتابوں میں اس قدر جوہر دیکھا تھا جتنا ہم نے ہل کتاب کی تورات و انجیل میں دیکھا!

اس کے ساتھ وہ مساجد کو معطل کرتے ہیں جس کا کہ اللہ سبحانہ
و تعالیٰ نے حکیمانہ ہے کہ اس میں اس کا ذکر بلند کیا
جائے... پس وہ اس میں نہ نماز قانگرتے پہنچ ہی جمعہ بلکہ ہونٹی
و غیر جھوٹی قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور انہیں مزار بناتے ہیں۔
جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کو مساجد بنانے والوں پر لعنت
فرمائی۔ ہے اور اپنی امت کو اس سے منع مایا۔ ہے اور پ۔ نے اپنی
وفات سے پانچ دن قبل فرمایا {ان من کان قبلكم کانوا یتخذون القبور
مساجد، الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انکم عن ذالک} تم سے
پہلے لوگ قبروں کو مساجد بنا لیتے تھے خیردار تم قبروں کو مساجد نہ
بنانا کہ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں... پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں
کہ ان جھوٹے مزاروں کا حج کرنا بہت عظیم عبادت میں سے ہے...
پہاں تک کہ ان کے مشائخ میں بعض ایسے ہیں جو اسے بیت اللہ
الحرام کے مامور حج یہ فضیلت دیتے ہیں! ان حالات کا وصف بہت
طویل ہے۔

یہ باتیں بیان کرتی ہیں کہ وہ علم اہل۔ الہواء سے بھی بدتر ہیں
اور خوارچہے پھی زیادہ قتال کیے جانے کے مستحق ہیں... یہ سبب
ہے جس کے بارے میں یہ عرف علم بن گیا ہے کہ اہل بدعت رافضی ہیں
اس لیے عالموگوں میں یہ مشہور ہے کہ سنی کا متضاد فقط رافضی
ہے۔ کیونکہ وہ سنت رسول کے ساتھ سب سے زیادہ معاندانہ رویہ
رکھتے ہیں اور آپ علیہ السلام کی شریعت کے الال۔ ہوا میں سب
سب سے دشمن ہیں۔ اسی طرح خارجی بھی قرآن کی اتباع اپنی فہم
کے تقاضوں کے مطابق کرتے تھے جبکہ یہ امام معصوم کی اتباع کرتے
ہیں... جس کا کوئی وجود نہ ہے... خوارج کا مستند ان کے مستند
سے بہتر تھے۔ اسی طرح خارجیوں میں کوئی زندیق و غالی نہ تھا...
جبکہ ان میں زندیق و غالی اتنے ہیں جنہیں اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اہل۔ علم نے بیان کیا ہے کہ رافضیوں کی ابتدا کرنے والا ایک
زندیق عبداللہ بن سبئ تھا۔ وہ ہظاہر۔ مسلمان اور باطنی۔ یہودی تھا
... اس نے اسلام میں فساد داخل کرنے کے لیے بھیس بدلنا... جیسے کہ
پولس نصرانی اصلاً یہودی نے عیسائیت میں فساد داخل کرنے کے لیے
عیسائیت اختیار کی۔ اسی طرح ان کے ائمہ کی اکثریت ”زندیق“
ہے... وہ ”رفض“ کا اظہار اس لیے کرتے ہیں کیونکہ یہ اسلام کی

عمارت کو ڈھانے کا راستہ ہے جیسے کم ائیم ملحدین نے کیا جو کم سرزمین اذر بائیجان میں معتصم کے عہد میں بابک الخرمی کے ساتھ ظاہر ہوئے اور ان کا نام الخرمی تھا، المحمرہ اور قرامطہ الباطنیم جو عراق وغیرہ میں ظاہر ہوئے انہوں نے حجرِ اسود چرا لیا جو ایک مدت تک ان کے پاس رہا جیسے کہ ابی سعید الجنابی اور اسکے پیرو کار۔ اسی طرح وہ لوگ جو ارضِ مغرب میں ظاہر ہوئے پھر وہ مصر میں گھسے اور وہاں قاہرہ بنایا اور دعویٰ کیا کہ وہ فاطمی ہیں۔ اہل علم النسب کے اتفاق کے ساتھ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے نسب سے بری۔ یہی اور... اصل میں ان کا نسب یہودیوں اور مجوسیوں سے ملتا ہے اور اہل علم کے اتفاق کے ساتھ یہ لوگ یہودیوں اور عیسائیوں سے بڑھ کر اللہ کے نبی کے دین سے دور۔ یہی... بلکہ ان کے خالی و ملحد جو جناب علی رضی اللہ عنہ کو الہ مانتے ہیں جیسے کہ اہل دور الدعوة جو خراسان، شام اور یمن وغیرہ میں تھے۔

یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف قاتاریوں کے سب سے بڑے زبان و ہاتھ کے ساتھ معاون و مددگار ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں و عیسائیوں کی بات کو ترجیح دیتے ہیں... اس لیے کافر بادشاہ ہلاکو خان ان کے بُتوں کو قائم رکھتا رہا۔ جبکہ خارجی تو لوگوں میں سب سے سچے اور عہد کے پاسدار لوگ تھے... جبکہ یہ لوگ سب سے بڑے جھوٹے اور بد عہد ہیں۔

فتویٰ طلب کرنے والے کا یہ کہنا!!

کہ وہ محمد ﷺ کی لائی شریعت پر ایمان رکھتے ہیں!

تو یہ عین جھوٹ ہے بلکہ انہوں نے محمد ﷺ کی لائی ہوئی ہر چیز کا انکار کیا جس کا احاطہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ کچھ ہے پس کبھی تو وہ نصوص ثابتہ کا انکار کرتے ہیں اور کبھی معانی التنزیل کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی ذرا لٹوں میں سے جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اور جو ذکر نہیں کیا، اس کے متعلق ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ باتیں محمد ﷺ کی شریعت کی مخالف ہیں!

بے شک اللہ نے اپنی کتاب میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ثناء بیان کی ہے اور ان کے لیے استغفار کا ذکر کیا ہے جس کی حقیقت کے

یہ (رافضی) منکر ہیں... اور اللہ نے قرآن میں جمع، جہاد، اطاعتِ اولی الامر کا ذکر کیا ہے جس سے یہ خارج ہیں... اسی طرح اللہ نے اپنی کتاب میں مومنوں سے دوستی رکھنے اور ان سے محبت رکھنے، ایسے یہودیوں سے چارہ فائز کنہے اور اصلاح کرنے کا حکم دیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے خارج نہیں ہیں... اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کافروں سے دوستی لگانے سے منع کیا اور رافضی اس سے بھی خارج ہیں... اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کے خون، عزت، ان کی غیبت اور ہمز و لمز کے حرام ہونے کا حکم دیا ہے اور یہ رافضی لوگوں میں سب سے زیادہ سہل حال جانتے ہیں... اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جماعت کے ساتھ التزام کا حکم دیا اور تفرق سے منع کیا ہے اور یہ رافضی اللہ کے اس حکم کے بھی منکر ہیں... اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں رسول ﷺ کی اطاعت، اپنی محبت اور اتباع کا حکم دیا ہے اور یہ اس سے بھی خارج ہیں... اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زوجین کے حقوق کا ذکر کیا ہے اور وہ اس سے بھی بری ہیں... اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے لیے خالص توحید، ملک، عبادت کے شریعت کا حکم دیا اور یہ مشرک ہیں اور جیسے کہ ان کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ لوگ سب سے زیادہ قبروں کی تعظیم کرنے والے ہیں اور انہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ بت بنا کر پوجتے ہیں... یہ ایسا ہے جس کا ذکر بہ تطویل ہے... اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے اسماء و صفات کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ وہ کفر کرتے ہیں... اس نے اپنی کتاب میں انبیاء کے قصے ذکر کیے ہیں اور مشرکین کے لیے استغفار سے منع کیا ہے جبکہ وہ اس سے انکاری ہیں... وہ اپنی کتاب میں فرماواتا ہے کہ ہر چیز پھوڑا ہے اور ہر چیز کا خالق ہے اور جو چاہے ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کسی کی کوئی قوت نہیں لیکن وہ اس بات کے بھی منکر ہیں!

جبکہ فتویٰ حریف مختصر اشاروں کا متحمل ہے نہ
تفصیل کا!

یہ بات قطعاً معلوم ہے کہ خوارج کا ایمان اس شریعت پر جسے محمد ﷺ نے لایا ہے اور افسیوہ کے ایمان سے بہت بلند ہے۔ جب امیر

المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے انہیں قتل کیا اور ان کے لشکر کے اموال کو بطور غنیمت لیا تو یہ لوگ باالاولیٰ اس بات کے حقدار ہیں کہ ان کے ساتھ قتال کی جائے اور ان کے اموال لیے جائیں جیسے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خوارج کے اموال لیے۔ پس اگر علم وغیرہ کی طرف نسبت رکھنے والا کوئی شخص تاویل کیساتھ یہ اعتقاد رکھے کہ ان کے ساتھ قتال کرنا باغی خارجیوں کے خلاف قتال کرنے کی مانند ہے جیسے کہ امام کے ساتھ معاملہ ہے اور جیسے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اہل جمل و صفین کے خلاف قتال... تو ایسا شخص غلطی پر اور اسلام کی شریعت و خصوصیت کے ساتھ ملحق ہے جو اسلام کے خارجہ لوگوں کی شریعت کے ساتھ تخصیص کرے۔ پھر کیونکہ یہ لوگ اگر اسلام کی شریعت کے ساتھ ملکہوں کی سیاست چلاتے تو یہ باقی سارے بادشاہوں کی طرح تھے۔ جبکہ یہ لوگ نفسی شریعت و سنت رسول اللہ ﷺ سے خارج ہیں۔ تو خوارج و حروریہ سے بھی شریعت پر اور ان کے لیے کوئی تاویل جائز نہیں۔ کیونکہ تاویل سائے کسی شخص کے لیے جائز ہے جو اس کے حامل کو مقرر کرے جب اس میں جواب نہ ہو جیسے کہ علماء کا امتناع امور میں اجتہاد کرنا۔ ان لوگوں کا کتاب و سنت و اجماع میں کوئی حصہ نہیں۔ لیکن ان کی تاویلیں مانعین زکوٰۃ کی تاویل کی طرح ہیں جیسے خوارج، یہود اور نصاریٰ کھال ہے اور یہ اہل الامم و اقوام کی بدترین تاویلیں ہیں۔

بعض فقہاء نے اپنی مختصرات میں ان مسائل کے لیے کوئی تحقیق نہیں پائی اور اکثر ائمہ مصنفین نے اپنی تصانیف میں شریعت کے اعتقادی و عملی اصول سے خارج لوگوں جیسے کہ خوارج اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال کا ذکر امام کے خلاف خروج کے ابواب میں کیا ہے جیسے کہ اہل جمل و صفین۔ لیکن یہ بات غلط ہے بلکہ کتاب و سنت اور اجماع صحابہ نے اس میں فرق کیا ہے جیسے کہ اکثر ائمہ فقہ و سنت و تصوف اور ائمہ علم الکلام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

نبی ﷺ سے ایسی نصوص وارد ہیں جو انہیں اور ان کے گروہ کو شامل ہیں۔ جیسے کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا { من خرج من الطاعة و فارق الجماعة

تھرمات مات مینۃ الجاہلیۃ ومن قتل تحت رایۃ عمیب، یغضب للعصبیۃ
ویقاتل للعصبیۃ فلیس منی و من خرج علی امتی یضربہر۔ ہوا فاجر۔ ہوا
ولا یتحاشی من مومن۔ اولی یفی لذی ع۔ د۔ ا فلیس منی۔ جو اطاعت
سے خارج۔ ہوا اور جس نے جماعت کو ہرا اور ہر وہ مر گیا
تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جس نے کسی جاہلیت کے جھنڈے تلے
قتال کیا، عصبیت کے لیے غم ہوا اور اسی کے لیے قتال کیا تو وہ
مجھ سے نہیں۔ اور جس نے میری امت کے خلاف خروج کیا اور اس
کے نیک و بد کو مارا اور نہ ہی اس کے مومن کا خیال کیا اور نہ ہی
امت کے ذی عہد کے ساتھ عہد کو پورا کیا تو وہ مجھ سے نہیں۔
پس اس حدیث میں آپ ﷺ نے باغیوں کا ذکر فرمایا جو سلطان کی
اطاعت سے اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک مر گیا
تو وہ جاہلیت کی موت سے گا کیونکہ جاہلیت کے لوگوں کا کوئی امام
نہیں ہوتا بلکہ ان کی ایک جماعت دوسرے پر غلبہ پاتی ہے۔ پھر آپ نے
اہل عصبیت کا ذکر کیا جیسے کہ وہ لوگ جو نسب پر قتال کرتے ہیں
مثلاً قیس اور یمن۔ پس آپ نے ذکر کیا جو ان جھنڈوں کے نیچے لڑتا
ہوا مارا گیا تو اہل آپ کی امت سے نہیں۔ پھر آپ نے فساد
باغی دشمن خوار جو غیرہ کا ذکر کیا کہ جس نے ان جیسا فعل
کیا تو وہ اس امت سے نہیں۔

ان (رافضی) لوگوں میں یہ تینوں وصف بدرجہ اتم جمع ہیں بلکہ
انہوں نے اس سے بھی زیادہ کر لیے ہیں۔ پس یہ اطاعت و جماعت سے
خارج ہیں، مومن و معاہدہ کو قتل کرتے ہیں اور مسلمانوں کے کسی
والی کی اطاعت قبول نہیں کرتے۔ عادل۔ ہو یفاسق۔ ہو اور
صرف اس کی پیروی کرتے ہیں... جس کا کوئی وجود ہی نہیں! یہ
لوگ عصبیت پر بلکہ عصبیت کی بری ترین قسم ذوی الانساب پر
لڑتے ہیں۔ جبکہ یہ عصبیت ایک فاسد دین کی ہے۔ ان کے دل
مسلمانوں کے حلاء، کبار و حغار کے متعلق غیظ و دھوکہ سے
بھرے پڑے ہیں اور ان کی سب سے اعلیٰ عبادت مسلمانوں کے اولیاء
اللہ... متقدمین و متاخرین... کو لعن طعن کرنا ہے۔ ان کا مسلمانوں
کے خلاف خروج کرنا اور مومن و معاہدہ کو قتل کرنا، یہ ان کا حال

ہے جبکہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی مومن ہیں اور ساری امت کافر ہے۔

مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن شریح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا {انہ ستکون ہناة و ہناة، فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہی جمع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یہیے شک بنا مشقت ورنجکے۔ بت سے صیبتیاں ٹیسی گی پس جو شخص اس امت کو تفرق میں ڈالنا چاہے جبکہ وہ متحد ہو تو اسے تلوار سے مارو اور ایک روایت میں ہے {فاقتلوہ} اسے قتل کردو اور ایک روایت میں ہے {مرا تا کمر و مر کمر جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم ویفرق جماعتکم فاقتلوہ} جو کوئی تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تم ایک آدمی کے حکم پر متفق ہو اور وہ تمہارے اندر اختلاف ڈالنا چاہتا ہے تو ایسے شخص کو قتل کردو چاہے وہ جو کوئی بھی ہو۔ جبکہ یہ (رافضی) لوگ سب سے زیادہ اس بات کے حریص ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پھیلے۔ وہ مسلمانوں کے کسی ولی الامر کی اطاعت نہیں بجالاتے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق... نہ اطاعت کے معاملے میں اور نہ ہی کسی اور امر میں وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک سب سے بڑا اصول تکفیر، لعن طعن اور بہترین حکمرانوں کو گالی دینا ہے... جیسے کہ خلفائے راشدین، علمائے مسلمین اور ان کے مشایخ... کیونکہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو امام معصوم پر ایمان نہیں رکھتا... جس کا کوئی وجود ہی نہیں... تو وہ اللہ اور اس کے رسول ا پر ایمان نہیں لایا۔

یہ لوگ خارجی حرور رہیں گے۔ بھڑکے بدتر ہیں... اور۔ ہل الہواء سے بھی بڑھ کر کیونکہ ان کا مذہب خارجیوں کے شر سے بھڑکے کر شریر گھومل ہے۔ یہ اس لیے کہ خوارج چلے۔ ہل الہوتلے جو سنت اور جماعت سے خارج ہوئے۔ ایسے دور میں جب خلفائے راشدین باقی تھے۔ ہاجرین و انصار موجود تھے، علم کا ظہور تھا، امت میں عدل تھا، نبوت کا نور تھا، دلیل کی حکومت تھی... اللہ رب العزت نے اس دین کو حجت و قدرت کے ساتھ تمام ادیان پر غالب کر دیا تھا۔ خارجیوں کے خروج کا سبب وہ افعال تھے جو امیر المومنین عثمان و علی اور آپ کے ساتھیوں رضوان اللہ علیہم سے سرزد ہوئے جس میں تاویل کی گنجائش جو د ہے... لیکن

انہوں نے اس کا احتمال قبول نہ کیا بلکہ اسے اجتہاد کی جگہ بنا دیا...
تونیکیوں کو گناہنا۔ ڈالا اور گناہوں کو کفر بنا دیا اور اسی
لیے وہ جناب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں نہ نکلے
کیونکہ اس وقت ان کی تاویل کمزور تھیں۔

یہ بات معلوم ہے کہ جب بھی نبوت کا نور واضح ہوا مخالف
بدعت اسی قدر کمزور پڑ گئی... اسی لیے پہلی بدعت دوسری سے
خفیف تھی اور دوسری بدعت پہلی کی برائی اور زیادتی کو لیے
ہوئے تھی۔ جیسے کہ سنت کی حالت ہے کہ وہ جتنی اصل حالت پر
ہوگی اتنا ہی نبی ﷺ کے اسوہ کے اقرب ہوگی اور افضل ہوگی، پس
سنت بدعت کھنڈ ہے جس قدر وہاں۔ پس قریب ہوگی جیسے جناب
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کی سیرت تو وہ اس سے افضل ہوگی
جو تاخر ہے جیسے کہ عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی سیرت۔ جب
بدعت اس کی ضمیمہ جس قدر دور ہوگی تو قریب سے ہے۔ ہی شریح
تر۔ ہوگی جیسے کہ قریب کا زمانہ خواجہ ہے۔ پس اس طرح کی
بائیں کرنا تو آپ کے زمانے میں ہی شروع ہوا لیکن ان کا اجتماع و
قوت جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوئی۔

پھر جناب علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کلام رفض ظاہر ہوا
لیکن انہیں قوت و شوکت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ملی
بلکہ رافضیت کا نلبہ ہی اس وقت ظاہر ہوا جب زید بن علی بن
الحسین رضی اللہ عنہ سے پہلے سو سال بعد خروج کیا... جب جناب ابو
بکر و عمر رضی اللہ عنہما پرزبانیں دراز۔ ہونا شروع ہوئیں اور ان
بدعتوں نے انکی خلافت کا انکار کیا تو انہیں رافضی یعنی منکر
کہا گیا اور انہوں نے یہ اعتقاد رکھا کہ ابو جعفر ہی امیر
معصوم ہیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے آپ کی اتباع کا دعویٰ
کیا تو ان کا نام زید پڑ گیا۔

پھر صحابہ کے اواخر زمانہ میں تکلم کے سبب قدریہ اور مرجئ
کی بدعت کاظور۔ ہوا تو صحابہ کی باقیات سے اس کا رد کیا...
جیسے کہ ابن عمر، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، ابوسعید اور وائل بن
اسقم غیر۔ ہم رضی اللہ عنہم۔ لیکن ان لوگوں کو کوئی قوت و

شوکت نہ مل سکی تا آنکہ بعد میں معتزل اور مرجئ کی کثرت ہو گئی۔

پھر تابعین کے اواخر عہد میں جمہ کی بدعت کا ظہور ہوا جو "صفات" کی نفی کرنے والے تھے لیکن انہیں سلطان و شوکت دو سو سال بعد جاکے ملی جب ابو العباس المامون الرشید کا دور آیا۔ اس نے لوگوں کو آزمائش میں ڈالا اور کتابیں لکھوائیں یہاں تک کہ عجمی رومیوں، یونانیوں وغیرہم کی کتب کے تراجم سامنے آئے۔

اسی کے زمانے میں "الخرمیت" ظاہر ہوئے۔ یہ لوگ تو زندیق و منافق تھے جو صرف اپنا اسلام ظاہر کرتے تھے اور بعد میں یہ قرامطہ، باطنیہ اور اسماعیلیہ میں تقسیم ہو گئے۔ ان کی اکثریت رفض کو حلال جانتی ہے۔

اسی طرح رافضی امامیہ تین سو سال بعد بنی ہوئے۔ عہد میں ظاہر ہوئے... ان کے اندر علم گمراہ اہل اہواء تھے... ان میں خارجیت تھی... ان میں رفض و قدریت اور تجہم جمع تھا۔

ایک عالم جب غور کرتا ہے کہ کتاب و سنت کی۔ کون سی۔ نصوص کلاں لوگوں نے نقض کیا ہے... تو وہ دیکھے گا کہ اس کا احاطہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا۔ پس یہ ساری باتیں بیان کرتی ہیں کہ ان کے اندر خوارج حروریہ اور اس قبل ہی صاف ہے۔ اسی طرح خارجی حروریہ تو قرآن کی اتباع کو اپنی آراء کے ساتھ جائز قرار دیتے تھے اور ان سنتوں کی اتباع کا دعویٰ کرتے تھے جن کے بارے میں ان کا علم ہے کہ وہ قرآن کے مخالف ہیں۔ جبکہ رافضی۔ اہل بیت کی اتباع کے دعوے کرتے ہیں اور یہ زعم کرتے ہیں کہ ان میں معصوم ہیں جن پر علم کی کوئی چیز مخفی نہیں اور وہ... عمد او سہو... غلطی کا ارتکاب نہیں کرتے... جبکہ قرآن کی اتباع پوری امت پر واجب ہے بلکہ وہ اہل ایمان ہے اور ہدایت کا سرچشم ہے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ اسی طرح اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی محبت، دوستی اور ان کے حقوق کی رعایت واجب ہے اور یہ وہ {الثقلان} دو مضبوط کڑے ہیں جن کی اللہ کے نبی ﷺ نے وصیت کی۔

پس مسلمان نے اپنی صحیحہ میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مہس مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام غدیر جسے ”خُم“ کہتے تھے میرے خطبہ دیا {ایہ} الناس انی تارک فیکم الثقلین { اے لوگو میرے تمہارے اندر دو مضبوط کڑے چھوڑے جا رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے { احدہما اعظم من الاخر کتاب اللہ فی النور } جن میں ایک دوسرے سے بڑا ہے، اللہ کی کتاب جس میں ہدایت و روشنی ہے! پس آپ نے کتاب اللہ میں ترغیب دلائی اور ایک روایت میں ہے {و حبل اللہ من اتبعہ کان علی اللہ ومن ترکہ کان علی الضلالۃ و عترتہ} اہل بیٹی {ذکرک للہ فی}۔ بیٹی {ذکرک للہ فی}۔ اہل بیٹی { وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اسے پکڑ لیا وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہے اور میری اولاد میرے اہل بیت ... اور میں تم پر اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں ... میں تم پر اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں! تو زید بن ارقم سے کہا گیا آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا اہل بیت وہ ہیں جن پر حدیث حرام ہے ... آل عباس، آل علی، آل جعفر اور آل عقیل رضی اللہ عنہم۔ جبکہ قرآن کے اتباع پر دلائل تکرار والی نصوص۔ کثرت کے ساتھ ہیں جن کے یہاں ذکر کی احتیاج نہیں!

اسی طرح نبی ﷺ سے بطریق حسن مروی ہے کہ آپ نے اپنے اہل بیت کے متعلق فرمایا والذی نفسی بیدہ لا یدخلون الجنۃ تحتی یحبوکم من اجلی { اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک میری وجہ سے تم سے محبت نہ رکھیں۔ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے میرا دل محمد پر صلاۃ پڑھے گا حکم دیا ہے اور انہیں صدقہ سے پاگوں کلوں گا۔ جو لوگوں کا میل کچیل ہے اور ان کے لیے خمس اور فتنی میں حق رکھا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جیسے کہ صحیحہ میں ثابت ہے { ان اللہ اصطفیٰ بنی اسماعیل اصطفیٰ کنانہ من بنی اسماعیل واصطفیٰ قریشاً من کنانہ اصطفیٰ بنی ہاشم من قریش واصطفانی من بنی ہاشم فانہ خیرکم نفساً وخیرکم نسباً } بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کو پسند کیا اور بنی اسماعیل سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو

اور بنی۔ ہاشم کو قریش سے لہجہ بنی۔ ہاشم سے منتخب فرمایا اور میں تم سب میں حسب و نسب میں بہتر ہوں۔

اگر ہم یہاں حقوق قرابت اور حقوق صحابہ رضی اللہ عنہم کی ذمہ داری تو خطاب بہت طویل و چمکے گا... پس اس کے دلائل کتاب و سنت میں بے شمار ہیں۔ اسی لیے صحابہ کے اور قرابت کے حقوق کی رعایت رکھنے پر اہل السنۃ والجماعہ کا اجماع ہے... اسی لیے انہوں نے ان تمام صبیوہ سے برائت کا اظہار کیا جو جناب علی بن ابی طالب کو کافر کہے یہی اور ان پر فسق کا بہتان لگاتے یہی اور اہل بیت کی حرمت کی تنقیح کرتے ہیں۔ مثلاً جو انکی حکومت میں مخالف کرتا ہے، یا ان کے واجب حقوق انکے سے اعراض برتا ہے یا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم میں مبالغہ اہم میزی کرتا ہے!۔ اسی طرح اہل السنۃ نے ان رافضیوں سے برائت کا اظہار کیا جو صحابہ اور جمہور مومنین کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور علم نیک اہل قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اہل السنۃ جانتے ہیں کہ یہ لوگ گناہ و گمراہی میں اپنے پہلوں سے زیادہ ہیں جیسے کہ ہم نے ذکر کیا کہ یہ محارب رافضہ خوارج سے بڑھ کے شریر ہیں اور ہر دو گروہوں نے ایک راہ کو چلنا ہے، لیکن قرآن ان دونوں میں سے بڑھ گیا ہے۔ اس لیے خوارج رافضیوں سے گمراہ تھے جبکہ یہ دونوں گروہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے صحابہ کے آپ ﷺ کی قرابت، خلفائے راشدین کی سنت کے اور آپ ﷺ کی اولاد و اہل بیت کے مخالف ہیں۔

علمائے اصحاب احمد وغیرہم نے اجماع الخلفاء اور اجماع اولاد رسول ﷺ کے بارے میں اختلاف کیا کہ کیا وہ حجت ہے اور اسکی اتباع واجب ہے؟ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ انہوں نے ہی حجت ہیں اور انکی اتباع واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ فرمایا { علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المذہب من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ } تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت واجب ہے اسے مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑو۔ یہ حدیث سنن میں وارد ہے اور صحیح ہے اور آپ ﷺ فرمایا { انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی، و انما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض } میں تمہارے اندر دو مضبوط ثقلین چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور میری اولاد اور یہ دونوں

اس وقت تك جنكلم وپـرگـے پاچـر تك كمپـرے حوض پر وارد ہوں {اسے ترمذى نے حسن كہا اور كہا كم اس ميں نظر ہے}۔ اسى طرح خلفائے راشدین كے عہد ميں اہل مدينہ النبی كا اجماع بھى بمنزلہ واجب كے ہے۔

يہاں مقصود يہ ہے كم....!

يہ بيان كيا جائے كم محارب گروہ رافضہ وغيرہم ان خارجيون سے بدتر۔ يہي جنكے قتل كى نص نبى ﷺ بيہن مائى۔ ہے اور ان كے ساتھ قتال كى ترغيب دى ہے۔ يہ اس امر كى حقيقت كو جاننے والے علماء كے درميان متفق عليہ مسئلہ ہے پھر ان ميں بعض علماء ايسے ہيں جنہوں نے خوارج كى تمام احصائى و اقسام كو اس ميں شامل كيا ہے جبكہ بعض كے ائيے ہے كہ وہ باب تنبيہ - فجوى يا ان كے اس معنى ميں ہونے كى وجہ سے اس ميں داخل ہيں۔

ذيل كى حديث متنوع الفاظ كے ساتھ وارد ہے۔ صحيحين ميں ہے اور يہ لفظ بخارى كے ہے۔ على بن ابى طالب رضى اللہ عنہ سے روايت ہے وہ كہتے ہيں {اذا حدثتكم عن رسول اللہ ﷺ فواللہ لاین اخر من السماء احب الی من ان اكذب عليہ واذا حدثتكم فيما بينى وبينكم فان الحرب خدعة وانى سمعت رسول اللہ ﷺ يقول سيخرج قوم فى آخر الزمان حداث اللسان سفاء الاحلام يقولون من خير قول البرية لا يجاوز ايمانهم حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السم من الرمية فايئنا لقيتموهم فاقتلوهم فان فى قتلهم اجرا لمن قتلهم يوم القيامة} جب ميں تمہيں كوئى حديث رسول اللہ ﷺ سے بيان كرور تو مجھے يہ بات پسند ہے كم مجھے آسمان سے گرا ديا جائے كم ميں جناب رسالتاب پر جھوٹ بولوں اور جب ميں كوئى بات ايسى بيان كرور جو ميں اور تمہارے درميان ہو تو جنگ دھوك كا نام ہے اور بے شك ميں نے رسول اللہ ﷺ كو يہ فرمائے ہوئے سنا كم آخر زمانے ميں ايك قوفلكے گى كم عرب بـتـزيـادہـ تـيـنـانـےـ الے اور كـجـہـم لوگ وہ خلقت ميں بہت اچھى بات كہيں گے ليكن ايمان ان كے خلق سے متجاوز نہ وگا۔ وہ دين سے ايسے خارج وپـرگـے جيسے تير كمان سے خارج ہوتا ہے۔ پس جہاں بھى تم انہيں ملو قتل كر دو كم ان كے قتل كرنے ميں قيامت كے دن اجر ہے۔

اسی طرح صحیح مسلمی زید بن وہب سے مروی ہے کہ وہ اس جیش میں شامل ہے جو علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں خوارج کی طرف نکلا تو علی نے فرمایا اے لوگو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے لیکن تمہاری تلاوت ان کے مقابلہ میں معلوم ہوگی، تمہاری نمازیں ان کے مقابلے میں حقیر، اور تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان کی موافقت کر رہے ہیں لیکن وہ ان پر حجت ہے۔ ہو گا... ان کی نمازیں بلند نہ کی جائیں گی وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے ایک تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ ان کو پائے والا جیش اگر جانے لے گا ان کے متعلق ان کی نبی۔ ﷺ کی زبان سے کیا بشارت صادر ہوئی ہے تو وہ عمل چھوڑ دیں اور اس کی نشانی ہے ان کے اندر ایسی ہے کہ ان کے لئے ہونے بازو پر ایک پھل ہے جو پستان کی مانند اور اس پر سفید بال ہیں۔ اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ یہی وہ لوگ ہیں... انہوں نے محرم خون کو گرایا ہے اور لوگوں پر غارتگری کی ہے... پس اللہ کا نام لیکر ان سے لڑنے کے لیے نکلو... صحیح مسلم میں کاتب علی بن ابی طالب عبد اللہ بن رافع سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں ان کے ساتھ تھا وہ (حروریہ) کہنے لگے "لا حکم الا للہ" تو جناب علی نے فرمایا { کلمۃ حق ارید بآلہ الباطل، ان رسول اللہ ﷺ وصف ناسا انی لأعرف صفۃہم فی ہود لہ۔ یقولون الحق بالسنۃ م یجاوز۔ ہذا مذ م۔ و اشار الی حلق من ابغض خلق اللہ الیہ مذ م رجل ا سود احدی یدیہ طبی شاة او حلۃ ثدی ہم کلمہ حق۔ ہے جس سے مراد باطل ہے۔ ہے شک رسول اللہ ﷺ کے کچھ لوگوں کی صفت بیانی ہے۔ ہے اور میں ان کی صفت ان لوگوں میں اچھی طرح پہچانتا ہوں وہ اپنی زبان سے حق کہتے ہیں لیکن وہ ان کے بہار سے متجاوز نہیں ہوتا... اور انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا... اللہ کی مخلوق کے بدترین لوگ اور ان میں ایک ایسلیا اہمی ہے اس کے ایک ساتھ پر بکری کے تھوس کی مانند یا پستان کے سر کی مانند ایک نشان ہے۔ پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا تو انہوں نے کچھ نہ پایا تو آپ نے فرمایا (انظروا) تلاش کرو تو انہوں نے دیکھا اور کچھ نہ پایا تو آپ نے فرمایا {ارجعوا فواللہ ما کذبت ولا کذبت مرتین او ثلاثا} پھر آپ

نے دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ جاؤ اللہ کی قسم نہیں ہے۔ وہ تک پہنچے گا۔

یہ علامت جسے نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے یہ ان کے سب سے پہلے نکلنے والے آدمی کی ہے جبکہ یہ صرف اسی قوم تک مخصوص نہیں کیونکہ اس کے علاوہ احادیث میں یہ خبر وارد ہے کہ یہ لوگ دجال کے زمانے تک نکلے رہیں گے... اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خوارج صرف اسی فوج کے ساتھ مخصوص نہ تھے۔ اسی طرح وہ صفات جن کی اپنی صفت بیگنی ہے اس فوج کے علاوہ پر بھی علم ہیں اسی لیے صحابہؓ اس حدیث کو مطلقاً لیتے تھے۔ جیسے کہ وہ حدیث جو ابی سلم اور عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ وہ دونوں ابو سعیدؓ کے پاس آئے اور ان سے حروریہ کے متعلق سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ سنا ہے تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اس امت میں ایک قوم نکلے گی اور میں نہیں جانتا وہ کون ہیں کہ تم اپنی نمازیں ان کے مقابلہ میں حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے متجاوز نہ ہوگا اور دین سے اسے خارج۔ وپرگے جیسے تیر کمان سے خارج ہوتا ہے... (یہ لفظ مسلم کے ہیں)۔

اسی طرح صحیحین میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب نبی ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی عبد اللہ ذوالخویصرہ التمیمی آیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک آدمی ذوالخویصرہ آیا تو وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول عدل کیجیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ہلاک ہو کون عدل کرے گا اگر میں عدل نہ کروں گا اگر میں عدل نہ کروں تو میں خسار میں روچاؤں اور ناکام ہو جاؤں تو جناب عمر بن الخطابؓ نے عرض کی مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، اسکے کچھ ساتھی۔ وپرگے تم اپنی نمازیں ان کے مقابلے میں حقیر پاؤ گے اور اپنے روزے ان کے مقابلے میں کم تر پاؤ گے وہ دین سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے خارج ہوتا۔

پس ان لوگوں كى اصل گمراہى ہے ان كا ائمہ ہدایت اور مسلمانوں كى جماعت كے بارے ميں اعتقاد كہ وہ عدل سے خارج ہيں اور گمراہ ہيں۔ يہ رافضی اور ان جيسے گروہوں كا ماخذ ہے پھر وہ يہ كہتے ہيں كہ جسے وہ ظلم ديكھتے ہيں وہ انكے نزديك كفر ہے اور اس كے بعد وہ اس كفر پر احكام گھڑتے اور مرتب كرتے ہيں۔ پس يہ تين مقامات ہيں دين سے نكل جانے والے حروريم، رافضی وغيرہ۔ ہر ايك مقام ميں انہوں نے دين كا ايك اصول ترك كيا يہاں تك كہ وہ دين سے ايسے نكلے جيسے تير كمان سے نكلتا ہے!

صحیحين ميں ابو سعیدؓ سے مروی ہے { يفتلون اهل الاسلام ويدعون الی الروثان لئن ادرککم لاقتلکم قتل عاد }۔ اہل اسلام كو قتل كريں گے اور بت پرستوں سے دوستيں لگائيں گے اور ميں انہيں پالوں تو قوم عاد كى طرح انہيں قتل كردوں۔ پس سارے خارجوں كى يہ بھفت ہے جيسے رافضی وغيرہ۔ م۔ و۔ ہ۔ ہل قبلہ كے خون مباح ہونے كا اعتقاد ركھتے ہيں كہ وہ ان كے نزديك مرتد ہيں اور وہ مسلمانوں كے خون كو زيادہ مباح جانتے ہيں بنسبت كافروں كے خون كے مباح ہونے كے جو كہ مرتد نيں يہيں كيونكہ مرتد ہونے غير سے بدتر ہوتا ہے۔

اسی طرح حديث ابو سعیدؓ سے كہی۔ { يفتلون اهل الاسلام ويدعون الی الروثان لئن ادرککم لاقتلکم قتل عاد }۔ اہل اسلام كو قتل كريں گے اور ميں انہيں پالوں تو قوم عاد كى طرح انہيں قتل كردوں۔ پس سارے خارجوں كى يہ بھفت ہے جيسے رافضی وغيرہ۔ م۔ و۔ ہ۔ ہل قبلہ كے خون مباح ہونے كا اعتقاد ركھتے ہيں كہ وہ ان كے نزديك مرتد ہيں اور وہ مسلمانوں كے خون كو زيادہ مباح جانتے ہيں بنسبت كافروں كے خون كے مباح ہونے كے جو كہ مرتد نيں يہيں كيونكہ مرتد ہونے غير سے بدتر ہوتا ہے۔

اسی طرح امام بخاری و مسلم نے صحیحين ميں حديث سہل بن حنيف كو اسى معنی ميں روايگيا ہے اور بخاری نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روايت كيا ہے جبكہ مسلم نے اسے ابى ذر، رافع بن عمرو اور جابر بن عبد اللہ وغيرہم سے روايت كيا ہے۔ نسائی نے

ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کہا گیا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خوارج کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ... {ان رسول اللہ ﷺ اتی بمال فقسم مفاعطی من عن یمینہ ومن عن شمالہ ولم یعط من وراءہ شیئاً فقال رجل من ورائہ فقال یا محمد! ما عدلت فی القسم۔ رجل اسود مطوم الشعر علیہ ثوبان ابیخان۔ فعضب رسول اللہ غضباً شدیداً و قال لہ واللہ لا تجدون بعدی رجلاً} ہو اعدل منی ثم قال یخرج فی اخر الزمان قوم کذاب۔ هذا منہم یقرئون القران لایجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السم۔ من الرمیة سیما۔ م الخلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج اخر۔ ہم مع الدجال فاذلقتہم۔ وہم قتلوہم۔ ہم شر الخلق والخلیفة} رسول اللہ کے پاس کچھ مال لایا گیا تو آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے وہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے وہی دیا اور جو آپ کے پیچھے بیٹھے تھے انہیں کچھ نہ دیا تو ایک آدمی آپ کے پیچھے سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا... یہ ایک کالا گھنگھریالے بالوں والا حبشی تھا اور اس نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ تو نبی ﷺ بہت سخت غم ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم تم لوگوں میں سے بے رحمی سے بڑھ کر کوئی عادل نہ پاؤں گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمان میں ایک قوم نکالے گی گویا کہ یہ انہیں میں سے ہے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے اوپر نہ چڑھے گا وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے کہ تیر کمان سے نکلتا ہے ان کی نشانی سر موندھنا ہوگی اور وہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکالے گا۔ پھر جب تم انہیں ملو قتل کر دو کہ وہ مخلوق کے بدترین لوگ ہیں۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن حسان سے مروی ہے وہ ابی ذر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا {ان بعدی من امتی... او سیکون بعدی من امتی... قوم یقرؤن القران لایجاوز حلاقیہم، یخرجون من الدین کما یخرج السم۔ من الرمیة ثم لا یعودون فیہم شر الخلق والخلیفة} بے شک میرے بعد یا میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے متجاوز نہ ہوگا وہ دین سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے پھر وہ کبھی دین کی طرف نہ لوٹیں گے وہ بہت ہی برے

پید کیے گئے لوگ ہیں۔ ابن صامت کہے ہیں یہ ہرمیس رافع بن عمرو
الفقاری سے ملا جو الحکم بن عمرو الفقاری کے بھائی ہیں۔ میں نے
کہا۔ ہ حدیث کیا ہے جو میں نے ابو ذر سے ایسے اور ایسے سنی
ہے؟ اور میں نے ساری حدیث ذکر کی تو انہوں نے کہا اور میں
نے اسے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا۔

یہ معانی اس قوم وغیرہم کے متعلق موجود ہیں جن کے خلاف
جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ علی
رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ قتال رسول اللہ ﷺ کے حکم کے
سبب کی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر
نہی کفار سے قتال کیا یعنی جنس کفار سے قتال کیا۔ اگر
چ کفر کی مختلف انواع ہیں اور اسی طرح شرک کی مختلف انواع
ہیں۔ جیسے کہ عرب جن بتوں کو الہ مانتے تھے وہ ایسے نہ تھے جنہیں
ہند، چین اور ترک پوجتے تھے... لیکن جو کلمہ انہیں جمع کرتا ہے
اور اس معنی میں لے کر آتا ہے وہ ہے لفظ "شُرک"۔

اسی طرح دین سے نکلنا اور اس سے خارج ہونا۔ ہر اس شخص
کو شامل ہے جو اس معنی میں ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ امر نبی
ﷺ کے ساتھ قتال واجب ہے جیسے کہ ان (رافضی) لوگوں کے ساتھ قتال
واجب ہے۔ اگرچہ اسلام سے خارج ہوئے اور اس سے نکلنے کی
بہت سی اقسام ہیں لیکن ہم نے بیان کیا ہے کہ رافضی کا خروج
اور ان کا دین سے نکلنا بہت ہی عظیم ہے۔

پس ان میں کسی گرفت میں آئے (مقدور علیہ) کو قتل کرنا... جیسے
الحروریہ اور رافضیہ وغیرہ... اس میں فقہاء کے دو اقوال ہیں اور وہ
دو روایتیں ہیں امام احمد سے اور صحیح ہے کہ ان میں کسی کا قتل
جائز ہے جبکہ وہ اپنے مذہب کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس سے
فساد برپا ہوتا ہو۔ ہے شکنبی۔ فرمایا... اینما لقیتموہم
فاقتلوہم... جہاں بھی انہیں پاؤ قتل کردو!

اور فرمایا لئن ادرککم لاقتلنکم قتال عاد۔ اگر میں انہیں پالوں
تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کردوں!

اسى طرح امير المومنين عمر بن الخطاب رضى الله عنہ نے صبيغ بن علسے کے پاؤں لوو جتک محلوفا لضربت الذى فى عيناك {اگر مير نے تجھے سر موڈھا ہوا پایا تو مير تيرا سر اڑا دوں گا! اور جيسے کہ امير المومنين على بن ابى طالب رضى الله عنہ نے عبد الله بن سبا کو بلا بھیجا جو سب سے پہلا رافضى تھا ... تاکہ اسے قتل کریں تو وہ ہاگ گیا! اور اس لیے کہ یہ لوگ زمین کے اوپر سب سے بڑے فسادى ہیں پس اگر ان کا فساد قتل کے بغیر نہ جاتا ہو تو انہیں قتل کر دینا ہی بہتر ہے!

ليکن ان ميں ہر ايک کو قتل کرنا واجب نہيں جب کہ اس سے کوئى ایسی بات ظاہر نہ ہو یا اس کے قتل ميں کوئى راجح مفسدہ ہو... اسى لیے نبی کائنات ﷺ نے اس پہلے ابتداء کرنے والے خارجی کو قتل کرنے سے اجتناب کیا ... تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں اور اس لیے کہ اس ميں عام فساد برپا ہونے اکلشہ ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ ظاہر ہوئے ان کے قتل کو ترک کر دیا گیا کیونکہ اس وقت وہ خلقت کثیر تھے اور اطاعت و جماعت ميں ظاہری طور پر داخل تھے... تو اہل جماعت نے ان کے خلاف قتال نہيں کیا لیکن انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کے متعلق مخبر صادق ﷺ نے خبر دی تھی!

جہاں تک ان کے کفر کا مسئلہ ہے!

تو اس ميں یہی علماء کے دو مشہور اقوال ہیں اور وہ احمد بن حنبل سے دو روایتیں ہیں اور وہ دونوں اقوال خارجیوں ، اسلام سے خارج حروریہ اور رافضیہ وغیرہ کے متعلق ہیں۔

صحيح بات یہ ہے کہ یہ باتیں جو ان لوگوں کے مومنون سے سرزد ہوتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کیساتھ کفر ہے۔ اسى طرح ان کے افعال جو مسلمانوں کے ساتھ جنس افعال کفار ميں سے ہیں وہ ہی کفر ہیں اور۔ ہم نے اس کے دلائل بارہا مرتبہ نکالے ہیں۔ لیکن ان ميں سے کسی ایک معین کی تکفیر اور یہاں گمبھاس کی۔ ہمیشگی ثبوت شرائط کفر پر اور اس کے موانع کی نفی موقوف ہے۔ پس ہم نصوص کی بنياد پر وعد و وعيد کے باب ميں تکفیر تفسيق کا قول مطلق کرتے ہیں اور کسی

ایک معین پر یہ حکم لگا کر اسے اس عامے مقتضی میں داخل نہیں کرتے کہ جسکا کوئی معارضہ نہیں اور یہ قاعدہ ہم نے ”قاعدۃ التکفیر“ واضح بیان کر دیا ہے۔

اسی لیے نبی کائنات ﷺ نے اس شخص پر کفر کا حکم نہیں لگایا جس نے کہہ لیا کہ جب میرا مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری میری پانی میں بہا دینا کہ اللہ کی قسم اگر اللہ قدرت رکھے گا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا جیسا اس نے دونوں جہانوں میں کسی کو نہ دیا ہو گا۔ وہ اللہ کی قدرت کے بارے اور اس کو لوٹانے کے بارے میں شک کی تھا... اسی لیے علماء نے ایسے شخص کو جو محرّمات میں سے کسی چیز کو حلال جانے، کافر قرار نہیں دیا کیونکہ اس کا عہد اسلام بقیہ ہے۔ یا یہ کہ اس کی پرورش کسی بادیم نشین علاقے میں ہوئی ہے۔ پس کفر کا حکم صرف رسالت ابلاغ کے بعد ہو گا۔

اور ان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس صرف مخالف نصوص پہنچتی ہیں... لیکن وہ نہیں جانتے کہ رسول ﷺ کو۔ ان نصوص کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ پس مطلقاً ایسا قوکفر ہے اور اس کے کہنے والے کی تکفیر تب ہی ہوگی جب اس پر حجّت قائم ہو جائے کہ جس کا ترک کرنے والا کافر قرار پاتا ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ
مَجْمُوعُ الْفَاوِیْ اِبْنِ تَیْمِیَہ
صفحہ 468 تا 501 ، جلد 28

عداری و خیانت کا فرق، کفر و نفاق کا مجموعہ
الشیعۃ یہودیوں کا ایجنٹ کافر گروہ



اسلامی لائبریری

انٹرنیٹ ایڈیشن :

مسلم ورلڈویڈیا پروسیسنگ پاکستان

<http://www.muwahideen.co.nr>